[illegible]

الحمد للہ والمنہ

مجموعۂ مذاق عابد و یادگار عابد و نغمۂ روح و نامۂ عشق و چمنستانِ جدت و آئینۂ ارشاد وغیرہ

دواوینِ عالیجناب فیضمآب نواب میر عابد علیخان صولت جنگ بہادر دام اقبالہ متخلص عابد

الموسوم بہ

۱۳۳۴

کلیاتِ عابد

حسبِ فرمانِ نواب میر احمد علیخان بہادر احمد خلفِ نواب صاحب ممدوح

بہ تصحیح و نگرانیٔ نواب میر محمد علی خان بہادر ناظم ہمشیرہ زادۂ مصنف

مد ظلہ العالی

در عثمان پریس حیدرآباد دکن طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیفِ الف

مطلعِ حمدِ خدا کیون نہ ہو نادر اپنا
منہ چھپاتا ہے جسے دیکھ کے نیّر اپنا

رہنما فنِ سخن مین ہے جو شاعر اپنا
ہے سخن اس لئے مقبولِ اکابر اپنا

نورتن بندشِ الفاظ سے ہے جسکی تجمل
مطلعِ نعت ہے وہ سلکِ جواہر اپنا

ہو ثنا صاحبِ لولاک کی کسطرح ادا
کہ وہان ذہن رسا ہوتا ہے قاصر اپنا

ہم گنہگار رکھین کس لئے خوفِ عصیان
جب کہ رحمان ہے ہر حال مین غافر اپنا

کیون نہ حاصل ہو ہمین نصرتِ دین و دنیا
جب مددگار رہے ہر وقت مین ناصر اپنا

سینہ بے کینہ بفیضِ نبویؐ ہے عابدؔ
بخدا ایک ہی ہے باطن و ظاہر اپنا

قلم جاری ہے وصفِ احمدیؐ کا
ہے عرصہ تنگ لوحِ ایزدی کا

کرے کیا مبتدی نعتِ پیمبرؐ
نہین ہے حوصلہ یہ منتہی کا

گئے نعلین سے عرش برین پر
کہون کیا رتبہ شاہِ ہاشمی کا

رہے سدرہ پہ جبریلِؑ امین بہی
نہ پایا جب کہ یارا ہمسری کا

عرب بے عین ہے وہ درحقیقت
یہ ہے سرِّ خفی ذاتِ نبیؐ کا

حبیبِ خاص ہو تم کبریا کے
کہ تم پر خاتمہ ہے عاشقی کا

پیمبر سب ہین مانندِ مریدان
محمدؐ کو ہے رتبہ مرشدی کا

طفیلی جس کی ہو خلقت خدا کی
ہو دعویٰ کس کو اوس کی ہمسری کا

نمازِ عاشقی ہے شیوۂ خاص
اماموں کو ہے رتبہ مقتدی کا

اُجالا حشر تک ہو یا الٰہی
چراغِ خاندانِ آصفی کا

آمین

یہی ہے التجا محشر مین عابدؔ
اشارہ ہو مجھے یا اُمتی کا

مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا
حق عطا کردے مجھے جو کہ ہے واجب میرا

نہین کونین مین جز تیرے کسی سے مطلب
تو جو مطلوب ہوا حق رہا طالب میرا

ہے کہان ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا
دہیان رہتا ہے اسی بات کا غالب میرا

دیکھون جب اپنے کو مین تو نظر آتا ہے مجھے
روح تو تو ہی ہے کہنے کو ہے قالب میرا

تجھکو گر دیکھ لیا دیکھا خدا کو بیشک
قول اُس کا ہے کہ آدم ہوا نائب میرا

دل مین اللہ کہون مُنہ سے نکالون یا پیر
طائرِ جان ہوا اسی صوت سے غائب میرا

احمد و عابد و ہم حافظ و نام تو ہے
ثم باللہ تو ہر دم ہے مخاطب میرا

جب تک متوجہ وہ مسیحا نہین ہوتا
اپنا دلِ مُردہ کبھی زندہ نہین ہوتا

کیا وصل مین فُرقت کا الم ہو سکے ظاہر
وہ سامنے آئے تو مین گویا نہین ہوتا

تیری جو نسیمِ کرم و فضل نہ گزرے
سرسبز مرا نخلِ تمنّا نہین ہوتا

کیون جاے ترے در کا گدا چھوڑ کے تجھکو
حاصل کبھی شاہون کو یہ رتبہ نہین ہوتا

کیا حالِ دلِ زار بیان کیجے تجھ سے
یہ قصہ تو برسون مین بھی پورا نہین ہوتا

ہمدم ہے بشر ذاتِ خدا سے سُن اے صاح
تو دیکھتا گر آنکھ پہ پردہ نہین ہوتا

مین تجھ سے جو موجود ہون ہوتا نہین معدوم
قدمو نسے جدا جیسے کہ سایہ نہین ہوتا

مین اوسکی گلی چھوڑ کے کعبے کو جو جاؤن
اے واعظو کیا جیج وہان اپنا نہین ہوتا

عابد نے یہ جانا کہ تو معبود ہے برحق
ہے حق تو یہی دوسرا تجھسا نہین ہوتا

واعظ بخدا قائلِ گفتار ہون تیرا
اے شیخ بحق واقفِ اسرار ہون تیرا

اے کافرِ حسن پرستار ہون تیرا
مین برہمنِ بستۂ زنار ہون تیرا

محشر کا نہ کر وعدہ طلبگار ہون تیرا
اے شاہد ہو طالبِ دیدار ہون تیرا

مین نقدِ دل و جان لئے اے یوسفِ ثانی
مانند زلیخا کے خریدار ہون تیرا

رحمان تو مین امتی شافعِ محشر
بیخوف ہون ہرچند گنہگار ہون تیرا

دامن سے لگا رہتا ہون کر دو نہ ہرگز
اے نوگلِ خندانِ چمن خار ہون تیرا

محبوبِ الٰہی سے ہے معروضۂ عابد
آزاد ہون پر بندۂ سرکار ہون تیرا

تو یار ہے اغیار کا مین یار ہون تیرا
قربان دل و جان سے مین ہر آن ہون تیرا

چشمِ بتِ سفاک سے کہتا ہے دلِ زار
اے نرگسِ بیمار مین بیمار ہون تیرا

بس ہے ترا جامِ مے الطاف و توجہ
اِس بادۂ پرکیف سے سرشار ہون تیرا

دامِ دلِ عالم ہین ترے گیسوے پرپیچ
مین ایک نہ اے شوخ گرفتار ہون تیرا

عابد کیطرف دیکھو تو چلاتا ہے کب سے
رخ اپنا دکھا طالبِ دیدار ہون تیرا

اک پل نہ دیدہ بند ہوا انتظار کا
تارون کو علم ہے مری شبہاے تار کا

یارب ہو جلد وصل مجھے اپنے یار کا
کیا اعتبار زندگیِ مستعار کا

مین سوختہ ہون آتشِ رخسارِ یار کا
واعظ مجھے دکہاتا ہے کیا خوف نار کا

مین دیکھتا جدہر ہون نظر آتا وہی ہے
جب سے سمایا آنکھون مین ہے حسن یار کا

بندہ خدا کا امتی خیر الورا کا ہون
فدوی بصدقِ دل ہون سدا چاریار کا

شاہِ دکن کی عمر آلہی دراز ہو
حاصل ہو مقصد اوس شہِ دولتمدار کا

عابد ہے تجہسے ملتجی اے ناصر کریم
بالخیر خاتمہ بہی ہو مشتِ غبار کا

جب تک کہ اسکو شغلِ شراب و کباب تہا
آنکہون مین شرم تہی نہ نظر مین حجاب تہا

چہرہ کسی کا کہنے کو زیرِ نقاب تہا
آنکہونمین شرم تہی نہ نظر مین حجاب تہا

ہم روزِ حشر بادۂ وحدت جو پی گئے
باقی دوئی تہی اور نہ سوال وجواب تہا

مین فیضِ اہلِ چشت سے ہون ساکنِ بہشت
ورنہ گنہ سے اپنے سزاے عذاب تہا

خواہش دکہائی دی بتِ مینوش کی تہی پہر
جل بہن کے یہ مرا جگر و دل کباب تہا

مانگا تہا ہمنے بوسہ جو سرکارِ حسن سے
دیتے اگر زکوۃ تو کارِ ثواب تہا

اشکون کی رات دن تہی جہڑی ہجرِ یار مین
اور اپنا دودِ آہ بشکلِ سحاب تہا

ہوجاتی دور میری غشی گر چھڑکتا وہ
اوس گلعذار کا تو پسینہ گلاب تھا

بلوا کے مجھکو بزم مین خاطر یہ اوسنے کی
غیرون پہ التفات تھا مجھپر عتاب تھا

تھی خوئے بد بھری ہوئی اونکی سرشت مین
اور شکوہ دوسرون سے بحالِ خراب تھا

احوال کیا کہون شبِ ہجران کا اپنی مین
مانندِ برق دل کو بہت اضطراب تھا

مینوش دیکھا شیخ نے اوس شوخ کو تو پھر
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب تھا

افسوس ہم نے ایک نہ پائی شبِ وصال
جب تک کہ اوسکا جوش پہ عہدِ شباب تھا

عابد مین وصفِ عارضِ دلدار کیا کرون
شرمندہ جسکے رخ سے مدام آفتاب تھا

دل موجِ زلف پر جو نگہ کر کے رہ گیا
مثلِ حباب عشق کے دریا مین بہ گیا

اُستاد ہے وہی جو محبت کی رہ دکھائے
ہے مرد وہ جو عشق کے میدان کو سہ گیا

بلبل ترانہ ریز تھی اور گل تھے خندہ زن
سیرِ چمن کو صبح جو وہ کجکلہ گیا

ہے واسطے اوسی کے شفاعت بروزِ حشر
جو اُمتی رسول کا کر کے گنہ گیا۔

یہ آستانِ فیض ہے اُمید گاہِ خلق
آیا تھا جو فقیر یہان ہو کے شہ گیا

محشر مین کیا وہ دولتِ دیدار پائیگا
دنیا مین جو وصال سے محروم رہ گیا

صاحب کی ہونگاہِ کرم اوسکے حال پر
جسنے کہ بندگی نہ کی اور روسیہ گیا

عابد نہ کر تو فکرِ گنہ کیا سُنا نہین
لاتقنطوا خدا ہے جو قرآن مین کہہ گیا

اختیار اِس سے کیا روکے ہنسانا تیرا
مجھکو منظور نہ تہا روٹھکے جانا تیرا

بہا گیا دل کو کچھہ اِس طرح ستانا تیرا
یاد آتا ہے وہ ہنس ہنس کے رلانا تیرا

حالِ دل اپنا سُناتا ہون تو وہ کہتے ہین
بس کراب رام کہانی ہے فسانہ تیرا

وہ کمان ابرو ہے یون تیرِ مژہ سے کہتا
جگر و سینۂ عاشق ہے نشانہ تیرا

ہاے وہ میرا بناوٹ سے بگڑنا شبِ وصل
اور در اصل سمجھ کر وہ منانا تیرا

شرم سے ابرِ گہُر بار ہے پانی پانی
دیکھکر ابرِ مژہ اشک بہانا تیرا

شعلہ زن آتشِ ہجران ہے مرے سینے مین
کام ہے رہ کے جُدا دل کا جلانا تیرا

مثلِ عنقا مجھے معدوم نظر آتا ہے
ہے کہان اے کمرِ یار ٹہکانا تیرا

دل مین میرے ہے جو تو موجزنِ قلزمِ عشق
ہے عجب ایک ہی قطرہ مین سمانا تیرا

داغ دل کا مرے خورشیدِ قیامت ہوگا
کام آئیگا سرِ حشر جلانا تیرا

رونمائی کی طلب طالبِ دیدار سے ہے
جان کا مانگنا ہے منُہہ کا دکھانا تیرا

مین نہ آؤن تری محفل مین یہ ہے بات نئی
مین نیا تو نہین شیدا ہون پرانا تیرا

یاد آتی ہے شبِ وصل کی وہ کیفیت
ننّین کرنا مرا منہ کو چھپانا تیرا

زاہدون مین ہے کئی دن سے تو عابد کا شمار
ہے غضب اوس کو یہ منہ تو شش بتانا تیرا

حمدِ خدا وظیفہ ہے برنا و پیر کا
دیکھا ہے حق کو حق ہے یہہ حق رتبہ پیر کا
ہون خاکسار مین نہین خواہان سریر کا
الفقر فخری احمدؐ مرسل نے جب کہا
ہے آسرا جو صاحب لولاک کا مجھے
چھوٹا کمان سے جا کے لگا وہ نشانے پر

نعتِ رسول ورد صغیر و کبیر کا
گر عقل ہو تو مان سخن اس حقیر کا
کافی ہے گر ملے مجھے بستر حصیر کا
سلطان سے بڑھ کے جانئے رتبہ فقیر کا
مطلق نہین ہے خوف گناہِ کثیر کا
اپنا سخن مقابلہ کرتا ہے تیر کا

دنیا کی مشکلات سے عابد نہین ہے ڈر
مشکلکشا ہے نام مرے دستگیر کا

مظہر ہے خاص بندہ خدا کے ظہور کا
نزدیک آیئے تو کہون راز دور کا
زاہد کو صرف شوق ہے جنّت کی حور کا
کیون عاشقون کو کرتے ہین ناصح نصیحتین
کیا ہے عجب جو بخشدے مجھ تیرہ رو کو

پھر دیکھئے تو جلوہ محمدؐ کے نور کا
قادر ہو قلب پر تو تماشا ہے طور کا
رندون کو اعتراف ہے اپنے قصور کا
کیا کام اہلِ عشق مین عقل و شعور کا
وہ ہے کریم بندہ ہون ربِّ غفور کا

شیطان کی کیا مجال کرے آدمی سے بحث
اوستاد ہے بہلا وس سے ہی بڑھکر فتور کا

خط اون کا مجھکو آیا ہے مضمون ہے یہی
اک کام تم سے آج ہے مجھکو ضرور کا

عابد کو کیون نہ فخر ہو اس اختصاص پر
فدوی بہی ہے تو خاص ہے اپنے حضور کا

ہے یہ بیگانہ آشنا سب کا
دل ہی معشوق ہے نئے ڈھب کا

ہو وفا وعدہ ہم سے ہے کب کا
بوسہ رخسار کا دے یا لب کا

میری تیری ہے دوستی کب کی
کچھہ تعلّق نہین ہے یہہ اب کا

مئے پندار پی ہے زاہد نے
پاک ہے نفس رند مشرب کا

کافرِ عشق ہی مسلمان بہی
ہے جدا ڈھنگ میرے مذہب کا

تو نے کیون دی ذرا سی مے ساقی
تشنہ ہون ساغرِ لبالب کا

عید کا دن ہے آیئے ملئے۔
ہم سے ہوتا ہے وعدہ کیون شب کا

کون مجہسا ہے دوسرا عاشق
تجھکو اک مین ملا ہون مطلب کا

عبد مجھکو کیا جواے عابد
مجھہ یہ احسان ہے مرے رب کا

رات دن محو تصوّر ہے مری جان کس کا
عشق کہتا ہے تو پنہان دلِ نادان کس کا

کس کے سایہ مین خط زلف کو ہاتھ آے نجات — آسرا ڈہونڈتے ہین سنبل و ریحان کس کا

جستجو رہتی ہے کس کی یہ شب و روز تجھے — عشق ہے دل کو ترے نیر رخشان کس کا

کیا کہون پوچھ رہے ہین وہ دکہا کر زلفین — دل بیتاب ہے اس طرح پریشان کس کا

تم جو دل مین ہو تو کیا کچھہ نہین دل مین میرے — کس کی حسرت ہے کہون عشق مین ارمان کس کا

حال عابد کے کہون مذہب و ملت کا مین کیا
دین ہی دل سے بہلا بیٹھا ہے ایمان کس کا

غیرون کو بہی معلوم ہے مین یار ہون اوسکا — اے عشق بہر حال خریدار ہون اوسکا

اے مالک کونین بنایا مجھے جس نے — شرمندہ تمہارا تو گنہگار ہون اوسکا

کرتا ہون جو مین حق سے طلب حق کی محبت — صد شکر کہ اوس سے ہی طلبگار ہون اوسکا

مجھ خاک کے پتلے کو حقارت سے نہ دیکھو — ذرہ ہون مگر محرم اسرار ہون اوسکا

دیوانہ مجھے کہتے ہین کیون اہل خرد سب — وہ میرا ہے مین دل سے طلبگار ہون اوسکا

ہونیکی فدا جسپہ سلیمان کو ہے حسرت — مین مور ضعیف ایک گرفتار ہون اوسکا

کرتے ہین عبث فکر مری حضرت عیسیٰ — صحت سے غرض کیا مجھے بیمار ہون اوسکا

مسجد مین جو عابد ہون تو بتخانہ مین راہب
میخانۂ عالم مین مین سرشار ہون اوسکا

جس جگہہ آنکھ پڑی یار کا جلوہ دیکھا
اسی جلوہ کا زمانہ مین تماشا دیکھا

اپنے زیور کی وہ تعریف یہی لین کرتے ہین
چاند تو چاند ہے ماتھے کا ہی تارا دیکھا

ساری محفل مین مرے حال پہ پہلے اُٹھی نظر
آنکھ سے اوسنے کیا مجھکو اشارا دیکھا

دین و دنیا کا کیا عشق نے تیرے نقصان
نفع کے بدلے ہوا میرا خسارا دیکھا

دل کو آئینہ کیا مین نے کہ صورت دیکھون
دیکھنے والے نے افسوس نہ دیکھا دیکھا

کنگھی کرتے ہوئے مجھہ سے وہ یہ فرماتے ہین
تیرے دل کے لئے رکھا ہے یہ آرا دیکھا

سخت مایوس ہوا ہون جو گنہ کے باعث
یا نبیؐ آپ کا ہی مین نے سہارا دیکھا

نامہ پڑہتے ہی مرا ساتھ وہ قاصد کے ہوا
آکے کہتا ہے کہ کیون شوق ہمارا دیکھا

قدمِ شاہِ دکن ہمنے تو دیکھے عابد
نہ سمرقند ہی دیکھا نہ بخارا دیکھا

آنکھ اب تم سے لڑی دیر و حرم چھوڑ دیا
اک تمہارے لئے کس کسکو صنم چھوڑ دیا

خط تمہین لکھنے کو بیٹھا تہا کہ تم آہی گئے
اسلئے ہاتہہ سے اب مین نے قلم چھوڑ دیا

میرے مشرب سے جو ناصح کو ہوئی آگاہی
پند گوئی کو وہین کہا کے قسم چھوڑ دیا

تونے جس روز کیا وصل کا وعدہ مجھسے
دلِ مضطر نے خیالِ شبِ غم چھوڑ دیا

ہاتھ کو مین نے بڑہایا تہا کہ چھوؤن رخسار
ہاتھ ظالم نے مرا کرکے قلم چھوڑ دیا

دی مجھے عشق کی سرکار نے روشن چوکی — مین نے وہ ماہی مراتب وہ علم چھوڑ دیا
آگیا رحم تمہین یا مری قسمت جاگی — شکر اللہ کا یک لخت ستم چھوڑ دیا
کیا ہوئے پہلے کے الطاف وہ مہر و الفت — واہ جی تم نے تو سب لطف و کرم چھوڑ دیا

ہاتھ اُٹھا تو مرے ارمان سے مسکین عابد
خط مین اوس شوخ نے یہہ کہہ کے رقم چھوڑ دیا

بت کو لا کر کس نے میرے دل کے اندر رکھدیا — خانۂ اللہ مین کیسا یہ پتھر رکھدیا
کر دیا منہہ بند میرا بات ہی کہنے نہ دی — اک کڑی ایسی سنائی دل مین نشتر رکھدیا
شیخ صاحب عزم کعبہ ہو مبارک آپکو — ہمنے اپنا کوچہ جانان مین بستر رکھدیا
جو بڑہانا ہو بڑہائے جو گھٹانا ہو گھٹائے — کاتب تقدیر کے آگے مقدر رکھدیا

ہو گیا حیران عابد دیکھ کر یہہ صورتین
جب قدم اس آئینہ خانہ کے اندر رکھدیا

جس نے ایسا تجھے شباب دیا — اوس نے ہی ہم کو اضطراب دیا
شب کا وعدہ کیا نہین آیا — رات بہر مجھکو یون عذاب دیا
کیون نہ جل جاؤن غیر کو تو نے — بہر کے ساغر دیا کباب دیا
کتنے بوسے دیئے لئے کتنے — اس کا تو نے نہین حساب دیا

خلق سے کیا تو مانگ خالق سے
اوسنے ہی سب کو بیحساب دیا

شیخ نے کرکے غیبت رندان
زہد و تقوے کا سب ثواب دیا

ہمنے کیا پوچھا آپ کیا سمجھے
بات کیا تھی یہہ کیا جواب دیا

عابدِ حق پرست کو ہے ہے
تم نے کیون ساغرِ شراب دیا

کھوج اوس نام کا نہین ملتا
کچھہ پتا کام کا نہین ملتا

کوئی کیا پہنچے آپ تک صاحب
رستہ اس بام کا نہین ملتا

یون تو برسون ہی پی ہے اے ساقی
لطف اس جام کا نہین ملتا

کون وحشی گیا کہ کعبہ مین
جامہ احرام کا نہین ملتا

غیر کا خط دکہاتے ہین وہ مجھے
پرچہ پیغام کا نہین ملتا

یون ہین کہنے کو سیکڑون احباب
دوست اک کام کا نہین ملتا

سود سرکارِ عشق سے ہم کو
درہم و دام کا نہین ملتا

دل جو اوس زلف مین پہنسا وہ گیا
صید اس دام کا نہین ملتا

تیری طاعت سے ایک پل ہم کو
وقت آرام کا نہین ملتا

اوسنے گہایل کیا ہے در پردہ
زخم صمصام کا نہین ملتا

غیر کی وجہ سے نہ دو گالی
لطفِ دُشنام کا نہین ملتا

کہا عابدؔ سے دے کے درہم داغ
عوض اس دام کا نہین ملتا

اپنے ہی دل مین ہے خدا ملتا
کعبے جاتے تو ہم کو کیا ملتا

اپنا زاہد کو گر پتا ملتا
کیا کہون مین کہ کیا مزا ملتا

دولتِ عشق تھی ترا ملنا
مل گیا تو تو اور کیا ملتا

تو نے گھر کر لیا ہے دل مین مرے
اب کہان دوسرا نیا ملتا

تیرے ملنے سے ملگئے دارین
تو نہ ملتا تو مجکو کیا ملتا

دل مین جو ہے مین صاف کہدیتا
گر وفا دار آشنا ملتا

کشتیِ عمر کے لئے عابدؔ
ناخدا کے عوض خدا ملتا

کیا خدا کا پتا ہمین ملتا
تو نہ گر مصطفیٰ ہمین ملتا

منزلِ عشق ہاتھ آتی جب
خضر سا رہنما ہمین ملتا

دل ہی کرتا نہ رہنمائی تو
رستہ کب عشق کا ہمین ملتا

خانۂ دل مین ہم جو کرتے تلاش
جانِ جان کا پتا ہمین ملتا

تیغِ قاتل گلے سے ملتی تو ‎ ‎ قتل کا جب فرا ہمین ملتا

تیرا جلوہ ہے دونو عالم مین ‎ ‎ کیا کوئی دوسرا ہمین ملتا

جُستجو مین ہے جس کی تو عابد
وہ تو ہے جا بجا ہمین ملتا

جب سے کہ آشنا مرا نا آشنا ہوا ‎ ‎ مین کیا کہون کہ حال مرا کیا سے کیا ہوا

نیّت تری ہے بدی ہوئی دل پھرا ہوا ‎ ‎ ظاہر یہ بھید آج مجھے دلبرا ہوا

پہلے تو آسمان تھا اب تم بھی ہوگئے ‎ ‎ قاتل جہان کا ایک تھا اب دوسرا ہوا

آئے نہین جو پھر نصیحت وہ میرے پاس ‎ ‎ کیا جانے آج حضرتِ ناصح کو کیا ہوا

مین نے کہا کہ مرتا ہون بولا بگڑ کے وہ ‎ ‎ قُدرت خدا کی آپ کو یہ حوصلہ ہوا

اونسے حجاب کیجیے آنکھین نہ ہون جن کی بند ‎ ‎ پردہ یہان ہے دیدۂ دل سے اوٹھا ہوا

عابد بقا اوسی کے لئے ہے جہان مین
زندہ رہا جو ذاتِ خدا مین فنا ہوا۔

رونق فزا چمن مین جو وہ گلبدن ہوا ‎ ‎ شرمندہ شرمسار گلِ نسترن ہوا

معبود تھا مین ہستی مین آکر ہوا ہون عبد ‎ ‎ کوئی یہان فریب نہ کچھ مکر و فن ہوا

نام اور نشان سے بھی تو واقف نہ تھا کوئی ‎ ‎ چرچا مجھی سے تیرا اسیرِ انجمن ہوا

کیا کیجے ذات آکے ہہین بنتی ہے صفات
کچھ ایسا اس زمانہ کا اولٹا چلن ہوا

دریا سے چھوٹ کر مرا قطرہ ہوا ہے نام
مین کیون وطن سے اپنے غریب الوطن ہوا

عابد یہی کلام ہے تیرا تو جان لے
مشہور عشق والون مین تیرا سخن ہوا

یہہ خوشی کیجے بدلے اے دل مفت کا غم ہوگیا
بات اچھی بھی نہ سمجھا وہ تو برہم ہوگیا

جو تصور عشق مین تھا وصل مین اب وہ کہان
بڑھ گیا تھا پیار اوسکا گھٹ گیا کم ہوگیا

پان کا بیڑا اپنا کر تم نے جو مجھکو دیا
وہ سر محفل عدو کے واسطے سم ہوگیا

خلوتِ وحدت مین ظاہر اسقدر کثرت ہوئی
ایک جلوہ سے ترے معمور عالم ہوگیا

جلوہ محبوب کا جلوہ ہے عثمانِ علی دام ملکہ
جان لو اِسواسطے وہ فخرِ عالم ہوگیا

ہوتے ہین رندون سے عابد عابدون سے رند مست
حضرتِ ناصح کو کیون بیفائدہ غم ہوگیا

زاہد مرا بخیر یہہ انجام ہوگیا
تھا بت پرست کفر ہی اسلام ہوگیا

صیاد تو نے کس لئے چھوڑی ہین کاکلین
تیرا بنا و میرے لئے دام ہوگیا

مین اور رقیب شیفتہ لیلے وشون کے ہین
دونون کا ایک عشق مین انجام ہوگیا

مانگا جو بوسہ مین نے تو گالی ملی مجھے
لو یہ سوال قابلِ دشنام ہوگیا

شہرہ تمہارا میری محبت نے کردیا
جا کر دکن سے روم کو تا شام ہوگیا

ابرو وہان ہلا تو یہان کٹ گیا گلا
اوس کا اشارہ موت کا پیغام ہوگیا

بیمار ہجر کی ہے دوا شربت وصال
تسکین دل کو ہوگئی آرام ہوگیا

کس لطف سے وہ کہتے ہین مجکو پکار کر
اب عاشقون مین میرے ترا نام ہوگیا

تسبیح پڑھ کے ہاتھ اوٹھانا سوئے فلک
عابد کے واسطے یہہ بڑا کام ہوگیا

داغ سے نالان ہین ہم دم مین تو شادان ہوگیا
حال میرا دیکھ کر حاسد پریشان ہوگیا

یہہ قصور اوسکا ہی خود ہے آہ مین میرا کچھہ نہین
ولولہ دل کو ہوا نخچیر مژگان ہوگیا

کاٹتے ہوئے تم نے میرے روکنے کو واجی
دھجیان ہین جیب کی اور پرزے دامان ہوگیا

یہہ نئی مین نے نکالی دوستی مین اسکی چال
جب ظہور اوسکا ہوا مین آپ پنہان ہوگیا

عشق کے دربار مین خلعت ہے یہہ میرے لئے
ہوگیا دیوانہ مین پرزے گریبان ہوگیا

ہوگیا ہے کیا کہین اوس مست کو شوق کباب
دل مرا اچھا تھا کل کو آج بریان ہوگیا

یار کا تمغہ ہے یہہ صولت خطاب کیجئے
داغ کی الفت ہے دلمین دل نگہبان ہوگیا

ہوگئے ہین داغ کے شاگرد عابد دہوم سے
دوست سنکے خوش ہین دشمن تو گریان ہوگیا

سامنا ہوتے ہی تجھسے اک زمانہ ہوگیا
سم ترے عاشق کے حق مین آب ودانہ ہوگیا

کیون نہ مین عاشق بنون کیونکر نہ دون ایذا اسے
خود مجھے منظور جب دل کا جلانا ہوگیا

قیس اور فرہاد کا قصہ نہین سنتا کوئی
مشتہر مخلوق مین اپنا فسانہ ہوگیا

آپکو ہمنے مٹایا تو ہوا تجھسے وصال
اک یہی تو کام ہم سے عاقلانہ ہوگیا

بھیس مین آکر مرے ظاہر کیا ہے آپکو
کُنتُ کنزاً مخفیاً کا کیا بہانہ ہوگیا

یہہ تو عابد ہے سراسر حضرت ناصر کا فیض
عاشقانہ تہا مذاق اب عارفانہ ہوگیا

کثرت کو دیکھکر دلِ نادان مچلگیا
وحدت کے جب مقام مین آیا سنبھل گیا

مانند سیم وزر کی تپِ عشق سے یہان
دل ہی پگل گیا ہے جگر بہی پگل گیا

شیشہ مین دل کے بادۂ توحید کو ہے جوش
ساقی غضب ہوا خُم وحدت اُبل گیا

الفقر کی حدیث کا جب سے کہ ہے خیال
دل سے مرے تصورِ اہلِ دول گیا

مین ذات سے صفات مین ہونگا شما
ہستی مین آکے بھیس جو میرا بدل گیا

سرِ انا کی رمز مین جب سے ہوا ہون گم
اللہ رے بیخودی مین خودی سے نکل گیا

جب سے پڑا ہے یار تجلّی کا تیرے عکس
سینہ ہمارا طور کے مانند جل گیا

کیا پوچھتے ہو عابدِ مضطر کا حال زار
جاتا تہا کل وہ کہتا ہوا ہائے جل گیا

کہان ہے وہ تمہارا یاد کرنا — وہ سر باز و فا ارشاد کرنا

یہی ہے عاشقون کو شاد کرنا — کہ تم بیداد پر بیداد کرنا

تسلی جہوٹے وعدے سے ہی ہوگی — دلِ ناشاد کو یون شاد کرنا

بنا کر اپنا بندہ پہر یہہ کیا بات — غلامی سے مجہے آزاد کرنا

مرا دل ہو گیا خود مثلِ نخچیر — نہ کچہہ تکلیف اے صیّاد کرنا

رکہا ہے نام شیطان فعلِ بد کا — اُنہین آتا ہے یون برباد کرنا

اُدہر ہی سے ہے جو کچہہ خیر و شر ہے — نہین آتا ہمین ایجاد کرنا

یہہ عابد کی دعا ہے میرے مولا
دمِ آخر مری امداد کرنا

یہی الطاف خدا کے لئے جاری رکہنا — بہُولنا اس کو نہ تم یاد ہماری رکہنا

کہین برباد نہ ہو خاک ہماری در در — اوسکے کوچہ ہی مین اے بادِ بہاری رکہنا

وہ گنہگار ہین دنیا مین نہین ہے ہمسا — یا نبی روزِ جزا لاج ہماری رکہنا

سب سواری ہین مرے پاس بدولت کی — اونکے افضال سے آسان ہے عماری رکہنا

یار کے مست ہو عابد ہمین معلوم ہوا
آپ کا رنگ ہے آنکہون کو خماری رکہنا

آج کل اوج پہ چمکا ہے مقدّر اپنا
اپنے آغوش مین رہتا ہے وہ دلبر اپنا

جا کے کس کوچے سے آتی ہے نسیم سحری
ہو رہا ہے جو دماغ آج معطّر اپنا

وعدۂ حشر کا اورون کو رہے دنیا مین
ہجر دلدار مین ہر روز ہے محشر اپنا

ہم تو کشتہ ہین تری تیغِ ادا کے ظالم
کیا ڈراتا ہے ہمین کھینچ کے خنجر اپنا

فکر فردائے قیامت کی نہ کرائے عابد
شافعِ روزِ قیامت ہے پیمبر اپنا

اِس سے بہتر نہین دنیا مین ٹھکانا اچھا
یار کے کوچے مین بستر ہے لگانا اچھا

اپنے عاشق سے نہین مُنھہ کو چھپانا اچھا
ایسے مُشتاق کے ہے سامنے آنا اچھا

ہوسِ خُلد نہین تیری گلی ہے مرغوب
نہین کچھ نین مین اب اس سے ٹھکانا اچھا

وصل ہو یا نہ ہو اپنا تو یہی ہے مذہب
عشق مین یار کے اپنے کو مٹانا اچھا

عشقِ صادق ہو جنھین کچھ نہین اُنکو پروا
گر کہے بد اونہین یا سارا زمانا اچھا

اِتنا بھی ہے نصیحت کی جناب ناصح
چُپ رہین آپ نہین دل کا جلانا اچھا

دَیر ویران ہوا بُت ہے خدا اپنا بنا
کعبۂ دل کو خدائی سے بسانا اچھا

مُردے زندہ ہوئے ہے تیرے کرشمہ کا یہہ فیض
تو مسیح اپنا ہے ہم کو بھی جلانا اچھا

بادۂ عشق کی عابد ہے یہی کیفیت
اِسکا پینا بھی ہے خوب اور پلانا اچھا

تھا حقیقت مین جو معبود ہوا عبد نما
بندہ مین کیون نہ ہو پیدا صفت ذات خدا

واعظا مجھکو نہ کر منع گنہ سے اصلا
صفت عفو خدا ہوگی گنہ سے پیدا

جسنے دیکھا نہین دنیا مین خدا کا جلوہ
یان بھی اندھا ہے وہ ناکام وہان بھی اندھا

ہے بلا عین عرب اور بلا میم احمدؐ
شکل انسان مین ہوا آکے یہان جلوہ نما

میرے آقا جو ہوا تیرے غلامون مین شریک
اوسکو رضوان نے کہا میوۂ جنت لے کہا

کبھی معبود کبھی عبد کبھی ہے عابد
رنگ اپنے وہ دکھاتا ہے جہان مین کیا کیا

جسے دیکھا تجھے دیکھا جو کچھہ پایا تجھے پایا
بجز تیرے نظر مجکو نہ کوئی دوسرا آیا

کوئی حد بھی ہے اس وحشت کی یاب ہجر جانان نہین
کہ کوسون بھاگتا ہے آجکل مجھسے مرا سایا

بنا ہے شمع محفل وہ ہین گرداگرد سب عاشق
وہی پروانہ سان ہوگا کہ جسنے داغ ہے کھایا

مجھے اس بیقراری نے بنایا اور بھی مضطر
الٰہی کیا ہوا نامہ نہ اب تک نامہ بر لایا

عبادت گاہ مین رہ کر ہوا ہے راتدن مغرور
نہ کر نخوت کبھی عابد تکبر کا ہے یہہ مایا

اوس کا آنا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکھہ ملتی ہے یار سے لیکن
اوسکا ملنا نظر نہین آتا

وہ جوانی کدھر گئی افسوس
عیش ڈھونڈا نظر نہین آتا

جان لینی تو ہے اُنہین منظور
آزما نا نظر نہین آتا

سب ہین دیوانے عشق مین تیرے
اک سیانا نظر نہین آتا

کعبہ و دیر مین بہی ٹہیک ترا
کچھ ٹھکانا نظر نہین آتا

اِن دنون ڈہنگ آپ کا عابد
ہم کو اچھا نظر نہین آتا

غیرتِ ماہِ درخشان کو نہین جانتے کیا
اوسکو ہم جانتے ہین وہ سپر پہچانتے کیا

جب یہہ ٹہیری ہے کہ عالم شقِ صادق ہین ترے
مال کیا جان ہم اپنی نہین گذرانتے کیا

صاف ہو چیز تو پہر کیا ہے تامل ساقی
مے بے دُرد ہے شفاف اُسے چہانتے کیا

اونکو محفل مین نہ دیکھا تو مری جان بچی
دیکھکر دل مین جلا جانے وہ پہچانتے کیا

سُن لو عابد کا بہی کہنا یہہ جنابِ ناصح
دوست کی دوست کوئی بات نہین مانتے کیا

شوق ہے ہر دم نئی بیداد کا
حوصلہ دیکھو ستم ایجاد کا

شوخ کی تصویر وہ کہنچین اگر
ہاتھ کا نپے مانی و بہزاد کا

مین جنون مین رہنمائے قیس ہون
عشق مین اوستاد ہون فرہاد کا

کیسے غافل کیسے بے پروا ہو تم
منتظر مدت سے ہون مین یاد کا

دل مرا نخچیر اوس کا ہو چکا
ہے نصیبا اوج پر صیاد کا

المدد اے سخت جانی المدد
تیز ہے خنجر بہت جلاد کا

ہے خلش دل مین مرے آٹھون پہر
وہ مژہ ہے نیشتر فصاد کا

دو جواب صاف عابد کو کوئی
منتظر ہے آپ کے ارشاد کا

کیا بتاؤن مری ان آنکھون نے کیا کیا دیکھا
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوہ دیکھا

کثرت جلوہ نمائی نے کیا پوشیدہ
خود ترے حسن کو ہم نے ترا پردا دیکھا

حکم سے تیرے ہوا ہے دم عیسیٰؑ کا ظہور
یہ بھی اک بات تھی قدرت کا تماشا دیکھا

کشتیٔ نوحؑ کو طوفان سے بچایا تو نے
حکم سے تیرے ہی بڑھتا ہوا دریا دیکھا

ایسے اجمال کی تفصیل کہے کیا عابد
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوا دیکھا

جسکو درد عشق تیرا اے شہ والا ہوا
کس نے کی اوسکی دوا عیسیٰؑ سے کب اچھا ہوا

جسطرف نکلا ترا عاشق یہی چرچا ہوا
دیکھنا آتا ہے عابد جان پر کھیلا ہوا

خضرؑ کی منت اوٹھانی پڑتی راہ عشق مین
رہنمائی کی ہمارے دل نے خود اچھا ہوا

تیری خاطر اس قدر منظور ہے اللہ کو
تجھ سے اُلفت جینے کی وہ طالب مولا ہوا

سر مین سودا ہی ہوا۔ تہی دل مین الفت آپکی
اِک مرض پہلے سے تہا یہ دوسرا پیدا ہوا

ہے مدینہ عاشقون کے واسطے دار الشفا
جو مریض اُس شہر مین جاکر رہا اچھا ہوا

بدر نے جب تجھ کو دیکھا ہو گیا گھٹ کر ہلال
روبرو جب آفتاب آیا تو وہ تارا ہوا

ہمنے دی پہلو مین اپنے اسلئے دلکو جگہ
آپ کی تعریف سنکر آپ پر شیدا ہوا

حشر مین جب مین چلونگا تیرا دامن اوڑھکر
ہوگا خورشید قیامت مجھسے گھبرایا ہوا

فخر ہے آبا کو تجھسے ہے شرف اولاد کو
اس صفت سے متصف کون آنے والا ہوا

چہرہ حضرت کو عابد کس سے مین تشبیہ دون
مہر بہی دیکھا ہوا ہے ماہ بہی دیکھا ہوا

عرضی به بارگاہِ خواجۂ خواجگانِ چشت غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ میرے اے خواجہ
معین الدین سرتا جا

ہند کے والی عطائے رسول
کہتے ہین ہند وہی مہراجا

تیرے کرم سے پائے فیض
شہ ہو گدا ہو یا راجا

میرا وسیلہ کوئی نہین
میری طرف کو تو آجا

فیض تو تیرا ہے جاری
میری مُرادین دیتا جا
خواب مین اپنے خادم کو
صُورت اپنی دکہاتا جا
عرضیٔ سابق ہو مقبُول
دونون مین کردے اسباجا
تیرے کرم کی نوبت ہے
روز ہو در پر یہ باجا

عابد حاضر ہے در پر
دل کا مقصد دلوا جا

اُس جانِ جان نے تجھکو مری جان بنا دیا
قدرت خدا کی مجھکو پریشان بنا دیا
اے برہمن نہ پُوچھ تو مذہب کا میرے حال
کعبہ مین رکھ کے بُت کو مسلمان بنا دیا
نقشہ جما جما کے رُخِ گلعذار کا
آنکھون کو اپنی ہم نے گلستان بنا دیا
حیوان کی خاصیت تہی سراسر سرشت مین
احمد حسین نے مجھے انسان بنا دیا

عابد یہ فیض بخشیٔ ناصر ہے دیکھنا
مورِ ضعیف کو جو سُلیمان بنا دیا

شیفتہ ہون مین جو اپنے پیر کا
بس نشانہ ہو گیا ہون تیر کا
اک الف ہی پر کیا ہے ختم سب
کون جانے رمز اِس تحریر کا
میری صورت دیکھکر میرا ہی دل
رنگ بہرتا ہے تری تصویر کا

ساری پریان مجھ پہ عاشق ہوگئین
کیون تردد کیون تجسس کیون ہے فکر

فیض ہے یہہ حضرت ناصر پیر کا
رل ہی جاتا ہے لکھا تقدیر کا

رازِ احمد سے ہوا عابد امین
شاد ہے دل اس لئے دلگیر کا

زلف سے ہے سلسلہ تقریر کا
کیون ہوا عادی وہ کافر بیر کا
لینے کے دینے پڑے صیاد کو
ناصحا بہرِ خدا اب کچھ نہ کہہ
نعمتین دونون جہان مین جتنی ہین
سیدِ عثمانِ علیخان شاہ کے

خوف اب مطلق نہین زنجیر کا
بیر مین بھی کیا مزا ہے شیر کا
گھٹ گیا دم آج کیون نخچیر کا
حوصلہ مجھ مین نہین تدبیر کا
سب ہے صدقہ شبر و شبیر کا
ہر عدو پر دانت ہے شمشیر کا

عشق کا ہے اوسکے عابد یہہ اثر
رنگ ہے ہر جا تری تصویر کا

پڑھ کے والنجم نکلتا ہے مرے گھر تارا
قید قبلہ کی نہین کعبے مین سجدہ کے لئے
یہہ شرافت ہے یقین ناصر و احمد کی امین

بختِ خفتہ کو جگاتا ہے چمک کر تارا
قطب سے آتا ہے جسوقت کہ سر پر تارا
مثلِ خورشید چمکتا ہے ترے سر تارا

اک جگہ یہہ نظر آتا نہین ساکن اکثر
کا پتا برق کے مانند ہے تھر تھرا تارا

نکتۂ علم معلّم ہے یہہ عابد تحقیق
دوڑتا ہے جو تری آنکھ مین اکثر تارا

شراب عشق دونون خم کی پینا
بدی ہے سٹر اُسنے مجھ سے ایسی
بنی جو راہ ہے پر ہے اپنی منزل
یہہ گویائی نہین ہے راز حق ہے

اِسی اِک کیف سے ہے اپنا جینا
ہُجوم ماسوا سے رکھیے کینا
سمجھ لینا ہے رستے کا قرینا
کہ مخزن بہید کا ہے میرا سینا

وَلَا یُشْرِكْ ہوا کندہ جو اُس پر
ہوا عابد گران دل کا نگینا

از نگاہ قہر او فریاد چون آریم ما
حاجیِ بطحا و در شرب چو زوّاریم ما
حق شناسئے دل نیست از منصور کم
ہر دو مذہب را زما بہتر نمیداند کسے
مست کے گردد دل ما از شراب ہر دو کون
تاب ہجر او نمی داریم اے ناصح ببین

راہِ عشقش را خدا وند طلبگاریم ما
برہمن آسا بہ بتخانہ پرستاریم ما
حاکم شرعی کجا گو قابل داریم ما
تار و پود سبحہ و زنار میداریم ما
تا ز شرب ساغر دیدار سرشاریم ما
تا بر نگ یار در ہر روز و شب زاریم ما

کارِ ما عصیان مُدام و کارِ والا بخشش است
مغز ما حق ناصحان خوردند بیزاریم ما

مقصدِ ما جز تو دیگر نیست ہر جائے صنم
مثلِ شیخ و برہمن کارے نمیداریم ما

سایۂ بالِ ہُما را دل نمی خواہد گہے
تا بکوے یار زیرِ ظلّ دیواریم ما

ہست در بحرِ فنا عکسِ جہان معدوم وار
بر زمین پہلو چو نقشِ بوریا داریم ما

مصرع حضرت آصف جاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

نقشِ چشمِ مست تا در چشمِ ما کردہ وطن
عابدا چون نرگسِ بیمار بیماریم ما

بہرِ قتلم تیز کن صمصام را
شہرۂ آفاق کن گمنام را

ساقیا جامے بدہ این خام را
تا شناسد مستیٔ انجام را

آرزوئے صید میدارد دلم
صید کن صیّاد بہ چین دام را

سجدہ گاہِ من خمِ ابروئے تست
زان دوگانہ میگذارم شام را

بعد عمرے یافتم وصلِ نگار
صرف کردم در طلب ایّام را

نامہ بر شد دشمنم اے وائے نصیب
کیست آرد نامہ و پیغام را

مے خوری زان شیوۂ خود کردہ ام
می پسندند اہلِ دل بدنام را

عابدا ہست این مُعمّا یا غزل
تا نہ شد مفہوم شعرت عام را

رباعی

ہر رنگ مین شکل آب ہوجا تو فنا | عیرون سے رکھہ اتحاد کر وصف ثنا
ہر دم ہو ہو اللہ بہ فیض ناصر | منصور سا زنہار نہ کہہ لفظ انا

رباعی

ہر چند طلب مین اک زمانہ ہوگا | معلوم کسی کو نہ ٹھکانا نہ ہوگا
اپنے دل مین ذرا تو ڈھونڈ عابد | گھر ہی مین چھپا صاحب خانہ ہوگا

قطعہ

دلپہ جو بیٹھا ہے اے غافل اوٹھا | اک طرف ہو ہر طرف سے دل اوٹھا
صحبت فقرا مین عابد رات دن | بیٹھتا گر ہے تو کچھہ حاصل اوٹھا

قطعہ

دکھلائی دے جو غیر تو پہچان آشنا | مانند آب صاف بہ ہر رنگ ہو فنا
ظاہر پرست ہوتے ہین ہرگز نہ کہہ ملا | منصور و بایزید سا سبحانی و انا

قطعہ

ہم سے جو توہم بہم رہیگا | نے ہستی و نے عدم رہیگا
مشتاق رہین گے اوسکے عابد | جب تک کہ یہ ہم مین دم رہیگا

قطعہ

بند ہو مُنہ شگوفہ کے مانند | گُل کی صورت نہ تم ہنسا کرنا
اپنا کہنا کسی سے حال نہ کچھ | غیر کے سیکڑون سُنا کرنا

مستزاد

دل ہی خود عرشِ معلّیٰ ہے صنم رہنے سے | واہ کیا خوب کہا
جائین کیون دیر و حرم دل ہے حرم رہنے سے | ہے وہ مرغوب سدا
گفتگو مین نہ کبھی فاش ہو رازِ باطن | یون گزر جائین جو دن
ہے مزا دل کو فقط جان کے تہم رہنے سے | خوب محبوب ملا
دمبدم ہمدمو اب غور کرو کیا ہے دم | تم کو ہے حق کی قسم
کہتے آدم ہین اُسے جسم مین دم رہنے سے | خاص اربابِ صفا
بلبل و گل بچمن سرو بہ نازان قمری | تھے سبھی کرتے خوشی
عیش ہے عاشق و معشوق بہم رہنے سے | کہتی ہے بادِ صبا
سیرِ گلشن مین خرامان جو ہوا غنچہ دہن | گلبدن رشکِ چمن
زینتِ راہ ترا نقشِ قدم رہنے سے | دل ہوا میرا فدا
غیر مجھکو نظر آتھرے ہے دیکھہ رہا | کہہ حاصل نہ تجھے کیا

پائیگا مرتبہ اک عشق کا غم رہنے سے ۔ دل کے اندر بخدا

زیر ابرو وہ سیہ خال تو مانند سپر ۔ صاف آتا ہے نظر

تیغ بُرّان ہے ترے ابرو مین خم رہنے سے ۔ جس نے دیکھا یہ کہا

ہے رقیبون کو حسد حد سے زیادہ دلبر ۔ دیکھ ہوتے ہین خجل

عاشقِ زار تری بزم مین جم رہنے سے ۔ جو ہے یہ رتبہ ملا

عابد اُس ناصرِ حق کا ہوا اللہ شناس ۔ ہم کو واللہ ہے یاد

وردِ منصور کو ہر بار بنم رہنے سے ۔ دار کا پایا مزا

رمزِ حسن کی کشتی سے با قلزمِ معنی پار ہوا ۔ فیضِ ناصر نصرت پاکر غفلت سے ہشیار ہوا

عبد سے عابد بنکر خود معبود شہِ اسرار ہوا ۔ یار کو خلوت خانہ مین جب جلوہ اک درکار ہوا

جامہ پہنا امکان کا اور آپ ہی خود ظاہر ہوا

پانچ عناصر پہلے خلا اور اُس سے کیا پیدا باہم ۔ آتش و آب و خاک سے ہستی ہو گئے سارے چھوڑ عدم

پانچون سے مخلوق بنی ہے پایا سب نے ذات سے دم ۔ آپ ہی عقلِ کامل عرش اور آپ ہی کرسی لوح و قلم

آپ فلک اور آپ ملک خود ثابت اور سیار ہوا

جسد سب مخلوق بنائی آپ ہی ہین خلاق ہوا ۔ رزق لگا پہنچانے اُنکو اُن کا خود رزاق ہوا

شوخ ہوا طنّاز ہوا اور ناز و ادا مین طاق ہوا ۔ عاشق اپنا آپ ہوا اپنے حُسن پہ خود مشتاق ہوا

آرسی و عکس آپ ہوا خود دید ہوا دیدار ہوا

ہر خلقت مین نوع دگر سے آکے دکہایا اپنے کو
آپہی عاشق اپنا ہوا معشوق ہی پایا اپنے کو
آپ سماعت آپ صدا خود ہو کے سنایا اپنے کو
آپ شمع او پروانہ ہو آپ جلایا اپنے کو

آپ ہی شوق اور آپہی شایق نور ہوا خود نار ہوا

آپہی ساقی آپہی مغان اور آپہی خم اور خمخانہ
آپہی نشہ آپہی خمار اور آپہی مست و مستانہ
آپہی مے اور آپہی شیشہ آپہی جام و پیمانہ
آپہی بنا یا وہ منزل اک کعبہ و دیگر بتخانہ

کفر کہون اسلام کہون خود سبحہ اور زنار ہوا

اپنا سخن اے عابد کامل شرح سے کچھ دور نہین
سند معین الدین ہی ہون اور صابر یہ گھر اپنا یقین
غور سے گر فرماؤ نظر تو قال سے ہو گا حال قرین
نور محمد فخر مجھے ہے مین ہون صادق خیر الدین

لیکے بغل مین شیشہ باہم ساقی کے میخوار ہوا

خمسہ بر غزل مولانا روی

جب دل باعشق صفا ہو گیا
سامنا جب میرا ترا ہو گیا
سینہ پر از نور و ضیا ہو گیا
کفر جو تھا دین مرا ہو گیا

بت بہی نصیبون سے خدا ہو گیا

کیا ہی حرارت ہے تپ عشق کی
رات جو ہجران کی تہی ٹل گئی
قیس سے افزون ہوئی دیوانگی
کیسی دوا مجھکو مسیحا نے دی

درد محبت کا سوا ہو گیا

طاقِ حرم تیرے کمان ابرو ہین | کعبۂ عشق مین ہو کیون شور و شین
تیر اپنا یا ہے ہدف اپنے تئین | تیر ترا سینہ مین لگتے ہی مین

آدمی تھا قبلہ نما ہو گیا

آگیا جو عشق کے میخانے مین | ہو گیا سرشار وہ پیمانے مین
کیون نہ خوشی وحشت کے ہو جانے مین | ہے وہ سعادت مرے ویرانے مین

چغد ہی آیا تو ہما ہو گیا

پی گیا جو بادۂ عرفانی ہے | اس کو چڑھا نشۂ حقانی ہے
باقی ہے عابد نہ سمجھ فانی ہے | موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے

خمسہ بر | فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا | غزل خود

مین ہون اک فردِ حساب اور تو محاسب میرا | تختۂ عفو ترا کاغذِ جاذب میرا
مین ہون محجوب ترا اور تو واہب میرا | مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا

حق عطا کر دے مجھے جو کہ ہے واجب میرا

خضر و الیاس سے بھی کام ہین رکھتے ہم کب | اور نہین ہم کو ہے کچھ موسیٰ و عیسیٰ سے طلب
درد ہے روز یہی اور تصور ہر شب | نہین کچھ نہین مین جز تیرے کسی سے مطلب

تو جو مطلوب ہوا حق رہا طالب میرا

نظر آتا نہین تجھسا کوئی با تاج و لوا
غیر کی جا جو نہین شکر خدا خوب ہوا

بیٹھا اسطرح سے ہین ہے مریا ترا
ہے کہان ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا

وہیان رہتا ہے اسی بات پہ غالب میرا

تجھہ مین مجھہ مین نہین کچھہ فرق کہا تا ہے مجھے
مین نہین مین نہین واللہ تو پاتا ہے مجھے

آئنہ مین ہون تو تو عکس بتاتا ہے مجھے
دیکھون جب اپنے کو مین تو نظر آتا ہے مجھے

روح تو تو ہی ہے کہنے کو ہے قالب میرا

طور پر جب سے نظر آگئی موسیٰؑ کو جھلک
لیکے انسان سے تا جن و پری حور و ملک

دہر پر نور ہے ہر سمت ہے تیری ہی چمک
تجھکو گر دیکھہ لیا دیکھا خدا کو بے شک

قول اُس کا ہے کہ آدمؑ ہوا نائب میرا

مین جو ہون بیٹھہ گیا دہر مین ہو کر دلگیر
نظر تیر کا تیرے ہے مرا دل نخچیر

نہین معلوم خدایا ہوئی کس کی تاثیر
دل مین اللہ کہون منہ سے نکالون پا پیر

طائرِ جان ہوا صحت سے غائب میرا

مئے وحدت کی مرے مغز مین تو بو ہے
تو جدہر دیکھہ ادہر جلوۂ اللہ ہو ہے

عابد اب ہر نفس ہرہ ترا اہر کہ ہو ہے
احمد و عابد و ہم حافظ و ناصر تو ہے

مخمس غزل — ثمّ باللہ تو ھے محرم ہے مخاطب میرا — بے تعب

دل مرا قبلہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا
آئینہ دیکھا پہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
حق کا گھر ڈھونڈ رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکلِ انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
حق سے ناحق مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

گرچہ تیرا ہی تصوّر تھا مجھے روز و شب
محو از خود رہا عنقا سا مجھے ہوش تھا کب
دل تھا آئینہ نمط ششدر و حیران بطلب
باوجودیکہ ترا مژدہ نحن اقرب
گرچہ قرآن مین لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا کہون کیسے خیال آتے تھے اپنے دل مین
استخوان اپنے تھے ہرچند ہما کے ظل مین
معرفت کی رہا پیوستہ رہِ مشکل مین
ہو کے سلطانِ حقیقت اسی آب و گل مین
دربدر مثلِ گدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی سے نہ ہوا واقفِ اسرارِ خودی
پائے وحشت مین تھی بیحد خلشِ خارِ خودی
باسرِ ہوش لیا بسکہ اٹھا بارِ خودی
مطلعِ دل پہ مرے چھایا تھا زنگارِ خودی
چاند بدلی مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جستجو شہر مین بھی کی خیر مین ڈھونڈھا ناحق
وہ تو مجھ ہی مین تھا پر غیر مین ڈھونڈھا ناحق
بن کے سیّار رسدا سیر مین ڈھونڈھا ناحق
ایک مدّت حرم و دَیر مین ڈھونڈھا ناحق

سب بہر مین چہپا تہا مجہے معلوم نہ تہا

مین نے کثرت مین ہی وحدت ہی کا جلوا دیکہا
نورِ حق خلق مین بے پردہ ہویدا دیکہا
عابد اک قطرے مین دریا کو سماتا دیکہا
ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکہا

رنگ بیرنگ ہوا تہا مجہے معلوم نہ تہا

ضمیمہ غزل

حاجیون کے لئے ہے جامۂ احرام بہلا
اور کلیسا کے تو رہبان کو ہے بام بہلا
باندہ ہے رہنا تو سپاہی کو ہے صمصام بہلا
کفر کافر کو بہلا شیخ کو اسلام بہلا

عاشقان آپ بہلے اپنا دلارام بہلا

ہے سدا نزدِ مغان رندے آشام بہلا
اور کا رِ کششِ بادہ گلفام بہلا
چاہئے مجہکو شبِ وصل کا ارقام بہلا
ساقیا ایسا پلا دے مجہے اک جام بہلا

جس کے پیتے ہی رہون بیخود و گمنام بہلا

گاہ گاہ ہے مجہے وہ یاد تو کر لیتا ہے
کہہ دو حاضر ہے اگر تو مرا سر لیتا ہے
زرِ مقصود سے دامن بہی تو بہر لیتا ہے
باخبر ہو کے نہین میری خبر لیتا ہے

قاصدا یار کو اب کیا لکہون پیغام بہلا

دیکہئے غور سے کس طرح زمانے کی ہے چال
کوئی طالب کوئی مطلوب کوئی ہے بیحال
پوچہتے کیا ہین یہ زاہد مرے دل کا احوال
وصل کی فکر مین ہون رہتا ہے بس تیرا خیال

شام سے صبح تلک صبح سے تا شام بھلا

کشورِ عشق مین آیا ہون مرا حال سُنو — قیس کی طرح ہون دیوانہ عزیزو دیکھو
چاند سورج سے ہین رُخسارِ مجلّا دونو — مرغِ دل کیون نہ پھنسے دیکھکے خال خط کو

کیسا صیاد ہے وہ کیسا ہے وہ دام بھلا

کیا دکھائی دے مجھے روئے حسین پردہ سے — دل ہے سینہ مین نظر آتا نہین پردہ سے
کیون نظر آئے بہلا گوشہ نشین پردہ سے — وہ تو باہر نہین نکلے ہے کہین پردہ سے

مجھکو بن دیکھے تو اکدم نہین آرام بھلا

سامنے تیرے ہون اسطرح سے بیٹھا خاموش — شکل پروانہ ہون جی شمع پہ دیتا خاموش
غیرِ عابد نہ کسی سے ہوا اصلا خاموش — کارِ دنیا کے تئین چھوڑکے رہنا خاموش

خمسہ بر غزل — اور کامون سے یہ بیکاری کا ہے کام بھلا — نصیح

سپہرِ کُنتُ کنزاً سے ستارہ جو کہ چمکا تہا — وہی نورِ دلِ عاشق وہی نورِ صنم کا تہا
نہ فرق اسلام مین اور کفر مین کچھ کیف و کم کا تہا — چراغِ دیر مین جو نور قندیلِ حرم کا تہا

اُسی آتشکدے پرکالہ کا ہر یکجاے جہمکا تہا

دکہا جلوہ دیوانہ بنایا بے گنہ اُسکو — صریحاً دامِ کاکل مین پھنسایا بے گنہ اُسکو
یہ صدمہ ہجر کا کیسا دکہایا بے گنہ اُسکو — بتون نے قتل کر ڈالا خدایا بے گنہ اُسکو

مسافر پانچ دن سے یان جو نو وارد عدم کا تہا

فراموشی رہی جو اُسکو اپنے نام سے اب تک
رکہا تہا ربط اُسنے کس بُتِ ظلّام سے اب تک
نہ سُنتا بولتا تہا کچہہ بہی خاص و عام سے اب تک
کسی کی رہ مین یہ دل سوخت تہا یان شام سے اب تک
چراغِ صبح کے مانند مہمان کوئی دم کا تہا

بہت آراستہ اپنے کو جو اُسنے کیا شب کو
نظارہ اپنا پہر عالم کو تہا دکہلا رہا شب کو
سُنا عشّاق سے اور آپ بہی کچہہ کچہہ کہا شب کو
برآمد وہ مہ بے مہر کوٹہی پر ہوا شب کو
ستارہ کیا کسی کمبخت کی قسمت کا چمکا تہا

نہ موند ہی آہ ہم نے چشم گریان اپنی دہوکے سے
نہ روکی آہ ہم نے آہِ سوزان اپنی دہوکے سے
نہ کی آگ عشق کی عابد نے پنہان اپنی دہوکے سے
دیارِ عشق مین دی فیض نے جان اپنی دہوکے سے
ہوا معلوم مرتے دم اثر شربت مین سم کا تہا

سورۂ اخلاص ہے ارشاد اپنے شاہ کا
پایا با فیضِ احد رُتبہ فنا فی اللہ کا
خاک پر نقشِ قدم روکش نہ کیون ہو ماہ کا
نورِ وحدت سے یہ عالم ہے دلِ آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرّہ میری گردِ راہ کا

بحرِ ہستی مین عجب لہرا رہا ہے لا الٰہ
تا بساحل موجزن سیلاب سا ہے لا الٰہ
خود نمو نہ ظاہر اگرداب کا ہے لا الٰہ
فی الحقیقت غوطۂ بحرِ فنا ہے لا الٰہ

ہے ابھرنا اس بھونر سے ذکر الا اللہ کا

بیوفا ہے قحبۂ دنیا کی الفت سے گذر
بندۂ ہو ہو کے تو ہر ایک علت سے گذر
اس جہان مین سیر سے اور عیش و عشرت سے گذر
حق رسی چاہے تو ہفتاد و ملت سے گذر

منزلین طے ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

ہو صداقت سے بھری وہ خوبی گفتار ہو
بات مین اک بات ہو اس بات مین اسرار ہو
وعدہ ہو یا قول ہو پیمان ہو یا اقرار ہو
صحبت احباب یا دربار یا سرکار ہو

بات وہ کہئے بھلا ہو جس مین خلق اللہ کا

راست دل پر فیض تھا خوش قامتون کے عشق کا
گلشن وحدت کے غم مین مثل شبنم رو دیا
اک الف احمد احد کا صاف جلوہ کر گیا
آنسوؤن کا جوش یہ ذکر الٰہی مین ہوا

بنگیا سرو کنار جو الف اللہ کا

اے دل اب عشق حقیقی کو بجان مرغوب کر
آگیا ساحل پہ بار سے غوطہ خواری خوب کر
مصطفےٰ محبوب حق ہین ان کو تو محبوب کر
گوہر مقصد ملا بحر سخن مین ڈوب کر

تہ کو جب پہنچا تو مضمون ہاتھ آیا جاہ کا

ہو گیا ملک دکن مین گو کہ عابد ہے اسیر
صولت و رفعت زیارت سے اسے بخشینگے پیر
پر مدینہ کی سکونت چاہتا ہے یہ حقیر
نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے اسیر

تضمین غزل — سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

روئے احمد مین چھپا تہا بہ مجھے معلوم نہ تہا — صورتِ پیر بنا تہا مجھے معلوم نہ تہا
جلوہ آدم مین کیا تہا مجھے معلوم نہ تہا — شکلِ انسان مین خدا تہا مجھے معلوم نہ تہا
حق سے ناحق مین جدا تہا مجھے معلوم نہ تہا

تہا جو مکتب کا پڑہا ہو گیا بیفائدہ سب — مَنْ عَرَفْ سیکہنے سے ذہن مین آیا مطلب
مُصحفِ چہرے سے بندے کے خدا دو تہا کب — باوجودیکہ ترا مژدہ نحنُ اقرب
گرچہ قرآن مین لکہا تہا مجھے معلوم نہ تہا

ملگئی جبکہ صفت ذات کی آبِ گل مین — باد و آتش کی تجلی ہوئی آب و گل مین
ہے تعرج کا تنزل سبہی آب و گل مین — ہو کے سلطانِ حقیقت اسی آب و گل مین
دربدر مثلِ گدا تہا مجھے معلوم نہ تہا

مہر جس شکل سے ہو جاتا ہے شب کو مخفی — اِس طرح تخم مین پوشیدہ ہے نخل اور ڈالی
آگے تفصیل مین اجمال جو بہولا آپہی — مطلعِ دل پہ مرے چہپایا تہا زنگارِ خودی
چاند بدلی مین چہپا تہا مجھے معلوم نہ تہا

وصل مین ہجر کے صدمہ کو اُٹہایا ناحق — ہو گیا اپنی دوئی کا مجھے دہوکا ناحق
شیخ و کافر سے پتا یار کا پوچہا ناحق — ایک مدت حرم و دیر مین ڈہونڈا ناحق

سیمبر بر مین چہپا تہا مجہے معلوم نہ تہا

بند جب آنکہہ ہوئی یار کا چہرہ دیکہا ۔ لب جو مسدود ہوئے اُس کا ہی جلوہ دیکہا

عابد اب کیا مین کہون آپ نے کیا کیا دیکہا ۔ ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکہا

خمسہ بر غزل ۔ رنگ بے رنگ ہوا تہا مجہے معلوم نہ تہا ۔ نتیجۂ خیبتی

دیکہئے یہ بہید نیا ہو گیا ۔ ہوش و خیال اپنا ہوا ہو گیا

اب مجہے کہنا یہ روا ہو گیا ۔ مظہر بیچون جو خدا ہو گیا

آپ ہی رب عبد نما ہو گیا

اپنی یہ صورت ہے سو شکلِ صنم ۔ آپ ہی خود اپنی ہو شکلِ صنم

مد نظر کیون نہ ہو شکلِ صنم ۔ برزخ کبرا ہے جو شکلِ صنم

سجدۂ بُت مجہہ پہ روا ہو گیا

تم تو ہو واللہ عجب فن کے شخص ۔ بیٹہے ہو آئینون مین بن بنکے شخص

راست الف سا دہین تن تن کے شخص ۔ عکس خود آتا ہے نظر بنکے شخص

آئینہ سینہ کا صفا ہو گیا

آتشِ الفت گئی دل مین سلگ ۔ آپ سے مین ہو گیا بالکل الگ

دہیان جب اُسکے گئے مجہسے بلگ ۔ وفعتًا اب خلوتِ جانان تلک

ذہن مرا آپ رسا ہو گیا

عابد اب اک بندۂ رازق ہون مین
دوستی مین یار کی صادق ہون مین

وصف سے عاشق کے ناطق ہون مین
خواجہ اجمیر کا عاشق ہون مین

ترکِ جہان کر کے گدا ہو گیا

ٹھمری

تہارے زُلفون کا پھندا
جیسے کاری بدریا چھندا

بِندن راکھو کرم و شفقت
دل سے پیا مین تیرا ہون بندا

ردیف باے موحدہ

پُر نور حق کے جلوہ سے ہر اک مکان ہے اب
پردہ ہے جنکی آنکھون پہ اُنسے نہان ہے اب

موسم گیا بہار کا وقتِ خزان ہے اب
بلبل کا خار و خس سے بنا آشیان ہے اب

سنگین دلی پہ یار کی ہوتا نہین اثر
اے دل یہ شور نالہ ترا رایگان ہے اب

دل تصفیہ سے آئینہ صاف بن گیا
ہر سو سے جلوہ گر وہی صورت عیان ہے اب

موجود سیر باغ مین ہے لُطفِ مے کشی
ساغر بدست سُنتے ہین پیر مغان ہے اب

موقوف راہ و رسم تو یک لخت ہو چکی
اول کی مہربانی تمہاری کہان ہے اب

اہلِ زبان جو دہلی سے آکر بسے یہان
عابد یہ شہر بنگیا ہندوستان ہے اب

فصلِ گل مین لطف کے ہین نغمہائے عندلیب — مطربو کیا باترنم ہے صدائے عندلیب

سرو پر ہے آشیان اپنا بنائے عندلیب — اِس لئے قمری بدل ہے آشنائے عندلیب

ہو سراسر گوشِ گل محوِ نوائے عندلیب — گر سُنے وہ نغمۂ رنگین ادائے عندلیب

یاد آتے ہین مجھے ایّامِ فرقت کے الم — گر سنون فصلِ خزان مین ہائے وائے عندلیب

جُز ترے دلبر ہے میرا کون اے رنگین مزاج — غیرِ گل ہرگز نہین ہے دلربائے عندلیب

پھر رہے ہین دشت مین آوارہ گم کردہ راہ — اے صبا سوئے چمن ہو رہنمائے عندلیب

کھِلگئے غنچے گلون کے آئی گلشن مین بہار — شاخِ گل پر آشیانہ ہے جائے عندلیب

پہنچے عابد منزلِ مقصد کو تیرے لطف سے
ہے نسیمِ صبح بارے پیشوائے عندلیب

راہ بھولا پھر رہا ہے بحر و بر سے آفتاب — چاہتا ہے رہبری پائے خضر سے آفتاب

اک اشارہ سے ہوا شق القمر پھر کیا عجب — شق ہو گر سایۂ خیر البشرؐ سے آفتاب

چشمِ بد دُور اپنے چہرہ پر ہمیشہ رکھہ نقاب — دیکھتا ہے تجھکو ہر دم چرخ پر سے آفتاب

ملکِ ہستی مین پتہ اوس کا کہین ملتا نہین — شام تک ہے رہ نوردی مین سحر سے آفتاب

آسرا عابد کو بھی ہویا شفیع المذنبینؐ
جب سوا نیزے پہ آئے شور و شر سے آفتاب

ہے یون عزیز خاطر اغیار کیا سبب
مین ہوگیا ہون دلپہ ترے بار کیا سبب

گستاخ تم نے کردیا سرکار کیا سبب
ڈرتے نہین ہین غیر گنہگار کیا سبب

گر مشورہ نہین ہے مرے قتل کا تو پہر
کرتے ہین غیر سے مرے انکار کیا سبب

ہر ایک شئے مین شکل مین تو جلوہ گر ہی ہے
پوشیدگی کے ساتہہ پہر اظہار کیا سبب

اقرار ہم سے یون تو کیا تم نے لاکہہ بار
لیکن وفا کے کچہہ نہین آثار کیا سبب

یہ دام عشق گر نہین عاشق کے واسطے
پہر ہے گلے مین تیرے یہ زنار کیا سبب

آدم کا نور پاک سے سارا خمیر ہے
عابد علاقہ ہم سے رکہے نار کیا سبب

آدمی کو آدمی رکہیگا برابر کا جواب
تم تو بت ہو دے سکے کیا کوئی پتہر کا جواب

کعبۂ دلکو بناکر بتکدہ بت نے کہا
کیا بنایا ہم نے ہے اللہ کے گہر کا جواب

گالیون سے تم نہ باز آئے دعائین مین نے دین
خیر ہو سکتی ہے کیونکر کس طرح شر کا جواب

سیکڑون اسمین بلائین ہین ہزارون آفتین
ہے شب فرقت ہماری روز محشر کا جواب

فرض کرلو ہم شہنشہ ہی ہوئے پہر ایکدن
کہوپڑی اپنی ہی ہے فغفور کے سر کا جواب

ابرو و مژگان ہین تیزی مین برابر کیا کہین
تیر ہی رکہا ہے تو نے یا خنجر کا جواب

عرصۂ محشر مین عابد جمع ہونگے سب نبی
پر نہ ہوگا کوئی بہی اپنے پیمبر کا جواب

ایسی باتون سے ہوگا نام خراب   تم کو زیبا نہین کلام خراب

کہو دیا تم نے دل مرا لے کر   اسکو کہتے ہین انتظام خراب

بندۂ باوفا نہین ملتا   بیوفا ہوتے ہین غلام خراب

چلتے ہین داغِ عشق کے سکّے   حسن کے شہر مین ہین دام خراب

اس کو کہتے ہین عالمِ ناسوت   بہر آدم ہے یہ مقام خراب

مشرک و بد کہین نہین پیدا   ہوتا ہے عاشقون کا نام خراب

غیر کو ساغرِ لطیف ملین   ہم کو دیتے ہین ٹوٹے جام خراب

روٹی ملتی نہین ہے کہانے کو   پینے والے رہے مدام خراب

زہد و تقوے کہان گیا عابد
کام کرتے ہو تم تمام خراب

جا کے قاصد اُسے سنا مطلب   کہ سُنے مطلب آشنا مطلب

دیکھا خط سارا پڑھ لیا مطلب   کیا جواب آپ کا ہے کیا مطلب

دید مین دید ہے مجھے مطلوب   نہین کوئی ہے دوسرا مطلب

بندۂ بت ہون شیخ سے کہدو   بت پرستی سے میری کیا مطلب

خوب کی قدر ایک ہی سمجھا   میرا مطلب رقیب کا مطلب

ہجر مین کہوج تہا تجسس ہما
تیرے ملتے ہی ملگیا مطلب

ارے ظالم مین تجہپہ مرتا ہون
اب بہی سمجہا نہین مرا مطلب

اب چہپانے سے فائدہ کیا ہے
تیرے ہی خط سے کہلگیا مطلب

بات میری کہین نہ غیر سنے
اُسپہ افشا نہ ہو مرا مطلب

عشق مین داغ اپنے دیتے ہو
مل گیا خوب مدعا مطلب

عابدِ حق پرست ہون صاحب
کچہہ نہین ہے بجُز خدا مطلب

آئیگا میرے گہر وہ بُتِ بدشعار کب
تسکین پائیگا یہہ دلِ بیقرار کب

وہ وہ سہے فراق کے صدمہ کہ مرگئے
گراب نہین تو آئیگا مطلب شعار کب

جو مین طلب کرون وہ عنایت سے مجہکو دے
گراب نہین تو پہر مرے پروردگار کب

تجکو تو وصل مین بہی وہی اضطراب ہے
تسکین اب نہین تو دلِ بیقرار کب

وعدہ خلافیون سے تری ناک مین ہے دم
نکلی نہ میری جان دمِ انتظار کب

عابد وہ یار دیکہئے ملتا ہے کب مجہے
ہوتا ہے سازگار مرا روزگار کب

دیکہی جو میری نبض تو گہبرا گیا طبیب
لاؤ طبیب کے لئے اک دوسرا طبیب

آیا خیالِ یار تو تسکین ہو گئی
صد شکر دردِ دل کے لئے ملگیا طبیب

اُٹھ جاؤن کوے یار سے یہ ایک ہی کہی
اِسکو تو جانتا ہون مین دار الشفا طبیب

میری سُنی نہ اپنی کہی - اُٹھ کے چلدیا
اے چارہ گر بتا مین ہون دیوانہ یا طبیب

میری زبان سے سُن نہ سکا میری کیفیت
عابد مین کہہ رہا تہا کہ بس اُٹھ گیا طبیب

قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ مبارک خداوند نعمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی ظل اللہ خلد اللہ ملکہ

فلک پر ہے یہ تا خورشید تا مین ہو تاب
زمین پر ہے یہ تا دریا روان دریا مین تا ہو آب

الٰہی میر عثمانِ علیخان شاہِ آصف جاہ
رہے عالم مین شادان اور اُس کی مملکت شاداب

قطعہ

جان ہی لیگی طمانچہ جسے مار یگی شراب
اِس پری کو اِسی شیشے مین اُتار یگی شراب

دین و دنیا سے یہ برباد کریگی عابد
اپنی جیتی ہوئی بازی تو نہ ہار یگی شراب

قطعہ

دامنِ عقل کو ذی ہوش کے پہاڑ یگی شراب
خانۂ دلکو شرابی کے اجاڑ یگی شراب

عقل رکھتے ہو جو تم اِس سے بچو اے عابد
کام بنتا ہی اگر ہو تو بگاڑ یگی شراب

نے افسرِ ملوک نہ ظلِ ہما طلب
باشی چرا تو آئینہ آسا ضیا طلب

ایدل اگر شوی بجہان مدعا طلب — بردار دل ز عالمِ خاکی صفا طلب

جز الفتِ رسول مکن از خدا طلب

محفوظ دار گوہرِ ایمانِ خویشتن — باشی چو شمس شمع شبستانِ خویشتن

نعتش بکن ہمہ ز دل و جان خویشتن — در حشر بہرِ بخششِ عصیانِ خویشتن

ہر کس کند شفاعت خیر الوریٰ طلب

شوقِ زیارتِ نبوی بسکہ بیحد است — دارم ز نعت لعل و گہر دائما بدست

این عرضِ حالِ خویش ہمیشہ زبان زد است — در ہند خاطرم ز غمِ ہجر بیخود است

بارے بآستانِ خودم احمدا طلب

ہر سنگ راہوائے مدینہ کند طلا — یابد دُرِ سخن ز نمکش بسے جلا

داری اگر تو از وطنِ خود فزون ولا — تاریک شد جہان چو بچشمانِ تو دلا

خاکِ مدینہ کن ز پئے توتیا طلب

شق شد قمر چو کرد یک ایما بسوئے او — برگشت مہر نیز بحکمِ علوئے او

گردید سرنگون ز خجالت عدوئے او — ظاہر شدہ است قدرتِ قادر بروئے او

ہر کس کہ کرد معجزہ از مصطفیٰ طلب

شیرِ خدا وصی نبی ہست جانِ خلق — توصیفِ اوست صبح و مسا بر زبانِ خلق

مُشکل کُسے کجا بجہان مہربانِ خلق ‌ ‌ ‌ چون حلِ مشکلات نشود درمیان خلق

اے دل کشودِ کار ز مشکلکشا طلب

آیند عاصیان ہمہ یک صف بروزِ حشر ‌ ‌ ‌ باشد شفیع صاحبِ رفرف بروزِ حشر

عابد ترست رتبۂ اشرف بروزِ حشر ‌ ‌ ‌ زان شاہِ کائنات مشرف بروزِ حشر

عفوِ خطائے خویش کنند انبیا طلب

ردیفِ بائے فارسی

ہین اپنے آپ ساجد و مسجود اپنے آپ ‌ ‌ ‌ شاہد ہی اپنے آپ ہین مشہود اپنے آپ

اپنے سوا یہان نظر آتا نہین کوئی ‌ ‌ ‌ رہتے سدا ہین حامد و محمود اپنے آپ

ہین یان نہ وان پرے نہ ورے نے ادہر اُدہر ‌ ‌ ‌ دیکھو تو ہین وجود مین موجود اپنے آپ

عاشق ہین پر فراق کو کچھہ جانتے نہین ‌ ‌ ‌ واصل سدا بساعتِ مسعود اپنے آپ

ہم کو نہ فائدہ نہ زیان ہے کسی سے کچھہ ‌ ‌ ‌ اپنے ضرر ہین آپ ہی او رسود اپنے آپ

ہم کون کیا ہین نیستی ہستی ہے اپنی کیا ‌ ‌ ‌ گر بود اپنے آپ ہین نابود اپنے آپ

عابد ہین فیضِ ناصرِ شاعر سے باشعور
پس عابد اپنے آپ ہین معبود اپنے آپ

روبرو اپنے بلا لیجئے آپ ‌ ‌ ‌ ہم سے پردہ نہ کیا کیجئے آپ

جس جگہ آپ ہی ہون غیر نہ ہو
اُس جگہ ہم کو بلا لیجئے آپ

چاک دل چاک جگر ہے عاشق
ہاتھ سے اپنے ذرا سیجئے آپ

دل مرا لے کے مکرنا کیا
سر پہ قرآن اُٹھا لیجئے آپ

نشہ کی آئے گی پھر کیفیت
ہاتھ سے میرے کبھی پیجئے آپ

آپ معبود ہین عابد بندہ
جو وہ مانگے اُسے اب دیجئے آپ

اِتنی باتین نہ کیا کیجئے آپ
غنچہ سان چپ کے رہا کیجئے آپ

عاشقِ زار کو اپنے بد نام
ہائے ہرگز نہ کیا کیجئے آپ

دل مرا صاف ہے آئینہ مثال
دل کو اپنے ہی جلا کیجئے آپ

اِک نئی شان سے آکر ہر وقت
ہم کو دہوکا نہ دیا کیجئے آپ

نقدِ دل اے شہِ خوبانِ جہان
نذر عاشق سے لیا کیجئے آپ

عابدِ ساکنِ مسجد سے بھی
جا کے خلوت مین ملا کیجئے آپ

ردیفِ تائے قرشت

ہو حالِ دوست صاف مطابقِ مقالِ دوست
بہتر ہے قالِ دوست سا گر ہووے حالِ دوست

اپنے کو دیکھتے تہے نہین تہا خیالِ دوست
اب آپ ہی نہین ہین جو کہین جمالِ دوست

عشاق پر روا ہے جو کرتے ہو ظلم و جور
خوشتر ہے دوستون کی نظر مین خصالِ دوست

ہم سے جو دوستی کا کوئی سیکھ لے طریق
بنجائے ٹہیک ٹہیک وہ خود ہی مثالِ دوست

جینا غم و الم مین نہین مرگ سے ہے کم
دکہلائے دوست کو نہ خدا انتقالِ دوست

رکہا ہے گرچہ وعدۂ دیدار حشر پہ
پر ہم کو رات دن ہے میسر وصالِ دوست

دیکھو فلک پہ ماہِ شبِ چاردہ بہی ہے
کب کم ہے اس سے حسنِ رخِ بیزوالِ دوست

نجائے نقطِ اوست وہی ہے بیک الف
دیکہو تو غور سے جو نکل جائے دالِ دوست

ہے بارگاہِ حق مین یہ عابد کی التجا
دیکہون سدا عروج پہ جاہ و جلالِ دوست

گذری ہے میری پوچھو نہ کیونکر تمام رات
وحشت سے اپنا تہا مرا گہر تمام رات

گھر مین مرے رہیگا وہ دلبر تمام رات
ساقی رکے نہ اب مئی احمر تمام رات

وہ وعدہ کرکے شب کو جو آئے نہ میرے گھر
تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات

رو دیا خیال کرکے جو دندانِ یار کا
گرتے تہے میری آنکھ سے گوہر تمام رات

باتون سے تنگ تہا مین دلِ بیقرار کے
بیچین ہی رہا ہے یہ کافر تمام رات

مانو بہی بات ضد نہین اچہی وصال مین
برپا کروگے کیا یونہین محشر تمام رات

عابد بتاؤن کیا دلِ سوزاں کا اپنے حال
اُڑتے تھے میری آہ سے اخگر تمام رات

بعد مدت کے یہ آئی ہے ملاقات کی رات
ہے مکان آپکا رہجائے اب رات کی رات

دلکی دل ہی مین رہی جاتی ہے حسرت ساری
بات کرنے مین گذرتی ہے ملاقات کی رات

شام سے حضرتِ زاہد مین پہنچے رندون مین
ہو گئی آفت مین بسر قبلۂ حاجات کی رات

مست و مخمور ہین دنیا کی خبر کچھ بھی نہین
واہ کیا رات ہے یہ اہلِ خرابات کی رات

شبِ معراج ہے ملنے مین نہ تکرار کرو
کس فضیلت کی ہے یہ آج ملاقات کی رات

یار آغوش مین اور ہاتھ مین ہے ساغرِ مے
عابد اب لطف بہت دیتی ہے برسات کی رات

سوزِ پنہان سے ہے یہ دیدۂ تر کی صورت
اشک آنکھون سے نکلتے ہین شرر کی صورت

وحشیون کی سی مگر طرز ہے تم مین ناصح
گو یہ ظاہر نظر آتی ہے بشر کی صورت

محفلِ غیر کا احوال نہ پوچھو ہم سے
رات بھر جلکے بجھے شمعِ سحر کی صورت

صرف بوسہ کی طلب پر یہ بگڑنا کیا خوب
کس سے پیدا ہوئی فرمائے شرر کی صورت

کس جگہ آپکی شہرت نہین اے ماہِ جمال
کس نے دیکھی نہین دنیا مین قمر کی صورت

مجکو حاصل یہ ہوا عشق کمر مین صاحب
ہو گیا معدوم زمانہ سے کمر کی صورت

فتح کے بعد نہ دل چیر کے دیکھو میرا
دیکھتے کیا ہو تم اجڑے ہوئے گھر کی صورت

اک نظر دیکھ تو لے آنکھ اٹھا کر ظالم
گھر کرین گے ابھی ہم دل مین نظر کی صورت

صورت اچھی نظر آئی تو ہوئی کچھ تسکین
آجکل ہے یہ مرے درد جگر کی صورت

سیر گلزار سے ہے سیر طبیعت اپنی
روش دل لپکھڑے ہین وہ شجر کی صورت

عابد اب آپ مقرر ہین کسی کے عاشق
زرد صورت نظر آتی ہے جو زر کی صورت

یون نہ پردہ مین تو چھپا صورت
ارے ظالم مجھے دکھا صورت

محو اتنا ہون تیری الفت مین
مطلقاً تیری بن گیا صورت

اور تسکین ہو مرے دل کو
اک ذرا اور بھی دکھا صورت

آئینہ بن گیا ہے دل میرا
دیکھنا ہو تو دیکھ جا صورت

مختلف ہون اگرچہ پیرائے
نہین ہے ایک کے سوا صورت

سیکڑون صورتین ہین اے عابد
ایک ہوتی ہے دلربا صورت

اگر دیکھون کسی دن احمد مختار کی صورت
نظر آجائیگی مجکو مرے غفار کی صورت

ہمارے سینۂ پر داغ پر اک دن نظر ڈالو
اگر دیکھی نہین ہے آپنے گلزار کی صورت

جوانی مین مزے لوٹے ضعیفی مین ہے توبہ | نکالی خوب اے زاہد یہ استغفار کی صورت
مری آنکھون سے اے ناصح ذرا تو دیکھ لے اسکو | بھلی معلوم ہوتی ہے مجھے دلدار کی صورت

نظر آتی ہے اے عابد ہمین دوزخ ہی جنت ہی
وہ ہجر یار کی صورت یہ وصلِ یار کی صورت

از نطقِ سخن ہر چہ درآید صفتِ تست | انچیکہ بقلبم گذرد معرفتِ تست
چندانکہ بجستیم ازو محروم بماندیم | ہر چند کہ در خانۂ دل کیفیتِ تست
حق بود کہ منصور ہمی گفت انا الحق | شد کشتہ چو مظلوم ازان مصلحتِ تست
میگوید انا لیلیٰ بمنصور بگوئید | دیوانۂ در نجد کہ ہم خاصیتِ تست
گفتم چو ازان شوخ کہ باشی تو سلامت | فرمود کہ در خیمہ تیم عافیتِ تست
بر نوکِ مژہ سرکشی طفل سر اشک است | اے دل چہ عجب تربیتے تربیتِ تست
عشاق چو حق اند مجازی چہ حقیقی | نقدِ دل وجانی بخدا منفعتِ تست
او داغ مرا دیدہ بفرمود چہ ماہ است | گفتہ دلِ زارم صنما رحمتِ تست
در حشر ملک دفتر اعمال نشستند | گفتند کہ این نامہ پر از معصیتِ تست
در ہند بکن الفت اسلام نمود ای | یا سید جیلان بجہان قطبیت تست
ارباب جہان ہمہ مذاہب بخلاف اند | عابد تو بشو فانی بحق مغفرتِ تست

حیدرآباد فیض آباد است
بلکه بیشک خجسته بنیاد است

قامتِ یار رشکِ شمشاد است
صفتش متن سروِ آزاد است

کارِ دنیا که سست بنیاد است
زینکه بنیاد دهر برباد است

ترو شکلِ خوبرو از دل
شیشه اش محبسِ پریزاد است

عشق عشّاق را دهد شاهی
تیشه افسر بفرقِ فرهاد است

ساقیا ساغرِ عطا فرما
کشورِ دل زباده آباد است

در فراقش مدام عابد را
ناله و آه و شور و فریاد است

می خور که یار در برِ تو هست این سزاست
بیهوده گفتگوے تو با عاشقان خطاست

هر بیخودی که مست خدا میکند رواست
کن گوش واعظا سخنم عقلِ تو کجاست

بگذر ز رنج خار اگر خواهی وصلِ گل
شو عندلیب قلبِ من و نظر کن چه خوش فضاست

پیدا ز وصفِ لم یزل و لایزالِ تست
ذاتت ز ابتدا بری و پاک ز انتهاست

انصافِ تست در حق عشّاق یا که جور
شاهنشهی ترا و مرا خدمتِ گداست

ناصح خموش عیبِ زمانه چه می کنی
بر عیبِ خود نگر که همین بهرِ تو سزاست

تا آنکه همنشینِ منی زنده دان مرا
وانگه که دور باشی همانم مرا فناست

فاعلِ جزو گشتهٔ و مر افعل ساختی ‏ در اختیارِ تست صوابست و یا خطاست

مخمس بر غزل حضرت پیر و مرشد [illegible]

بشنو کلامِ عابد و این نکته یاد دار

تو بنده را ببین و بدان صورتِ خداست

[illegible]

مثلِ نرگس دلے کہ بیمار است ‏ روز و شب وصل را طلبگار است

عاشقِ زار پس چرا زار است ‏ جلوه گر حُسنِ روئے دلدار است

[illegible]

عاشقان را بہارِ دیدار است

مثلِ مجنون کے ہون نحیف بنا ‏ اپنی لیلےٰ کی ہے زبان پہ ثنا

زندگی ہی مین ہو گیا ہون فنا ‏ دل بخودی کند خطابِ انا

همچو منصور قابلِ دار است

دُور دل سے ہوئی ہے مفہومی ‏ کیا کہون اپنی آہ مغمومی

مثلِ عنقا حصول مخدومی ‏ از که گویم ثبوتِ معدومی

ہر یکے در ظہورِ اظہار است

سیرِ گلزار مین بصد شوقے ‏ بلبلِ زار سا ہون با ذوقے

قمریون سا بے جوق با جوقے ‏ چون نباشد بگردنم طوقے

سروِ من زیب بخشِ گلزار است

رات دن بسکہ ہجر کا ہے غم
دیکھا جس روز سے ہے روئے صنم
کیا کہوں اپنا صاف درد و الم
آنقدر محو صورتش گشتم

گوئی آئینہ پیشِ دلدار است

یوسفِ ثانی اب ہے یار مرا
مدتوں نجد کے ہے بن میں رہا
ہو یہ عالم نہ کیوں زلیخا سا
عشقِ مجنون عبث نشد رسوا

حسنِ لیلےٰ عیان ببازار است

پا کے عابد جو نصرتِ ناصر
روبرو اپنے دل کے ہے حاضر
رازِ اللہ سے ہوا ماہر
مے وحدت چشیدہ ام شاعر

تضمین غزل

جامِ چشمِ مدام سرشار است

تمت

بار مُوزِ عشق بارے سینہ ات معمور نیست
با وصالِ شاہدِ اصلی چرا مسرور نیست
از شرابِ معرفت پیوستہ دل مخمور نیست
با تو ہست آن یار دایم از تو یکدم دور نیست

گرچہ تو مہجوری از وے او ز تو مہجور نیست

باش چون نقشِ قلم چسپان بخاکِ کوے او
خوش مشامِ خویش را ہر دم بکن از بوے او
صورتِ آہن بمقناطیس باشی سوئے او
دیدہ بکشا تا بہ بینی آفتابِ روئے او

کآفتابِ روے او از دیدہ ہا مستور نیست

چون ہلال یکشبہ ابروے او دیدن توان
ہمچو قمری قامت دلجوے او دیدن توان
گرچہ چون خورشید رخشان سوے او دیدن توان
لیک درویش را بنور روے او دیدن توان

گرچہ مانع دیدہ را از دیدنش جز نور نیست

انچہ باشد در بیابانِ جنون منظورِ دل
ساقیا خواہد شرابِ معرفت مخمورِ دل
سر فراز آید بدارِ عشق تا منصورِ دل
گر ترا دیدارِ او باید برآ بر طورِ دل

حاجتِ رفتن چو موسیٰ سوے کوہِ طور نیست

عارف آن باشد کہ او شیدائے نفسِ خود نشد
عاشقی کو بانیِ رسوائے نفسِ خود نشد
ہمچو مجنون واقفِ صحرائے نفسِ خود نشد
کور آن باشد کہ او بینائے نفسِ خود نشد

آنکہ او بینا بہ نفسِ خویشتن شد کور نیست

ہر کرا پیوستہ رازِ عشق باشد دلنشین
آنکہ نوشد از شرابِ معرفت جامِ یقین
ہست او خورسند دایم از وصالِ مہ جبین
ناصر منصور مے گوید انا الحق المبین

بشنو از ناصر کہ آن گفتار از منصور نیست

عابد از شاعر کہ دایم یافتہ فیضِ کلام
از مئے عشقِ حقیقی مست میباشد دوام
ہر زمان انوارِ شمسی دیدہ از ہر سقف و بام
مغربی را یار شمسِ مغربی خواند مدام

گرچہ شمسِ مغربی اندر جہان مستور نیست

مرہ بعزل حضرت

با من این گفتگوے یارِ من است
داغ بر سینہ یادگارِ من است
عرضِ من این زگلعذارِ من است
خاکساری اگر شعارِ من است

عاشقی در جہان دثارِ من است

اُس کا دیدار جس گھڑی چاہا
لن ترانی جواب سن پایا
آہِ گرم اپنی ہے مثالِ عصا
سوختم ہمچو طور سر تا پا

سرمگین چشمِ انتظارِ من است

کیا کہین دل کا ہے عجب عالم
محو ہے دم کی دید مین ہر دم
دیکھتے جز ترے ہین کس کو ہم
چشمِ حق بین بھر کجا بینم

روشن از سرمۂ غبارِ من است

کیون نہ ہون مشرکون کا مین دشمن
جان و دینِ حق ہے کفر شکن
پُر ز توحیدِ حق ہے اپنا سخن
وحدہٗ لاشریک لہ گفتن

در دل و بر زبان قرارِ من است

فیضِ ناصر سے ہے حصولِ نوی
پایا عابد نے حکمِ رازِ قوی
بخدا داخلِ ثواب شوی
شاعرا زبہرِ فاتحہ چو روی

تضمین غزل
بر سرِ کوے او مزارِ من است

بشنو گوش این سخن کہ چہ گفتار نازک است
نازک خیال باش کہ این کار نازک است
این مثنوی عشق کہ رفتار نازک است
کم گو سخن کہ خاطرِ دلدار نازک است
بارِ گہر نمی کشد این تار نازک است

خوشبو تر است از گلِ تر گلعذارِ من
وقتِ طلوع گفت دلِ بیقرارِ من
قربان چو بلبل است دلِ پُر بہارِ من
اے آفتاب بر سرِ کوئے نگارِ من
آہستہ رو کہ سایۂ دیوار نازک است

شمشیرِ ناز بر سرِ دیوانگان مزن
جامِ شراب عشق دلا رائگان مزن
تیر نگاہ بر ہدفِ دل نشان مزن
بیہودہ سنگ بر سرِ آزادگان مزن
اول ببین کہ شیشہ چہ مقدار نازک است

در ہجرِ تو مدام دلم را کجا قرار
ہر چند بہر وصلِ توام محوِ انتظار
چشمِ دلم ہمیشہ بیادِ تو زار زار
ما شیشہ خاطریم تو سنگین دلی نگار
صحبت میانِ ما و تو بسیار نازک است

این بادہ غیر ساغرِ زرین چہ میدہی
گوید دلم ز شوقِ سحر این چہ میدہی
از دستِ خود پیالہ نگارین چہ میدہی
ساقی تو مے بجامِ بلورین چہ میدہی
گل را پیالہ کن کہ لبِ یار نازک است

آمد بہارِ تازہ بہ گلزارِ دوستی
عاشق اگرچہ ہست طلبگارِ دوستی
از پائے گشت طرّہ بسر خارِ دوستی
نے تارِ عمر محکم و نے تارِ دوستی
افسوس زین دو رشتہ کہ بسیار نازک است

از سنگِ آستانہ سرِ خود نمی کشم
بیرون ز خانہ پا ز درِ خود نمی کشم
زنہار آہ با اثرِ خود نمی کشم
تیرِ ترا من از جگرِ خود نمی کشم
ترسم کہ بشکند لبِ سوفار نازک است

بشنو بذوق و شوق ز عابد سخن رفیع
از کعبہ سوئے دیر برو در شکن رفیع
بنشین باشتیاق درین انجمن رفیع
اسلام چون تو نیست دران چنگ زن رفیع

خمسہ غزل

کافر مشو کہ رشتۂ زنّار نازک است

کرسی و عرشِ برین کون و مکان چیزے نیست
بالیقین است درین وہم و گمان چیزے نیست
ہمہ او ہست بدان سرّ و عیان چیزے نیست
بخدا غیرِ خدا در دو جہان چیزے نیست
بے نشان ہست از و نام و نشان چیزے نیست

جستجو سب تری بیکار تھی اے ذہنِ رسا
لے بتا دیتے ہیں ہم اس میں ہے یہ اک نکتہ
بھید تونے ہی نہ کچھ اے دلِ دانا پایا
ہستئ تست حجابِ تو دگر ناپیدا
کہ درین پردہ بجز دوست نہان چیزے نیست

روح جب نکلی تو ہو جاتا ہے انسان بیجان
جلوہ ہر شئے مین اُسی کا ہے کوئی غیر کہان

ہان فقط کہنے کو رہجاتا ہے کچھ نام و نشان
جز محجوب نشینی بگمانِ دگران

خیمہ درکوے یقین زن کہ گمان چیزے نیست

صِرف اپنی نہ کہو میری سُنجاے واعظ
بات عشاق کے مطلب کی کہوائے واعظ

مُفت بدنام زمانے مین نہ ہوجائے واعظ
گر ز عشقت خبرے ہست بگوائے واعظ

ورنہ خاموش کہ فریاد و فغان چیزے نیست

دیکھ اچھّی نہین عابد یہ تری خودکامی
کوئی ہوتا ہے بھلا اِس مین کسی کا حامی

عشق مین اپنا خیال آئے تو ہے یہ خامی
بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامی

کہ درین راہ فلان ابنِ فلان چیزے نیست

ردیف ثاے مثلثہ

پایا نہین کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث
محبوب خاص اپنا خدا نے اونہین کیا
پیرانِ پیر کہتا ہے سارا جہان اُنہین
کندھا دیا رسولِ خدا کو زہے عروج
عابد کو آرزو ہے دل و جان سے یہی

گردن پہ ہر ولیِ خدا کے ہے پائے غوث
کیا ہو سکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث
یہ اسم بامسمّٰی ہے ٹھہرا برائے غوث
معراج مین تھی عرش کے نزدیک جائے غوث
آنکھون سے دیکھے بارگہِ پر ضیائے غوث

اکثر یہان جو کرتے ہین قالِ جنابِ غوث
معلوم ہی نہین اُنہین حالِ جنابِ غوث

حاصل ہے جس کسی کو کمالِ جنابِ غوث
نکلا ہے اُسکے دل مین ہلالِ جنابِ غوث

مطلب کی بات دیدۂ حق بین مین کیون نہو
ہے نُور کا ظہور جمالِ جنابِ غوث

محبوب حق کے آپ ہین ہم نام اِسلئے
خُلقِ محمدی ہین خصالِ جنابِ غوث

تکریم کرتے ہین جو ربیع دوم کی ہم
اس ماہ مین ہوا ہے وصالِ جنابِ غوث

پیران پیر کیون نہ کہین جان و دل سے ہم
حق بین ہوئے ہین کرکے خیالِ جنابِ غوث

وہ نامُراد ہے جسے حضرت سے ہے خلاف
قہرِ خدا ہے رنج و ملالِ جنابِ غوث

کرتی ہے عاشقون کو یہ نعلین سرفراز
سر پر رہے ہمیشہ نعالِ جنابِ غوث

عابد کے آگے اب نہین صولت کسی کی کچھ
دیکھا ہے اُس نے جاہ و جلالِ جنابِ غوث

زندگی مین بہی ہے مجھے نخوت عبث
اب یہ سمجھا ہون کہ ہے دولت عبث

جب یہ ٹھہری موت کا ہے ایک دن
ساتھ اقلیمون کی ہی شوکت عبث

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
سچ تو یہ ہے دولت و حشمت عبث

ہے یہہ دنیا فاحشہ اک پیر زال
آشنائی اِس سے ہے صولت عبث

اُسکی جانب سے ہے عابد خیر و شر
بیمِ دوزخ خواہشِ جنت عبث

وہ یہان آتے نہین کیا باعث ... لطف فرماتے نہین کیا باعث

غیر بیٹھے ہین جو گھر مین تیرے ... یان سے اُٹھ جاتے نہین کیا باعث

آرزو دل سے ملاقات کی ہے ... آپ گھر آتے نہین کیا باعث

مر گئے پر بھی خیال اُس بُت کے ... دل سے یہ جاتے نہین کیا باعث

عاشقِ وحشت نشین کو احباب ... شہر مین لاتے نہین کیا باعث

حالِ عابد پہ تم اے جانِ جہان
لطف فرماتے نہین کیا باعث

لبریز ہو گیا مئے وحدت سے جامِ غوث ... ہر ایک کی زبان پہ نہ کیونکر ہو نامِ غوث

اسلام کو جگا کے ہوئے آپ محیِ دین ... عالم مین اسطرح سے ہوا انتظامِ غوث

بغداد کی زمین پہ کچھ منحصر نہین ... جاری ہر ایک ملک مین ہے فیضِ عامِ غوث

الفاظ اگرچہ اور ہین مطلب تو ایک ہے ... پھر کیون حدیث سے نہ ملیگا کلامِ غوث

جی مین ہے رات دن یہ وظیفہ پڑھا کرون ... آٹھون پہر الٰہی رہے وردِ نامِ غوث

محشر مین ہوگا ساغرِ کوثر کا مستحق ... دنیا مین شوق سے جو پیئے ایک جامِ غوث

کیونکر ہون دو رخادم و مخدوم روزِ حشر
مولا ہین اُسکے غوث تو عابد غلامِ غوث

وحشتِ دل در بیابان الغیاث
مے برد با پاے عریان الغیاث

در خیالِ زلفِ جانان الغیاث
خاطرم باشد پریشان الغیاث

نرگس آسا شد دلِ بیمار زار
الغیاث اے چشمِ خوبان الغیاث

ہمچو عبہر از بہار روے خود
ہست دل بیتاب و حیران الغیاث

آتشِ عشقت چو گشتہ ملتہب
سینہ ام گردید سوزان الغیاث

یادِ چشمت در بیابانِ فراق
وحشت آرد چون غزالان الغیاث

طائرِ جان و دلِ من می شود -
صیدِ دامِ زلفِ پیچان الغیاث

موجزن دریا شود در ہجرِ تو
صبح و شام از چشمِ گریان الغیاث

کاوشِ دستِ جنونم اے صنم
چاک بیسازد گریبان الغیاث

مے نمایم جستجوے روزِ وصل
در شبِ تاریکِ ہجران الغیاث

دائما مانندِ غواص ست دل
غرق در چاہِ زنخدان الغیاث

در شبِ ہجرانِ تو با درد و غم
کلبۂ من باشد احزان الغیاث

آرزوے وصلِ تو دارد مرا
در غم و اندوہ و حرمان الغیاث

تا نہ شد در محفلش ما را گزار
ہر دم از جورِ رقیبان الغیاث

عابد از خاتم بگو در روزِ حشر
اے شفیعِ اہلِ عصیان الغیاث

بود از سپہر بلند تر بخدا بلندیِ شانِ غوث ۔۔۔ کہ ز خلد خوشتر و خوشنما بود آستان و مکانِ غوث

بود آن سرائے دو جہان بخدائے رشک دہ جنان ۔۔۔ شود از خلوص و بصدقِ جان بجان ملائکہ بیانِ غوث

مکن اے حسود ز روبہی تو فریب و حیلہ گری تہی ۔۔۔ ہمہ کار ما بود از تہی کہ شدیم شیرِ ژیانِ غوث

نہ بدل بود ز گناہ غم نہ ز فکرِ روزِ جزا الم ۔۔۔ ز خلوص و صدقِ دلی شدم بطریقِ راہروانِ غوث

نہ مراست ز آبحیات کام نہ طلب کنم چو خضرِ قرار ۔۔۔ نہ گلم غرض بود و نہ خار دلم ست محوِ بیانِ غوث

نہ مراست خواہشِ سیم و زر نہ ولائے خویش و زن و پسر ۔۔۔ بدلم کمال بس اینقدر کہ چشید نعمتِ خوانِ غوث

بود از مبالغہ بر طرف بکمالِ منزلت و شرف ۔۔۔ ہمہ اندر رشکِ دُرِ نجف بنجبائے کہ گوہرِ کانِ غوث

چہ کشائش در آرزو چہ بچاکِ مقصدِ دل بخو ۔۔۔ بنہاد جل جلالہ ہمہ اش بنوکِ زبانِ غوث

بتو چیست حوصلہ عابدا کنی مدحت و صفت و ثنا
کہ خدائے مالکِ دو سرا شدہ است مرتبہ دانِ غوث

بغداد میں ہے روضۂ جنت نما غوث ۔۔۔ رہتے ہیں جن و انس و ملائک فدائے غوث

ہیں اولیا تمام بزیرِ لوائے غوث ۔۔۔ پایا نہیں کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث

گردن پہ ہر ولیِ خدا کے ہے پائے غوث

چرچا نہیں ہے کونسی جا اسمِ پاک کا ۔۔۔ حضرت کا نام دردِ غریبان کی ہے دوا

سارا جہان ہے جانتا معشوقِ کبریا ۔۔۔ محبوبِ خاص اپنا خدا نے انہیں کیا

کیا ہو سکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث

نورِ رسولؐ سے کیا حق نے عیاں انہین تہا اُس کا نور حسین کہا تہا جہان انہین
نورِ خدا کے نور مین بخشا مکان انہین پیرانِ پیر کہتا ہے سارا جہان انہین

یہ اسم پاک سے ہے ظہور ایرائے غوث

کافر تھے حکم شاہ سے کرتے تھے جو خروج وہ ذاتِ پاک خاص منزہ تھی سعج بوج
جب طے ہوئے ہین قلعۂ افلاک کے بروج کندھا دیا رسولِ خدا کو زہے عروج

معراج مین تھی عرش کے نزدیک جائے غوث

وصف انکا اپنے دل کے سنا کان سے یہی بغداد پہونچے جا کے وہ جیلان سے یہی
کہدونگا کوئی پوچھے تو ایمان سے یہی عابد کو آرزو ہے دلی جان سے یہی

آنکھون سے دیکھے بارگہِ پُر ضیائے غوث

ردیفِ جیم تازی

محفلِ یار مین سب ملکے چلین یارو آج مال و زر چیز ہے کیا تم دل و جان وارو آج
نشۂ عشق و محبت سے ہو مستِ الست جام مے ہاتھ سے لو ساقی کے میخوارو آج
آبلہ پا کوئی مجنون کی طرح آتا ہے راہ صحرا مین نہ حایل رہو اے خارو آج
عشقبازی مین ذرا نام ہوا ہے حضرتِ دل مذہب و ملت و ایمان کو بہی تم ہارو آج

پاؤ آرام بہت زیرِ لواے محمود
حشر کا رنج نہ تمہیں عید ہے دیدار کی آج

اُمّتِ شافعِ محشر کو ندا آتی ہے
خوفِ عصیان نہیں کچھ تم کو گنہگارو آج

زاہد و عابد نہ ہم شیخ و برہمن بخدا
نہ ملی ہے نہ ملیں میں رہیں پڑے چارہ آج

مسیح سے نہ ہوا ہے نہ ہو ہمارا علاج
وہی کرینگے یہ ہوگا انہیں سے سارا علاج

طبیب دیکھ کے حالت مری یہ کہتے ہین
ہوا ہے اور نہ ہوگا کبھی تمہارا علاج

مین مر رہا ہون کسی پیاری پیاری صورت پر
علاج ہو بھی تو میرا ہو پیارا پیارا علاج

مریضِ عشق ہون مر جاؤنگا یونہین اکدن
کرو نہ اب مرا ہر ہر طرح سے بارہا علاج

طبیب تھک گئے عاجز ہوئے بتنگ آئے
مگر نہ حضرت عابد ہوا ہمارا علاج

دلِ مضطر بہت تپان ہے آج
رنج ہے درد ہے فغان ہے آج

مین بھی حاضر ہون موت بھی ہے کھڑی
لیجئے وقتِ امتحان ہے آج

کل اسی منھ مین خاک ڈالے گا
مرے منھ مین تری زبان ہے آج

تھا جسے کل غرورِ دولت پر
وہی دنیا سے بے نشان ہے آج

خوب بر آئینگے مرے مقصد
مشفق مجھ پہ آسمان ہے آج

جسکو مین چاہتا تہا مدت سے ۔ میرے گہر مین وہ میہمان ہے آج

خوب گذریگی آج عابد کی
ہم بغل ایک نوجوان ہے آج

الله تہا مشتاق ہمیں شب معراج ۔ ہے عید سے رتبہ مین فزون تر شب معراج
تہا عرش پہ اور چرخ پہ اک نور کا عالم ۔ کیا رات تہی الله اکبر شب معراج
پل بہر مین جو افلاک کرے طے وہ سواری ۔ جبریل امین لائے زمین پر شب معراج
کیونکر نہ کہے رحمت عالم تمہین امت ۔ امت کی سفارش تہی بانپر شب معراج

ضمیمہ اول

درکار تہی کیا راہنمائی انہین عابد
خود شوق تہا سرکار کا رہبر شب معراج

فلک پر ہین سنوارے چاند سورج ۔ ہین بس کرتے نظارے چاند سورج
جو ہاتہون کو پسارے چاند سورج ۔ ترے گالونپہ وارے چاند سورج

کہان ایسے ہین پیارے چاند سورج

کر اپنے نور سے باہر کہ حق نے ۔ رکہا تہا عرش کے اوپر کہ حق نے
وہ نور پاک تہا اظہر کہ حق نے ۔ ہنین تہے احمد وحیدر کہ حق نے

فلک پر سے اُتارے چاند سورج

سخن مشہور شہرت سے یہ روشن ۔ صفائی اور وصفون سے یہ روشن
ہے اپنی نوری صورت سے یہ روشن ۔ ہوا ہے شق و رجعت سے یہ روشن

سمجھتے ہین اشارے چاند سورج

وہ رکھتے تھے عداوت جو کہ تم سے ۔ ہدایت پاے وہ دیکھو کہ تم سے
ہوے قربان ہین سن لو کہ تم سے ۔ تم ایسے نورِ خالق ہو کہ تم سے

ہوے روشن ستارے چاند سورج

نہ پھیرا مہر ہے رخ یک رمق سے ۔ قمر رتبہ ہے پایا روزِ شق سے
ہوا ہے سرخ رو گردون شفق سے ۔ تم ایسے ہو ہمیشہ حکمِ حق سے

رہے تابع تمہارے چاند سورج

محمد خاتمِ پیغمبران ہے ۔ حبیبِ حق ہے مہرِ انس و جان ہے
شفیعِ حشر بیشک بے گمان ہے ۔ نبوت کا جو احمد آسمان ہے

ہوے سبطین بارے چاند سورج

بشرکِا دان پہنچا کت ہے ادراک ۔ تصدق اُنپہ ہوتے ہین سب افلاک
بغور اب دیکھ لو عکسِ رخِ پاک ۔ نہین آئینہ مین روے عرقناک

ہوے ہین جمع تارے چاند سورج

جہان مین عاشقی میری ہے مشہور
کہ مثل قیس ہے ہر جائے مذکور

سدا رہتا ہون محو منزل دُور
تصور مین جو ہے وہ روئے پُر نور

ہین میرے داغ سارے چاند سورج

بنی کی نعت اک دولت ہے ناسخ
یہی عابد کی بس رغبت ہے ناسخ

بتا تو کیا تری حالت ہے ناسخ
مجھے ہے ہجر مین وحشت ہے ناسخ

کہ ہین گویا چکارے چاند سورج

ردیفِ جیم فارسی

داغ فرقت مرے ایسے ہین دل ار کے بیچ
جیسے ہوتے ہین گل لالہ کہسار کے بیچ

کعبہ و دیر کی زنہار نہین ہے خواہش
کہ ٹھکانہ ہے میرا کوچہ دلدار کے بیچ

دام صیاد اگر اسکو کہون تو ہے بجا
ہے پہنسا طائر دل زلف شکندار کے بیچ

گل شگفتہ ہین عجب فصل بہار آئی ہے
بلبلین نغمہ کنان جمع ہین گلزار کے بیچ

عمر و دولت ہو فزون شاہ دکن کی یارب
رُتبہ عابد کو ہمیشہ رہے دربار کے بیچ

دلربائی ہے دلربا کی سچ
بیوفائی ہے بیوفا کی سچ

تیرا وعدہ ہے انتہا کا جہوٹ
بات میری ہے انتہا کی سچ

لعل و یاقوت اور مرجان میں
نہیں رنگت تری حنا کی سچ

جھوٹ جانے زمانہ گو اُس کو
بات ہے اپنے آشنا کی سچ

اک نہ اک روز ہم کو مرنا ہے
آے گی اک گھڑی قضا کی سچ

جھوٹے وعدون پہ کیون بگڑتے ہین
کہتے ہین آپ انتہا کی سچ

عابد اپنے حضور آصف خلد اللہ ملکہ کی
مدح کرتا ہے انتہا کی سچ

ردیفِ حاے حطی

ہون بلا گردان ترا اے شمع رو مین سطرح
گرتے ہین پروانے تاب شمع پر آ جسطرح

یا آلٰہی وعدۂ دیدار ہے بیشک مگر
صدمۂ فرقت سہین تا روز محشر کس طرح

وحشتِ دل سیرِ گلشن مین بھی کم ہوتی نہین
تیری چشم مست کی دکھلاتی ہے گس طرح

گریہ و بیتابی کرتا ہے زیادہ دمبدم
اس دل نالان کو ہم سمجھاتے ہین جس طرح

بزم خوبان دیکھ کر کہتا ہے اے عابد یہ دل
کہکشان کی صاف دکھلاتی ہے یہ مجلس طرح

نہ آنہ آمرے آگے کبھی نہ آنا صح
دکھا نہ صورتِ منحوس جلد جا ناصح

یہ ہم نے مانا برائی ہے دل لگا نہین
دلیل کیا ہے ترے پاس اسکی لا ناصح

مزا کچھہ آے گا تجھکو بھی مہر الفت کا
مرے عوض مین کبھی تو بھی رنج کھا ناصح

نصیحتون سے تری ناک مین ہے دم میرا
خدا کے واسطے میرا نہ سر پھرا ناصح

نہ کر تو پند و نصیحت ستا نہ عابد کو
کر اب تو بیٹھ کے اک جا خدا خدا ناصح

سمجھاؤ ان کو لاکے روز کہان سے نئی طرح
دل بھی تو مانتا نہین ظالم تری طرح

دو دن مین آپ ہو گئے بیزار عشق سے
برسون اٹھائی ہم نے مصیبت اسی طرح

گذری شب فراق تو آیا ہے روز ہجر
ٹلتی نہین ہے ٹالے سے آفت کسی طرح

کیا میرے ہی لئے ہین یہ واعظ نصیحتین
سمجھاؤ اُس کو بھی تو کسی دن اسی طرح

عاشق مزاج اور بھی دنیا مین ہین بہت
عابد بنائی آپنے یہ کیا بُری طرح

تمت غزل

لکھون جو لیکے قلم ہاتھہ مین کلام فصیح
پس از سپاس خدا اور رسول کی تمدیح

ہر ایک مصرعہ ہو موتیون کی ہو تسبیح
صفائی اپنے سخن کی دکھاون کیا مین صریح

کہ جس سے رشک زدہ ہے رخ صبیح و ملیح

رسول حق ہوئے مکہ مین جس گھڑی پیدا
ہوا زمانہ منور بفیض نور خدا

بتان دہر گرے اُن کا سر ہوا نیچا
بجھا تمام جو آتشکدہ سلگتا تھا

جہان سے محو ہوے کاہن و سطیح تسطیح

یہ وہ نبی ہے حبیب خداے عزّ و جل
کہ جس کا نور خدا نے بنایا تہا اوّل

کیا زمانہ مین آخر کو خاتم مرسل
بشان و رتبہ سبہی انبیا مین ہے افضل

جہان مین ہو گیا منسوخ بے جسے دین مسیح

محمد عربی انبیا مین صاحب صدر
خداے پاک کے نزدیک سب سے عالی قدر

مخالفین کیا کرتے تہے ہزارون مکر
ہوئی ہے فتح محمد بجنگ خندق و بدر

صنم پرستون کو بارے ہوئی شکست قبیح

یہ عرض تجہسے ہے عابد کی اے خجستہ لقا
بلند شاہ دکن کا سدا رہے اقبال

کیا کرے شہ لندن بہی اسکا استقبال
احبّا اسکے ہون شہوار سب نہال نہال

عدو ہلاک رہے حشر تک ز صدمۂ ریح

ردیف خاے معجمہ

رکہیگا سوا بدر سے پہر کیون نہ جلا رخ
غیرت دہ خورشید ہے اسکا سخرا رخ

ہم منتظر دید کئی دن سے ہین یا رب
وہ بام پہ کب آکے دکہا ئینگے ذرا رخ

اہل حلب و چین ہین سبہی دیکہ کے ششدر
ہے یار کا آئینہ سے دہ چند صفا رخ

گلگشت مین مصروف ہے ہمراہ رقیبان
لیکن نہ کبہی میری طرف اُسنے کیا رخ

قرآن خطِ یاقوت کا جسنے نہ ہو دیکھا — اے لالہ رو خط نکلے پہ اُسکو تو دکھا رُخ

دن ہو گیا عالم کی نگاہون مین شبِ تار — زُلفون مین ترا جس گھڑی اے یار چھپا رُخ

ہر واعظ و عابد کو نہ کیون ورد ہو اسکا
تفسیر جواہر ترا ہے صلِّ علیٰ رُخ

مری آنکھون مین ہے وہ خوشنما رُخ — جسے نظرون مین پھر کیا دوسرا رُخ

گرے شمس و قمر رُتبہ سے اپنے — نظر آیا ہمین جس دم ترا رُخ

اگر منظور ہے اُلفت بڑھانی — تو پردے سے مجھے اپنا دکھا رُخ

حسینانِ جہان کے اے مری جان — ترے ہی رُخ سے پاتے ہین جلا رُخ

ترا عابد کھڑا ہے کب سے مُشتاق
جھروکے سے ذرا اپنا دکھا رُخ

یاد آیا صبحدم مجھے وہ بے نقاب رُخ — دیکھا اُفق مین جب ترا اے آفتاب رُخ

کوئی نہین نظیر تری اے بُتِ حسین — دنیا مین تو نے پایا ہے کیا لاجواب رُخ

اُس غیرتِ قمر کا جو ہو جاے سامنا — تا حشر زیرِ ابر رکھے ماہتاب رُخ

چسکا تری تلاش کا پڑ جاے جسکو یار — گھر کی طرف کرے نہ وہ خانہ خراب رُخ

عابد کی روح تازہ نہ کیون ہو شبِ وصال — ہے مشک تیری زلف تو تیرا گلاب رُخ

مخمس بزبان ریختہ

وہ بانکی وضعِ خاص جوان گلبدن کی شاخ
کیونکر نہ ہو خمیدہ ہر اک دشت بن کی شاخ
ہے سرجھکا تی روبرو جسکے چمن کی شاخ
ہے نازکی سے قامتِ جاناسمن کی شاخ
مین سوزِ عشق سے ہون چنار کہن کی شاخ

نا قابلون کو چاہئے ہو قابلون سے ربط
عالم کو مدترین ہو جو عالمون سے ربط
بیفائدہ نہین جو رہے کاملون سے ربط
ظالم کو بعدِ مرگ ہی ہے ظالمون سے ربط
خنجر کا دستہ کیون نہ بنے کرگدن کی شاخ

ہے موسمِ بہارِ جوانی چمن چمن
اُس ترک ادا کا تو عجب کچھ ہے بانکپن
سوسن زبان ہے صاف لبِ غنچہ ہے دہن
رکھی چھڑی جو ناز سے اُسنے تہِ ذقن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیبِ ذقن کی شاخ

دشتِ جنون مین پیرو زبر گشتہ ہین سو ہین
گریہ سے اپنی آنکھین جو تر گشتہ ہین سو ہین
مانندِ گردباد کے سرگشتہ ہین سو ہین
ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین ہین
سیدھی کسطرح نہ ہو جیسے ہرن کی شاخ

گلزارِ حسن تیرا سراسر ہے بےخزان
جو بات تیرے قد مین ہے شمشاد مین کہان
اور موسمِ بہارِ جوانی کا ہے عیان
دیکھے جو چنبیلی کی کلیون سی انگلیان
وہ تیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ

عارض کی تیرے کیا کہون اے لالہ رو بہار
ایسی کسی چمن مین نہ دیکھی کبھو بہار

گر جائے سیر کو تو کرے آرزو بہار
دکھلائے اپنے فندقِ پا کی جو تو بہار

پابوس کو چمن مین جھکی نار دن کی شاخ

عابد کہے ہے سخن کی تو ہر چار سمت غُل
ہو دُور چشمِ بد جو کرین دم یہ چار قُل

ہوتا ہے جسکے پڑھنے سے حاصل ثمار مُل
معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گُل

ناسخ ہے کلکِ فکر نہالِ سخن کی شاخ

ردیفِ دال مہملہ

اپنے دل کا ہے یہ سدا مقصود
حمدِ حق نعتِ احمد و محمود

وہ تو اپنے ہی بر مین رہتا ہے
ڈہونڈہتے کیا اُسے جو ہے موجود

کیا غرض ہم کو جو کسی کو کہین
یہ ہے نابود اور وہ ہے بود

مجھپہ دایم ہے فضلِ حق مبذول
کس لئے رشک کر رہے ہین حسود

کام دنیا کے سارے دیکھ چکے
لغو ہین ان مین کچھہ نہین ہے سود

چشمِ حق بین مین مردِ عارف کی
تو ہی شاہد ہے اور ہے مشہود

دونون شکلون مین تیری صورت ہے
کہین عابد ہے اور کہین معبود

سنبھے پر تھیں جو یہیں آ کے بسا میرے بعد
کام کچھ ہو کہ نہ ہو نام کیا میرے بعد

احمد پاک کا بیشک ہے یہ اثنا بیچ
کوئی ہوگا نہ پیمبر بخدا میرے بعد

سیر کچھ دم گلگشت و دیہہ کہتے ہیں
پہلے میں جاتا ہوں گلشن میں تو آ میرے بعد

میں ہی اک طالب دیدار تھا سب سے پہلے
ایک عالم ترا مشتاق ہوا میرے بعد

مثل فرہاد ہیں عشاق بہت اے عابد
دفتر عشق میں ہے نام لکھا میرے بعد

خدا مجھکو پہنچا دے سوئے محمدؐ
دکھا دے مجھے جلد روئے محمدؐ

مرے دلمین ہے جستجوئے محمدؐ
مرے دل مین ہے آرزوئے محمدؐ

یہی خلد ہے مین یہین جان دونگا
پسند آگیا مجھکو کوئے محمدؐ

صبا اور کچھ دل مین حسرت نہین ہے
سنگھا دے مجھے لاکے بوئے محمدؐ

تمنا ہے عابد کے دل مین یہ ہردم
رہے اسکی آنکھون مین روئے محمدؐ

اور ہوتے ہین صنم طور پسند
صرف ہم کو ہے ترا نور پسند

تجھکو کوثر ہو مبارک ناصح
مجھکو ہے شربت انگور پسند

شیفتہ ہین جو تمہارے رخ کے
کیونکر آئے گی انہین حور پسند

ذکر ہوتا ہے جہان اُس بُت کا | مجکو آتا ہے وہ مذکور پسند

شیفتہ دل سے ترا ہے عابد
نہ پری ہے نہ کوئی حور پسند

نہو دل مین کیونکر ولاے محمدؐ
ہے شاہو نسے بڑھ کر گدائے محمدؐ

کہونگا یہ داوڑ سے حشر کے دن
پسند آئی مجھکو صدائے محمدؐ

مجھے ڈر نہین تیرا خورشید محشر
مرا سر ہے زیر لوائے محمدؐ

نہ دنیا کا باقی رہا سر مین سودا
سمائی ہے جب سے ہوائے محمدؐ

جو آئے سرِ حشر عابد تو یارب
اُسے بخش دینا برائے محمدؐ

ہے نورِ الٰہی رُخِ نیکوئے محمدؐ
شمشادِ جنان قامتِ دلجوئے محمدؐ

ہے طاقِ حرم کعبۂ ابروئے محمدؐ
ہے پیشِ نظر تارِ نگہ کوئے محمدؐ

ہے آنکھ کے پردے مین نہان روئے محمدؐ

ساجد ہین بصد تصفیہ محرابِ صفا کے
خواہان ہین وضو کے لئے بہی آبِ صفا کے

اور کہولنے والے ہین وہ ابوابِ صفا کے
آئینۂ ارشاد مین اربابِ صفا کے

معنی جو خدا کی ہے وہ ہے روئے محمدؐ

والشمس سے رخ آپکا مقصود خدا ہے
واللیل کی تفسیر تو گیسو کی ثنا ہے
ہے نور محمدؐ کہ وہی جلوہ نما ہے
دیدے مین سیاہی ہے سیاہی مین ضیا ہے

ہے عکس فگن یان رخ و گیسوے محمدؐ

دیکھو تو بہر سو ہے عیان نور مجسم
مخفی نہین ہرگز بجہان نور مجسم
یک قلزم عمان ہے روان نور مجسم
ہر شان بشر مین ہے نہان نور مجسم

عادت جو خدا کی ہے وہ ہے خوے محمدؐ

فرقت کا الم اپنا یہ دل سہتا ہے ہر دم
وصف نبویؐ دلسے کیا چہتا ہے ہر دم
اعجاز خصال نبویؐ کہتا ہے ہر دم
سینہ جو تصور سے بہرا رہتا ہے ہر دم

آتی ہے پسینہ سے مجہے بوے محمدؐ

حق نے ہے انہین عرش معظم پہ بلایا
عاشق نے وہان وصل ہے معشوق کا پایا
جب عشق نے دلکو مرے یہ راز سنایا
معراج کی شب کا مجہے ہر پل ہے سمایا

دیدے مین کہٹکتے ہین مرے موے محمدؐ

جنگل کو مدینے کے سمجہتا ہون چمن مین
پاتا ہون وہی بوے گل و رد و سمن مین
عابد سے لیا کرتا ہون بس فیض سخن مین
قبلہ کی طرف سر توجہکاتا ہون وطن مین

آنکہین پہری جاتی ہین مری سوے محمدؐ

نمبر ۲ غزل حضرت [illegible] — کاتبہ [illegible]

اُصولِ عاشقان عاطل چہ داند ۔ حظوظِ کُشتگان قاتل چہ داند

بُطونِ باطنان باطل چہ داند ۔ رہِ دیوانگان عاقل چہ داند

صفائے صوفیان غافل چہ داند

بدل معشوق را عاشق شناسد ۔ کہ رازِ حق بحق مطلق شناسد

ازان منصورِ حق الحق شناسد ۔ ہمہ حقیم حق را حق شناسد

حقایق ناحق و باطل چہ داند

بشب پیرِ مُغان طلبید ما را ۔ شراب معرفت بخشید برجا

شد از نشہ چو سرمستی ہویدا ۔ من از دل بہرِ دل میگویم اما

رموزِ سرِّ دل بیدل چہ داند

بُرون شو از جہان و در جہان باش ۔ مثالِ شمس در عالم عیان باش

خدا را واقفِ رازِ نہان باش ۔ بیا در حلقۂ دیوانگان باش

کہ عاقل نکتۂ مشکل چہ داند

چو در شغلِ حقیقت شاغل آئی ۔ ز بحرِ عشقِ خود بر ساحل آئی

چرا در خود ز فرقت شامل آئی ۔ تو از خود دُور شو تا واصل آئی

کہ خود بین حالتِ واصل چہ داند

مبین در بحرِ غم غرقاب خود را
ببین پیوستہ در ہر باب خود را
مکن مانندِ دل بیتاب خود را
توئی کامل وے دریاب خود را
کہ ناقص سیرتِ کامل چہ داند

بہر جانب کہ دیدی اوست ہر دم
روان از چشمِ تر گر جوست ہر دم
تو ہر چیزے کہ دانی زوست ہر دم
قتیلِ عشق شو اید وست ہر دم
کہ ہر سر لذتِ قاتل چہ داند

مشو از گرم و سردِ عشق رنجور
نمی باشند مردِ عشق رنجور
مدام از نار و بردِ عشق رنجور
وے باید ز دردِ عشق رنجور
کہ ہر بے دل دواے دل چہ داند

مکن عاید خیالِ مدح و تمدیح
شود چون شمس آن تنویرِ توشیح
بنامِ خواجگانِ چشت تسبیح
رموزِ عشقِ احمد کرد تشریح
نکاتِ عشق را جاہل چہ داند

یاد رخسارش چو بلبل سوے گلزار آورد
کاکلش غلطان بدودِ آہ و شوار آورد
طوفِ مژگانش مرا در دشتِ پر خار آورد
ہر زمانم قامتش در نالہ زار آورد
ترسم این نخلِ بلا دیوانگی بار آورد

نشترِ جراح دیده بر رگِ مجنون چو جا
جسمِ لیلےٰ شد بخون رنگین از سر تا بپا

سعد اسما را کشیده بیجو کاه و کهربا
جذبۂ عشقِ زلیخا یوسفؑ صدیق را

از درونِ چاهِ کنعان سوے بازار آورد

لذتِ عشق اے ہوس بین کم از اکسیر نیست
وصلِ معشوقہ چو خواہی حاصلش جز پیر نیست

سرِ تسلیم و رضا نہ غیر این تدبیر نیست
تلخیٔ ہجرانِ عاشق خالی از تاثیر نیست

بلبلِ صحرا نشین را سوے گلزار آورد

بود کارِ انجم شماری در شبِ فرقت مرا
نیست غیر از آہ و زاری و فغان فرصت مرا

ہست با چشمِ فسون سازش بسے الفت مرا
ہمچو ریگِ شیشۂ ساعت بہر ساعت مرا

نرگسِ شہلاے آن شوخِ ستمگار آورد

از گنہ ہرگز نمالم دست مانندِ مگس
من بپاے پادشاہِ چشت دارم دسترس

جز غفور و شافعِ محشر ندارم پیش و پس
نا امید از رحمتِ حق کارِ شیطانست و بس

رحمتِ او عاصیان را سوے دیدار آورد

بسکہ در عالم ہمہ حلاجیش مشہور بود
از مے توحید بیشک وا ایما مخمور بود

حق رسی حق دانی حق گوئی بحق مذکور بود
آتشِ عشقیکہ پنہان در دلِ منصور بود

سر برون کردہ سرش را بر سرِ دار آورد

راز حق بے صاحب باطن بکس معلوم نیست — در حضور پیشگاه او کسے مغموم نیست
هیچگه موقوف فضل قادر قیوم نیست — هیچکس از بارگاه ایزدی محروم نیست

فیض عاشق بیدلان را سوئے دلدار آورد

هر کرا تقدیر رو آورد در صحرائے دون — می نشیند یک نشیمن گاه دید جائے دون
میدهد تعلیم عصیان هر زمان اعدائے دون — هر گناہے را سزائے هست دنیائے دون

کفر کافر را بگردن طوق زنّار آورد

عابدم خوانم دعائے یا کریم یا رحیم — با نیاز احمدی دریافت صولت مستقیم
عاصیان را نکہت غفران سحر بخشد کریم — زاهدان را طاعت اندر کف بود نزد کریم

تمہ غزل — مجرم مسکین گناہے پیش غفار آورد

چو نور ایزدی اظهار گردد — رخ او مهر پر انوار گردد
ته باشم پئے دیدار گردد — دلم شیدائے روئے یار گردد

چو بلبل بر گل و گلزار گردد

بعشق آن پری روشم باللہ — همیشه می نمایم ناله و آه
که زار و ناتوانم چون پر کاه — چو سبزه میشوم پامال واللہ

خیال قامت دلدار گردد

حقیقت سے کیا ساقی نے امور | مئے وحدت سے بس سرشار مخمور
دوئی کو کردیا بس دل سے ہون دور | انا الحق چون نگویم مثل منصور

بچشم من کہ شکل دار گردد

ہوا تہا قیس لیلےٰ پر جو شیدا | بنا مجنون وہین جنگل بسایا
مجھے ہے عشق کا جب سے کہ سودا | بعشق یوسف من چون زلیخا

دلم در کوچہ و بازار گردد

دل عابد نہ کیون ہو رام الفت | کہ کفر عشق ہے اسلام الفت
ہوا مشہور جبکہ نام الفت | بشد شاعر اسیر دام الفت

کہ شاعر بر درت ہر بار گردد

مخمس بر غزل

[illegible] انشا مرحوم

مساجد معابد ہین محمود واحد | سبہی ساجدون کا ہے مسجود واحد
ہمہ زندگی مرگ و مولود واحد | کہ جملہ وجودون کا موجود واحد

کہی روح شاہد ہین مشہود واحد

جو گنج خفی سے نکل باہر آیا | بخود ذات ہی سے صفت کو بنایا
وہین درمیان میم کا پردہ لایا | احد ہو کے احمد محمد کہایا

ہوا احمد سے اپنی محمود واحد

بہت سخت مشکل ہے راہِ طریقت
سوا پیر کے ہو نہ حاصل حقیقت
جُدا کعبہ و دَیر ہے گو بصورت
کرین عابدان عید ہے عبادت

ہمہ بحر اور بر کا ہے معبود واحد

ہے شیرازہ تیرا پریشان سارا
ترا دل ہے غفلت مین غلطان سارا
سمجھنا نہین تن کو ایمان سارا
نظر تجھکو آتا ہے شیطان سارا

یہ معبود اب جسم و جان ہو واحد

سدا یاد مین ہون پریشان خاطر
ہے عابد بہت ناتوان حد سے باہر
اگرچہ جدا ہین مسلمان و کافر
سمیع اللہ ہرگز نہ کر راز ظاہر

تم غزل — حقیقت مین سب کا ہے مقصود واحد — تخمیس

جسدم کہ بشر کا تو ہوا واحد و شاہد
بیشک ہے تجھے جان لیا واحد و شاہد
ہے وحدتِ مطلق بخدا واحد و شاہد
ہر شئے مین ہے تو جلوہ نما واحد و شاہد

اللہ رے ترا جلوہ ہے کیا واحد و شاہد

سوسن کا گلستان مین سدا رنگ نکالا
اور لعلِ بدخشان سے ہے خوش رنگ مین لالہ
سرسبزی مین ریحان تو زمرد سے ہے بالا
سب رنگ ترے اور ترا رنگ نرالا

تو سب مین ہے اور سب سے جدا واحد و شاہد

موسےٰ کو سرِ طور عجب جلوہ دکھایا
بیہوش کیا اُنکو تو پھر ہوش مین لایا
مین راہنما احمدِ مرسل سا نہو پایا
پردہ کو دوئی کے جو درِ دل سے اُٹھایا
بے پردہ تجھے دیکھہ لیا واحد و شاہد

ہے خاک سے ہی حضرتِ آدمؑ کو بنایا
اور ختمِ رسالت کو کیا نُور سے پیدا
تو خالقِ خلقت ہے یقین جن و ملک کا
تو حُسن مین یکتا ہے تو ہے شاہدِ زیبا
حقا تجھے کہتے ہین بجا واحد و شاہد

عابد اگر اک چیز کو دیکھے ہے کوئی دو
احول اُسے کہتے ہین سمجھہ تُو جتنے ہین جو
اِس مقطع نادر کو سُنو غور سے دیکھو
جو کچھہ کہ مُحبّت سے ظفر کہتا ہے تجھکو
سچ جان کہ اے بُت ہے خدا واحد و شاہد

ردیفِ ذالِ معجمہ

ہین اُسکے خندہ نمکین سے جو لب لذیذ
پھیکا کبابِ دل ہو مرا کیون نہ اب لذیذ

ملتی ہے خوانِ وصل سے نعمت عجب لذیذ
ایسی چشک چکھی نہ کبھی منتخب لذیذ

مستِ الست تاکہ رہون بزمِ عشق مین
ساقی پلا دے ساغرِ بنت العنب لذیذ

ہر چند تلخ ہو کے مجھے گالیان وہ دے
کہدونگا میٹھی باتین ہین سب کی سب لذیذ

ہم دُور اور رقیبون کو حاصل ہے تیرے ساتھ
خاصہ طعام مجلسِ عیش و طرب لذیذ

عابد کو کہینچ لو درِ دولت پہ یا رسولؐ
طیبہ مین آکے پائیگا وہ بہی رطب لذیذ

اے مرے دلربا دکہا تعویذ
داغ ہے سینہ کا کہ تمغہ ہے
نون نگینہ ہیں نورتن کے جڑے
مرے مرنے کے بعد اے ظالم

دل ہے چوٹی مین تیری یا تعویذ
یا یہہ سرکار سے ملا تعویذ
واہ کیا خوب ہے ترا تعویذ
میری مرقد کا تو بنا تعویذ

ہَولِ دل جس سے کم ہو عابد کا
ارے مُلّا تو ایسا لا تعویذ

جعدِ مشکین مین نہ رکہہ لعل و گہر کا تعویذ
خوشنما جبکہ نظر آتا ہو نیلا ڈورا
جی مین آتا ہے یہی نقشِ محبت لکھ کر
مہربان مجہپہ جو پایا انہین اعدا نے تمام

چاہئے تیرے لئے دفعِ نظر کا تعویذ
زیب کس طرح نہ دے بازو پہ زر کا تعویذ
بہیجدین آج انہین خونِ جگر کا تعویذ
کہولکر پہینکدیا بازو کا سر کا تعویذ

نام عابد کا لیا تونے دمِ آرایش
وہم سے پہینکین گے مشاطہ وہ زر کا تعویذ

ضمیمہ اہنن

کہاتے ہین اُسکے ہاتہہ سے ہم برگِ پان لذیذ
لایا نہ ایسا میوہ کبہی باغبان لذیذ

برنی سے چھٹی کیون نہ ہو اپنی زبان لذیذ
ہے کیا ہی بوسہ لب شیرین دہان لذیذ

شفتالو ایسے باغ جہان مین کہان لذیذ

خنجر کی آب کا ترے مین کیا کہون کمال
شربت کا حلق مین ہے مزا دیتا بے ملال

آ لگ گئی جو سینہ سوزان مین ایک بہال
میرے دہان زخم سے چھٹنا ہوا محال

قاتل ہے کس قدر تری نوک سنان لذیذ

مجنون سا دشت عشق کے اندر چھپے ہوے
اوڑہے دو شالے درد و الم سے بنے ہوے

اکثر یہ میز با تو نسیم ہین سنے ہوے
کیا رکہے پیش غم جگر و دل بہنے ہوے

لاتے ہین سب طعام پے مہمان لذیذ

محبوب اپنا جب سے ہے اک شوخ سبز رنگ
آنکہو نپہ چہاے رہتا ہے اپنے خمار رنگ

بوسے با شتیاق تو لیتا ہون بید رنگ
ہوگی سگ ہما مین بس از مرگ خوب جنگ

ہین کیا ہی عشق لب سے مرے استخوان لذیذ

عابد تجہے گناہ کا اپنے ہے خوف کیا
بیشک شفیع حشر ہین محبوب کبریا

مداح جان و دل سے تو ہے انکی آل کا
دنیا مین تلخ کام ہے ناسخ تو غم نہ کہا

ہونگے تمام میوہ باغ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

لامکان نالۂ دل پہنچے جو اونچا ہوکر
طائرِ سدرہ ہی بچا رعجب کیا ہو کر

فکرئے کرتے ہین کیا آپ ہی صہبا ہوکر
ایک قطرہ پہ اڑے جاتے ہین دریا ہوکر

دہر مین آپ نہین رہتے ہین کیا کیا ہوکر
اپنی سیر آپ ہی کرتے ہین تماشا ہوکر

اپنے مُرشد کے جب ارشاد پہ ہے تیرا عمل
خود بخود اُتر یگا تو حشر مین سچا ہوکر

مینے جسوقت سنی آیتِ صُمٌّ بُکمٌ
سہم کر رہگیا یکبار ہی گونگا ہو کر

ڈہونڈہتا شاہدِ اصلی کو ہے کیا اے نادان
قافِ قلبِ بشری مین ہے وہ عنقا ہوکر

قیس اب دشت مین مصروفِ انا لیلے ہے
عاشقی کا تو فقط رہگیا چرچا ہوکر

چشمِ دل کھول ذرا دیکھہ قریبِ شہرگ
ڈہونڈہتا تو ہے اُسے کس لئے اندہا ہوکر

بخدا مُصحفِ رُخسار کا حافظ ہوجا
تاکہ عابد تو رہے دہر مین یکتا ہوکر

ہے کیا غرض مجھے جو کرون مین جہان کی سیر
ہر وقت ہے نصیب مجھے لامکان کی سیر

اِس نالۂ رسا کی تو دیکھئے
کرتا ہے ہجرِ یار مین یہ آسمان کی سیر

جینے مین مرنیکا مجھے حاصل ہوا ہے لُطف
ہر دم مین کر رہا ہون مین ہر دو جہان کی سیر

کیا حال ہم بتائین دلِ داغدار کا
کیجئے کبھی تو آپ ہی اِس گلستان کی سیر

معلوم ہوگیا ہمین معلوم ہوگیا
عابد کریگا محفلِ پیرِ مغان کی سیر

اس در پہ ہم آبیٹھے ہین اب گھر سے نکلکر
ہم جائین کہان یار ترے در سے نکلکر

مضطر کبھی نالان کبھی حیران کبھی گریان
آتا تھا کوئی کوچۂ دلبر سے نکلکر

اب دشت نوردی مین گذرتی ہے ہماری
ہم چھانتے ہین خاک ترے گھر سے نکلکر

یون لڑتی ہے ایک ایک مژہ دل سے مقابل
جس طرح سپاہی لڑے لشکر سے نکلکر

اے حضرتِ عابد یہ بتائین تو ہمین آپ
جائین گے کہان کوچۂ دلبر سے نکلکر

مینہہ برستا نہین گلشن مین یہہ میخوارون پر
سایہ افگن تری رحمت ہے گنہگارون پر

اکبھی دم مین ہمین غم سے امان ملتی ہے
مہربان مت ہوئی عشق کے بیمارون پر

واہ کیا جھوم کے آتا ہے ہوا پر بادل
واہ کیا رحمتِ غفّار ہے میخوارون پر

محفلِ غیر مین مانا کہ نہ تہا رات کو تو
یہہ جو بوسون کے نشان ہین ترے رخسارون پر

صومعہ مین ہے کہان واعظِ نادان ایسا
دیکھ کیا نور ہے میخانہ کی دیوارون پر

دیکھو اچھا نہین عابد یہہ برے ہین اطوار
جان دیتے ہین عبث آپ دل آزارون پر

نہین ہے اچھا غرور اتنا یہ صورت اپنی دکھا دکھا کر
کہ تم سے اچھے ہزارون نقشے مٹا دیے ہین بنا بنا کر

کیا برہمن نے جنت ہے ہمکو بتون کا جلوہ دکھا دکھا کر
مگر یہ دل کہہ رہا ہے اپنا خدا خدا کر خدا خدا کر

وہ اپنی صورت دکھا گئے ہین وہ ہمکو عاشق بنا گئے ہین
ہین اپنے گھر وہ ہنسی خوشی سے کن آنکھون مین تہہ ہنسا کر

رضا و تسلیم اور کیا ہے یہی تو اک عاشقو مزا ہے
وہ قاتل آتا ہے وار کرنے تو گردن اپنی جھکا جھکا کر

ہوا ہون محو جمال ایسا رہا شب وصل بہی تو بیخود
وہ جانتے ہین سویا رہا ہے اٹھا رہے ہین جگا جگا کر

نثار پروانہ شمع پر ہے تو اوس کی پروا نہین ہے ہمکو
کرینگے اُس شعر و پہ قربان ہم اپنے دلکو جلا جلا کر

مری نہ ہے خاطر کچھہ اُسکو ایسی پسند کوئی جگہ نہین کی
نہ عرش پر ہے نہ فرش پر وہ رہا مرے دلمین گھر بنا کر

پڑی ہے عابد یہ مشکل ایسی یہان خموشی کو فرض جانو
جو چاہون کہہ دون مین راز انکا وہ مار ڈالین گلا دبا کر

دل پر جو پڑا عکس اٹھی یار کی تصویر
عشاق کے سینہ مین ہے دلدار کی تصویر

غفار مصور ہے ہمین خوف گنہ کیا
بول اٹھے گی منہہ سے یہ گنہگار کی تصویر

اے برہمنو صورت بے مثل کو پوجو
یہہ خاک مین مل جائیگی احجار کی تصویر

اس صورت زیبا کو تو زیبا ہے یہی گھر
آئینہ دل مین رہے دلدار کی تصویر

بازار کے نقشون سے ہمین کام نہین ہے
ہو شاہ دکن کے کوئی دربار کی تصویر

مکاری مکار کو سمجھا نہ تھا عابد
اب ذہن نشین ہوگئی مکار کی تصویر

اتنا گھمنڈ زندگی مستعار پر
یہہ نخوت و غرور ہے کس اعتبار پر

افشا نہین ہے اُس بُتِ غفلت شعار پر
پڑتا ہے عکس تیرے جو گالون کا ساقیا
اب جان ہی بچیگی نہ اُس دامِ زُلف سے
بے سوچے سمجھے یون جو ہوا اُسکا شیفتہ
صیاد عندلیب کو کرتا ہے کیون ہلاک

صدمے جو ہین مرے دلِ اُمیدوار پر
جوبن ہے آج اور مے خوشگوار پر
قبضہ تو کرلیا ہے دلِ بیقرار پر
افسوس ہے مجھے دلِ ناکردہ کار پر
ہین اِس غریب مین تو فقط تین چار پر

عابد نہ مجھہ سے پوچھہ مرے دل کا حال تو
مین مر رہا ہون ایک بُتِ پردہ دار پر

مری قسمت ہے یہ مری تقدیر
ترے کوچہ کی خاک کے آگے
سب کے آنکھون کا ہے تو نورِ نظر
سحر آمیز ہے نگاہ تری
ناز و انداز مین حسینون مین
دونون زُلفون کی ہے اندھیری رات
اُس کو لایا نہ راہ سے گھر تک
بے سبب رنج کا سبب نہ کھلا

ہجر مین مین ہون اور تری تصویر
مرے نزدیک خاک ہے اکسیر
کون کرتا نہین تری توقیر
اِک اشارہ مین کرلیا تسخیر
کون تیرا زمانہ مین ہے نظیر
اُس مین رُخ کی ہے مہر کی تنویر
دلِ نادان کی رہ گئی تدبیر
کیا خطا کی تھی مین نے کیا تقصیر

تیرے دُشمن کے واسطے عابد
ہوگیا حُکم بنتی ہے زنجیر

آنکھوں کی سرشک او رصدف میں ہیں گہراور
دُرکی ہے جلا اور مرے لولوے تر اور

اب تخم محبت کا تری بویا ہے دل میں
اے رشکِ چمن پائیں گے ہم اسکے ثمر اور

نسبت نہیں لیلےٰ کو مرے حورلقا سے
جنگل کا درخت اور ہے جنّت کا شجر اور

تم عرش پہ کیوں جلوہ نُما ہو ادھر آؤ
دلمیں جو میرے ہے یہہ گھر اور وہ گھر اور

منہہ پہیر کے کیوں جاتے ہو تم صبحِ شبِ وصل
دیکھو تو مجھے مڑکے ادہر ایک نظر اور

دل چہلنی ہے یاں پہلے ہی سے تیرِ نظر سے
کیوں باندہی ہے چورنگ لگانے پہ کمر اور

کب داغِ دلی کم ہے سُہیلِ یمنی سے
یاقوت سے رنگین ہے مرا لختِ جگر اور

لذت وہی جانے کہ جولے بوسۂ جانان
شیرینیٔ لب اور ہے اور شہد و شکر اور

اوّل تو ترے گیسوئے پُرخم نے پہنسایا
ہے واسطے دل لینے کے دُزدیدہ نظر اور

زاہد کو ہے حورِ فردوس کی خواہش
دیکھو جو ذرا غور سے ہے وضعِ بشر اور

یہہ شعبدہ بازی ہے عجب آپ کی صاحب
صورت کو دکہا دیتے ہیں شام اور سحر اور

عابد کی جو خواہش ہے وہ صورت نہیں بنتی
اک بار تو دیکھا ہے کئی بار مگر اور

تری قدرت سے ہے جہان معمور
اسکو سمجھے بشر کا کیا مقدور

نہین کونین کی خبر ہم کو
اپنی حالت مین آپ ہین مسرور

کیون اناالحق کہا یہہ تھی کیا بات
راز کیون فاش کر دیا منصور

جھلا ہاے تجھکو کیا جانین
اُن کی آنکھون سے تُو تو ہے مستور

کُل شَیءٍ مُحِیط جس نے کہا
ہے یہ کونین مین اُسی کا ظہور

اور کچھہ مدعا نہین میرا
اک نگاہِ کرم ہو مجھہ پہ ضرور

شیخ کعبہ چلا برہمن دیر
جستجو ایک ہی کی ہے منظور

چار دن کی یہ پَکر چاندنی ہے
حُسن پہ اپنے تو نہ ہو مغرور

بندۂ باوفا ہون عابد ہون
کیون بلاتے نہین ہو اپنے حضور

ہین امیر المومنین حضرت عمرؓ
باعثِ افشائے دین حضرت عمرؓ

پیش گوئی کی ہے مثلِ وحیِ حق
ناطقِ حق ہین یقین حضرت عمرؓ

پاؤن رکھہ سکتا نتھا شیطان وہان
جب کبھی جاتے کہین حضرت عمرؓ

میرے دل مین ہے محبت جاگزین
ہین مرے دل کے مکین حضرت عمرؓ

مجھہ سے کیا تعریف ہو عابد بھلا
ہین انیسِ شاہِ دین حضرت عمرؓ

یار ملتا ہے کہان تجھکو مگر پیدا کر
آنکھہ کے ملتے ہی بس دل ہی مین گھر پیدا کر

وہ تو ہرجائی ہے ڈہونڈیگا کہان تو اُسکو
شش جہت چہوڑدے اب یار کا در پیدا کر

نجد کے دشت پہ موقوف نہین اے مجنون
ہر جگہ ہے تری لیلے تو نظر پیدا کر

چاہتا وصل ہے ۔ وصل سے ملا کر دایم
شوقِ پرواز جو دل مین ہے تو پر پیدا کر

ہستی و نیستی باہم ہین ذرا دیکھہ تو لے
ہو عدم ہستی مین ہستی کا ثمر پیدا کر

شکلِ آدم نظر آتے ہین جہان مین لیکن
کہتے انسان جنہین ہین وہ بشر پیدا کر

شیر ہی شیرین ہے فرہاد یہ فریاد ہے کیا
باخبر ہوکے ذرا اس کی خبر پیدا کر

عاشقِ حسنِ ازل حسن پہ شیدا ہے اگر
ڈہونڈکر کوئی حسین رشکِ قمر پیدا کر

چھوڑ دے لذتِ دنیا کو اگر ہے عاشق
لطف ہے آم مین املی کا اثر پیدا کر

بیج بوئے ہین ترے حکم پہ مینے سارے
شاخِ اُلفت کی ہو جسمین وہ شجر پیدا کر

کیمیا نسخۂ اکسیر ہے تو خود عابد
عشق سچا ہے تو پہر خاک سے زر پیدا کر

نظر جمتی نہین دم بہر کسی کے روئے روشن پر
لگی رہتی ہین کیون انکھین ہماری نوکِ چلمن پر

عدو سے مجھسے جب ان بن ہوئی وہ چلدئے اُٹھکر
نہ اوسکا خون گردن پر نہ میرا خون گردن پر

ذرا دیکھو تو کیا اونچا ہوا نخچیر کا رتبہ
اُٹھا کر لیچلا صیاد اُسکو پشتِ توسن پر

ہزارون بار مقتل مین یہ ہمنے آزمایا ہے
کہ تیغ ابروے قاتل بڑہی ہے تیغ آہن پر

تجھے دیکھا تو پروانے نے شمعین شمع کو چہوڑا
نظر پڑتی نہین بلبل کی ذمین صحنِ گلشن پر

ہماری تاک مین صیاد تہا آخر نظر پہنچی
بہت ہی ناز تہا ہمکو عبث اپنے نشیمن پر

خدا کو یاد کرتا ہون عبادت ہے یہی عابد
نظر پڑتی ہے جب بیساختہ اُس بُت کے جوبن پر

مبارکبادی جشن جوبلی اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

واہ کس رنگ سے کس روپ سے آئی ہے بہار
سبزہ بوشانِ چمن کا ہے نرالا ہی نکہار

پتے ہلتے ہین تو ارگن کی صدا آتی ہے
ڈالیان جہومنے لگتی ہین خوشی سے ہربار

آج چلتی ہے ہوا بہی تو بہت تہم تہم کر
ابر گہرتا ہے تو پڑجاتی ہے ہلکی سی پہوار

ٹپکی پڑتی ہے دماغون سے ہی اِتنی تفریح
کہ ہوا جاتا ہے ہر شخص کا چہرہ گلنار

حیدرآباد مین یہ دہوم مچی ہے کیسی
عید کا سا نظر آتا ہے سمان ہر اک بار

کیون نہ ہو آج مرے شاہ کی ہے سالگرہ
آئینہ بند ہر اک کوچہ ہے ہر اک بازار

شاہ وہ شاہ کہ ہے غیرتِ شاہانِ زمن
شاہ وہ شاہ کہ ہے عالی ہمم عالی وقار

آج وہ دن ہے کہ تہی جس کی مسرت ہمکو
آج وہ دن ہے کہ تہی جس کی خوشی لیل و نہار

صدق دل سے مین سُناتا ہون مبارکبادی
دل کے آمین کہین اس پہ سب اہلِ دربار

جُوبلی کا ہو تجھے جشن مبارک اے شاہ
ہو اسی طرح ہر اک سالگرہ ہی ہرا

شرق سے غرب پہنچ جائے گرہ کا نارا
اتنی گرہین ہون کہ عابد سے نہ ہو جنکا شمار

قطعہ

گر جلوۂ یار دیکھنا ہے منظور
تو جان لے کہ وہ دل کو ہم رتبۂ طور
وا ہوتی ہین یکبار جو چشم باطن
ہو جاتا ہے منکشف سبھی نور ظہور

قطعہ در وصف معتمد صاحب صرف خاص

کام ہوتے ہین عدل و نصفت پر
کیون نہ خوش ہو ہر ایک فرد بشر
دہوم ہے صرف خاص مین عابد
معتمد ہین ہمارے مرلیدہر

مخمس

پے نظارہ جا سوے گلزار
گل لب شگفتہ ہین ہزار ہزار
دیکھتا ہون تو ہے عجیب بہار
جمع عشاق و خندۂ بسیار
ہے مثل یک انار و صد بیمار

کوے دلدار مین جو مین پہونچا
رفتہ از خود ہر ایک کو دیکھا
نقد دل سے سبھی ہین بے پروا
دیکھئے کس طرح سنے سودا
یک دکان عشق حسن صد بازار

وصل بن تو نہ ہارین دم ہرگز
اور نہ ہے کاغذ و قلم ہرگز
کرین تقریر کچھ نہ ہم ہرگز
ربط رکھتے ہین ہم بہم ہرگز

معنی کم ہے عبارت بسیار

مرغ دل یہ کہان کہان جائے
زلف والا جو اُسکو بلوائے
دانہ خال اپنا دکھلائے
پھیر کس کس کو دام مین لائے

ایک صید اور شکار و موت ہزار

بسکہ مشکل رہ حقیقت ہے
گر دم ہو بہر مین ہویت ہے
دیکھ عابد یہ جائے عبرت ہے
اے سخن یان مقام حیرت ہے

جلوہ یکتا و کثرت اظہار

خمسہ غزل خداوند نعمت اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

شریعت کے چمن مین سیر کر تو با وفا ہو کر
رہا کر بیخودی کے شہر مین بس با خدا ہو کر
طریقت کی جو لیتا ہے تو ل حق مین فنا ہو کر
رہیگا چین سے کب تو کسی کا آشنا ہو کر

بہت پچتائیگا ظالم ارے تو بیوفا ہو کر

اسی اک بات پر ایمان اب ہم سبکو لانا ہے
اگر عاشق ہے تو اپنا کسی کو کیا منانا ہے
یہہ منزل چھوڑ کر پھر آخرت منزل کو جانا ہے
ارے ظالم قیامت مین خدا کو منہہ دکہانا ہے

نہ کر غیرون سے تو اُلفت کسی کا آشنا ہو کر

ستاتا ہے عبث عشّاق کو اس سے ہے کیا حاصل
ذرا تو سوچ لے ظالم گھڑی بھر بن تو جا عاقل

ترے ہمرہ رہونگا ہر گھڑی ہر حال مین شامل
چھوڑانے سے نہ چھوڑونگا یہ کہدیتا ہون مین قاتل

لہو میرا رہے گا ہاتھ مین رنگِ حنا ہو کر

ڈراتا کیون مجھے ہے اے واعظ مُقر ہون مین ندامت کا
کہ خائف ہون بیان سُنکر ہمیشہ قولِ صولت کا

مجھے عابد بھروسہ ہے محمد کی شفاعت کا
تجھے کیا خوف ہے آصف بھلا او رفیق میت کا

تجھے لیجائینگے جنّت مین حضرت رہنما ہو کر

ردیفِ زاے معجمہ

بھولے سے بھی وہ بُت اِدہر آیا نہ کسی روز
چہرہ بھی کبھی اپنا دکھایا نہ کسی روز

مین نالہ زنان صورتِ بلبل ہون ہمیشہ
کیون غنچۂ لب اُسنے کھلایا نہ کسی روز

عاشق کو نہ فرمایا زبان سے کبھی ایسا
احوالِ دلِ زار سُنایا نہ کسی روز

دُشنام ترے منہہ سے تو کہاتے رہے ہر روز
پر بوسۂ عارض ترا پایا نہ کسی روز

اے حضرتِ دل رحم تو آجاے صنم کو
یک نالۂ پُرسوز مچایا نہ کسی روز

بیتابی دل اپنی ہے ہر روز زیادہ
دکھلائی دیا اپنا پرایا نہ کسی روز

عابد سے سخندان و سخن سنج ہین کہتے
تم نے تو کلام اپنا سنایا نہ کسی روز

دیکھا نہین ہمنے تو اس انداز کا انداز
اُس شوخ کو آتا ہے کس نازکا انداز

معبود کہین ہے تو کہین صورتِ محبوب
دیکھے کوئی اُس یارِ فسون ساز کا انداز

کیا بھید ہے کیا بات ہے اے قاصدِ نادان
کچھ آج الگ ہے تری آواز کا انداز

باتون پہ مرے جاتے ہین عشاق ہزارون
دیکھو تو لبِ صاحبِ اعجاز کا انداز

سر پھوڑتے ہو تم درِ دلدار پہ عابد
دیکھا نہین ایسا کسی جانباز کا انداز

مرے دلمین آتے ہین مہمان شب و روز
غم و درد و اندوہ و ارمان شب و روز

رخِ صاف دیکھون کہ زلفِ سیہ کو
یہی ہے مرے دل مین ارمان شب و روز

تری زلف کی یاد مین اے ستمگر
مین رہتا ہون اکثر پریشان شب و روز

وہ نیر نگیان ہین ترے زلف و رخ کی
ہوے جاتے ہین جس پہ قربان شب و روز

جدائی مین عابد کی کب چین پایا
تڑپتے ہی گزری مری جان شب و روز

کوئی کیا جانے کہ کیا ہے روضۂ بندہ نواز
کعبۂ صدق و صفا ہے روضۂ بندہ نواز

مقبلون اور عاشقون کی آنکھ سے دیکھے کوئی
باغِ رضوان سے سوا ہے روضۂ بندہ نواز

زاہدون کو خلد ہے اور عابدون کو ہے بہشت
دیکھنا کیا پُر فضا ہے روضۂ بندہ نواز

جب کوئی آیا یہان دل کی مرادین ملگئین
واہ کیا حاجت روا ہے روضۂ بندہ نواز

کیون نہ بیماران درد لادوا آئین یہان
سن لیا دار الشفا ہے روضۂ بندہ نواز

ہر طرف سے آرہے ہین لوگ اس دربار مین
مرجع عالم ہوا ہے روضۂ بندہ نواز

جو گیا افسردہ خاطر غنچۂ دل کہلگیا
کچھہ عجب فرحت فزا ہے روضۂ بندہ نواز

قافلے ہر ملک سے ہر روز آتے ہین یہان
واہ کیا مہمان سرا ہے روضۂ بندہ نواز

آنکھ پڑتی ہے ہر اک فرد بشر کی شوق سے
منظر شاہ و گدا ہے روضۂ بندہ نواز

مضطرب مضطر پریشان سبکو حاصل ہے سکون
ایسی کچھہ تسکین کی جا ہے روضۂ بندہ نواز

ختم غزل

اب کہان جاؤن مین عابد اجگہہ کو چہوڑ کر
میرے دل کو بہا گیا ہے روضۂ بندہ نواز

نرگس چشمش مرا یا دہست بیمارم ہنوز
طاق کعبہ ابرویش را در نظر دارم ہنوز

درخیال زلف او در بند زنارم ہنوز
خون بتن شد خشک در یاد لبش زارم ہنوز

آبروے لعل ریزد چشم خونبارم ہنوز

بہتر از خورشید انور ہے جو روئے سیمبر
کہکشان کو رشک اسکی مانگ کا ہے سربسر

سرو و شمشاد و صنوبر ہے خجل قد دیکھکر
شد قیامت بر سر عشاق ازان قامت نگر

فتنہ برپا می کند رفتار دلدارم ہنوز

ایک لحظہ یاد مین تیری نہین پڑتی ہے کل | ہے مدامی عشق کے ہاتھون گرانبارِ عمل
ہو رہا سرمست اُس کوچہ کے اندر بے خلل | از مےِ عشقِ تو خوردم جرعۂ روزِ ازل

زان سبب در نشۂ ایجاد سرشارم ہنوز

بس حرم مین جامۂ احرام پوشاکِ حریر | مجھکو تو مطلق نہین ہے خواہشِ تاج و سریر
او رکنشت و دیر مین بھی دل سدا ہوگا اسیر | گرچہ پر توحید اسلام است اقرارم بگیر

نیست از شرک و نفاقِ کفر انکارم ہنوز

کرتے ہین اے دوستو پیوستہ ہم مشقِ سخن | چاہیے شعرا کو ہووے دمبدم مشقِ سخن
کہتا عابد ہی نہین کچھ مجھکو کم مشقِ سخن | مُردتے شد ہمچو شاعر میکنم مشقِ سخن

قابلِ تحسین نشد افسوس اشعارم ہنوز

خمسۂ غزل

طیورِ بادِ بہاری کرے ہے پھر پرواز | تو یدِ نامیہ بخشے ہے درعراق و حجاز
شگفتہ ہے گلِ نرگس بچشمِ عشوہ طراز | صبا بمقدمِ گُلِ راحِ رُوح بخشد باز

کجاست بلبلِ خوش گو بر آورد آواز

نہ ہوگا تیرا مقابل ازل سے تا بہ ابد | ترے خرام سے کبک دری کرے ہے حسد
ترے ہی ہاتھ مین جاگیرِ حسن کی ہے سند | چو غنچہ سر دہانت کجا نہان ماند

دل ما کہ نسیمِ صباست محرمِ راز

سیاہیٔ شب دیجور رہا گیا ہے روز
بسینہ داغِ تجرّد ہے رشکِ دل افروز

دیارِ عشق مین ہے بیقراری دلکی ہنوز
چہ حلقہ ہا کہ زدم بردرِ دل از سرِ سوز

ہنوز صبحِ وصالِ تو در شبانِ دراز

ہوا مین حسن پہ تیرے فریفتہ جسدم
بسانِ زلفِ بتان حال ہے مرا درہم

مثالِ شیر و شکر دل سے دل ہوگیا باہم
شبِ وصالِ تو از بختِ خویش خواستہ ام

کہ با تو شرحِ سرانجام خود کنم آغاز

بعلمِ عشقِ حقیقی ہو منتہی حافظ
رکھے بعابد و معبود ہمسری حافظ

لسانِ غیب تمہین کہتے ہین سبھی حافظ
زشوقِ مجلسِ آن ماہ خرگہی حافظ

گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز

ردیفِ سین مہملہ

اپنا تنِ گل خوردہ ہے یا پیکرِ طاؤس
ہر داغ کو دیکھو تو ہے مثلِ پرِ طاؤس

دو دو دلِ عاشق جو بگولہ سا ہو رقصان
خجلت سے جھکے پاؤن کی جانب سرِ طاؤس

عارض پہ خطِ سبز مین اسکے ہے عجب خال
رکھا ہوا قرآن مین ہو جیسے پرِ طاؤس

آہون کے دہوین مین دلِ پر داغ ہے نالان
ہوا ہے جسطرح سے شور و شرِ طاؤس

صد پارہ ہوا جب دلِ گل خوردہ عاشق
عالم کو نظر آنے لگا لشکرِ طاؤس

کب تاج کے رکھنے سے گدا ہوگا شہنشاہ
ہو تاج خروسی نہ کبھی افسرِ طاؤس

اے عابد اگر دیکھے تو اندر کو غش آوے
ہے رقصِ پریزاد یہان ہمسرِ طاؤس

ایدل نہ ڈھونڈ باغ و بیابان کے آس پاس
ہے یار تیرا تیری رگِ جان کے آس پاس

آئی بہار غنچہ و گل ہین شگفتہ سب
جو قین ہین بلبلون کی گلستان کے آس پاس

اپنی شبِ فراق کا احوال کیا کہون
تہا دودِ آہ نالۂ سوزان کے آس پاس

ہے ہمکلامی طور پہ منظور یار سے
ذکرِ خفی بقلب رہے جان کے آس پاس

کعبہ کا گر طواف ہے منظور شیخ کو
ہو گردِ راہ مرشدِ ذیشان کے آس پاس

محشر کا خوف ہو تجھے عابد تو یاد رکھ
رہنا شفیع و ناصرِ ایمان کے آس پاس

رہنے دو مجھکو مرے یارِ طرحدار کے پاس
مین نہ جاؤن کبھی ہرگز کسی سردار کے پاس

دید ہے آنکھون کی ہر چند کہ رخسار کے پاس
مسکن اپنا ہے بنایا تری دیوار کے پاس

ناصحا اپنی نصیحت سے نہ لیجے کچھ کام
آپ کی چل نہ سکیگی کسی ہشیار کے پاس

گل گلستان مین ہین اور خار بہت صحرا مین
ہم رہا کرتے ہین بس کوچۂ دلدار کے پاس

ذکرِ حج ذکرِ نماز اور رہے صومِ رمضان
اب سوا اسکے ہے کیا زاہدِ دنیا کے پاس

فائدہ کچھہ نہین عابد تہ سے سمجھانے مین
بیعت وست ہے مجھکو اُسی شاہ کے پاس

ہم کیا بتائین آپ کو کیا ہے ہمارے پاس
کافی ہے بس یہی کہ خدا ہے ہمارے پاس

بیمار عشق جو ہین سب چلے آئین شوق سے
اِک آزمودہ اُسکی دوا ہے ہمارے پاس

ہم جسکو دیکھتے ہین وہی ہے نگاہ مین
عاشق ہین جسکے ہم بخدا ہے ہمارے پاس

دل آئینہ بنا رُخِ جانان کی یاد مین
بے مصقلے کے ہوتی جلا ہے ہمارے پاس

شاہِ دکن پہ شاہِ اُمم کی رہے نظر
عابد یہی تو ایک دعا ہے ہمارے پاس

ذاتِ اقدس دیکھلے دم ہو تو اپنے دم کے پاس
کیون بھٹکتا ہے تو رہکر اپنے ہی ہمدم کے پاس

کہدو یہ جرّاح سے ہم زخمیٔ تیغ ادا
مر ہی جائین تو نہ جائینگے کبھی مرہم کے پاس

پان کا لاکھا جمائین اس لب رنگین پہ آپ
چاہیے یاقوت ہی اِس لعل گون خاتم کے پاس

آنکھہ ہے مخمور اُس کی اور یہو ین جدا ہین
خم ہین دو رکھے ہوے محراب ہی کے خم کے پاس

مقتضائے وقت نادانی کہون غفلت کہون
کیا بجز گندم نہ تہا دانا کوئی آدم کے پاس

آپکی دریا دلی کی اک نظر بس ہے حضور
خاص فدوی ہوکے پھر کیا جائے مین حاتم کے پاس

راتدن اچھے گذرتے ہین خدا کا شکر ہے
کیا غرض عابد کو جائے کیون وہ رنج و غم کے پاس

جاہلون کو ہے جو دنیا کی ہوس
عقل والون کو ہے عقبیٰ کی ہوس

نام کا ہے زاہدون کو ہی خیال
چھوڑتی ہے کس کو دنیا کی ہوس

کیا بہار آئی ہے پھر گلزار مین
ہوتی ہے کیون دل کو صحرا کی ہوس

آرزو پوری ہو یہ ممکن نہین
ہاے ہم نے کی بہی تو کیا کی ہوس

ترک تم خود ہی کرو عابد اُسے
تم کو چھوڑے گی نہ دنیا کی ہوس

مخمس بر غزل — مصحفی

کان لعل بے بہا کا کیون رہے گوہر کے پاس
ہاتھ کب پہونچے ہے اُسکے کان کے زیور کے پاس

ہے ستارہ کی چمک یہ جو مہِ انور کے پاس
آبلہ پیدا ہوا داغِ دلِ مُضطر کے پاس

چاہیے تہا واقعی شیشہ بہی ہان ساغر کے پاس

زُلف کے پہندے مین ہے محبوس کب سے جانِ زار
تیغِ ابرو کا دلِ مجروح پر چلتا ہے وار

نجد مین مانندِ مجنون عشق سے ہو بیقرار
مُتصل رکہا ہے تو دل کے جب سے مین تصویر یار

اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گہر کے پاس

لاکہ سمجہاتے مناتے ہین احبا سب مجھے
آبِ صلت کی بڑی ہے تشنگی کیونکر بجھے

عشق کی دُھن مین بہلا کہنا کسی کا کب سجھے
دل عبث ہمنے دیا ہے اے بُتِ کافر تجھے

لعل کی کیا قدر ہو جب تجہسے ہو پتہر کے پاس

شیفتہ ہے عارضِ گلگون کا اُسکے یکجہان
چاہ مین چاہِ ذقن کی غرق ہونگے ناگہان

تیری نوکِ مژہ سے کرتے ہین سب الامان
زُلف کے گرفتہ کا تیرے ہے جہان دشمنِ جان

جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مارے ڈرکے پاس

مطلعِ عابد ہے جیسے مطلعِ مہرِ منیر
ناسخ و آتش غزل مین ذوق و مومن بے نظیر

مرثیہ گو ہین انیس و مونس و انس و دبیر
آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگردِ نصیر

اس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دانشور کے پاس

ردیفِ شین معجمہ

سجدہ ہزار طور سے اظہار کی روش
ہے کیا ہی مشتہر بجہان یار کی روش

معدوم کر دیا ہے ہمارے مزار کو
ہے اے صنم غضب تری رفتار کی روش

چاہین گے عاصیون کی شفاعت رسولِ حق
محشر مین پاکے رحمتِ غفار کی روش

ظاہر پسند لوگ کہان کرتے ہین پسند
منظورِ اہلِ دل ہو جن اشعار کی روش

معلوم کس طرح سے ہو ظلم و ستم کی چال
ہے میٹھی میٹھی آپ کی گفتار کی روش

سنکر مرا کلام یہ کہتے ہین لوگ سب
صاف اس مین پائی جاتی ہے ہموار کی روش

لہو و لعب مین گذریگی عابد تمام عمر
ہے یون ہی اپنے طالعِ بیدار کی روش

ہر چند ہے خوش طالعِ بیدار کی گردش
ہے آفتِ جان چرخِ ستمگار کی گردش

دیکھی جو تری نرگسِ بیمار کی گردش
یاد آگئی میخانہ مین سرشار کی گردش

ہے مستعدِ قتل تری جنبشِ ابرو
گویا یہ گلو خنجرِ خونخوار کی گردش

جیسے کہ تمہین دیکھا ہے کچھ ہوش نہین ہے
لپٹی ہے مجھے زلفِ شکندار کی گردش

حاصل مجھے آرام ہو کس طرح الٰہی
ہوتی نہین موقوف دلِ زار کی گردش

از بہرِ خدا بام پہ یک بار تو آجا
ہے روز ہر اک طالبِ دیدار کی گردش

گلگشت مین ہے گلشنِ عرفان کے عابد
ہوتی ہے جہان صاحبِ اسرار کی گردش

کون سنتا ہے یہان شور و فغانِ درویش
قہرِ درویش ہے مشہور بجانِ درویش

ہے فریدون سے فزون شوکتِ شاہانِ درویش
کاویانی ہے درفشِ آہِ نشانِ درویش

بام اور قصر سے مطلق نہین کچھ کام اُسے
جس جگہ رات ہوئی ہے وہ مکانِ درویش

نورتن کی نہین کچھ قدر ہے اُسکے نزدیک
ہوگیا جسپہ عیان رازِ نہانِ درویش

رتبہ و جاہِ توانگر سے سوا ہے عزت
کوئی عالم مین نہین مرتبہ دانِ درویش

بخشدے چاہے جسے دولتِ دین و دنیا
رفعت و جاہ ہے پیوستہ ازانِ درویش

عابد اکثر یہی ہوتے ہین مجیب الدعوات
پُر اثر ہوتی ہے ہر وقت زبانِ درویش

ہوتا نہین دل سے مرا دلدار فراموش
گریہ ہو تو ہو جاؤنگا مین یار فراموش

وہ فتنہ ہین آہین کہ ہر اک شخص کے دل سے
کر دیگی قیامت کو یہ رفتار فراموش

کیا وجہ کہ اُس شوخ ستمگار کے دل سے
اک لحظہ بہی ہوتے نہین اغیار فراموش

ہوگا نہ ہوا ہے کبھی اے غیرتِ خورشید
کر دین جو تجہے تیرے پرستار فراموش

مجکو بہی کبہی یاد تو کر اے بتِ خودکام
ہو مجہہ سے نہ اسطرح سے ہر بار فراموش

مجھسے ہین ہزارون تمہین تم ایک ہو مجکو
مجکو نہ کرو اے مرے سرکار فراموش

عابد کی خبر لی نہ پسِ مرگ بہی افسوس
کچہہ ایسا ہوا وہ بتِ عیار فراموش

نہین ہے اور کوئی گہر کی تلاش
مجکو کافی ہے تیرے در کی تلاش

اے مرے سیمتن ترے عاشق
کہین کرتے ہین سیم و زر کی تلاش

تجکو ڈہونڈا تو کیا بُرائی کی
کیا بشر کو نہین بشر کی تلاش

اُسکے تیرِ مژہ کو رہتی ہے
کبہی دل کی کبہی جگر کی تلاش

خانۂ عشق کی ہے منزل دُور
فرض و واجب ہے راہبر کی تلاش

مر گئے اُس کی جستجو مین ہم
ہو گئی خاک عمر بہر کی تلاش

ہم عدم کو چلے گئے آخر
کرتے کرتے تری کمر کی تلاش

عرش پہ فرش پر اُسے ڈھونڈو
ہو اُدہر کی کبھی ادھر کی تلاش
اب مرے گھر وہ روز آتے ہین
اب نہین مجکو نامہ بر کی تلاش
اب ملا ڈھنگ اُسکے ملنے کا
تھی وہ ناکام پیشتر کی تلاش

جستجو اور کچھ نہین عابد
صرف ہے شوخ سیمبر کی تلاش

کس جا کہان نہ کی گئی دلدار کی تلاش
افسوس رائگان گئی سب یار کی تلاش
پھرتا ہون گردباد کی مانند دشت مین
آٹھون پہر ہے مجکو اُسی یار کی تلاش
جُز تیرگی ملی نہ ہمین اس جہان مین
ہم کرکے تھک گئے ترے انوار کی تلاش
اُس بُت کے شوقِ دید مین افسوس اب ہمین
کرنی پڑی ہے خانۂ اغیار کی تلاش

مسجد مین رہ کے حضرتِ عابد کرینگے کیا
اب آپ کیجے کوچۂ دلدار کی تلاش

جس طرح سے بلبل کو ہو گلزار کی خواہش
ہے دلکو مرے کوچۂ دلدار کی خواہش
ہے شوق کسیطرح تجھے یاد کرین ہم
تسبیح کی خواہش ہے نہ زنّار کی خواہش
فرقت مین اُٹھاتا ہون مصیبت پہ مصیبت
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے آزار کی خواہش
مجبوری سے رہتا ہون مین سرکار دکن مین
جاتی نہین دل سے ترے دربار کی خواہش

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ	حاضر ہے شفاعت طلبی کے لئے عابد کیا پوچھتے ہین آپ گنہگار کی خواہش	خمسۂ غزل

سرم بادا بسنگِ آستانش | نمودہ ناتوان عشقِ میانش
مرا باید تکلّم از زبانش | دلِ من ہست زیباتر مکانش

کہ تا بینم تبسّم از دہانش

بلطفِ حضرتِ ختمی پناہی | کہون کیا مین بافضالِ الٰہی
گدائی رفت آمد پادشاہی | ہوئی زیبا بسر ہے کج کلاہی

سپۓ توقیرِ گنجِ کامرانش

ہوا ہے نامہ بر اپنا تو ہُدہُد | سلیمانِ زمانہ دل ہوا خود
جنون پیوندِ دلقِ عشقِ من شد | سراسر خط کے مضمون ہین توارد

بدوزم از زمین تا آسمانش

صدا اِک راگ کی دیوے لبن پد | اُٹھا ہے نالۂ سوزان کا اِک مد
تمامی خرمنِ ہستی بسوزد | ہے بھڑکا ایک شعلہ دلین بیحد

چو موسیقار گردد آشیانش

ہوا عابد پہ جب دم فیضِ ناصر | صدائے لحنِ داؤدی بظاہر

رہا ہے تار ہے ہوا اُسکے ماہر | باحقا نغمہ می کرد شاعر

تمت بر ہوئی — عیاں ہنود معنی داستانش

ہم کرتے ہین سب کوچہ دلدار فراموش | بلبل سے ہو کیونکر رہ گلزار فراموش
ہین دیر و حرم کا فرو دیندار فراموش | دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش

یہہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

مین مملکت عشق کا بیشک ہون شہنشاہ | مجنون کیطرح دشت کی مین ڈہونڈہتا ہون راہ
اپنے سے ہون گم ہو گیا اور یاد مین ہے آہ | بہولے نہ مرے دلسے مرا نالہ جانکاہ

نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش

زنہار خبر ہم کو نہین اپنے ہی تن کی | آگاہی نہین رکہتے کسی مکر کی فن کی
ہے قیس کی سی شکل بنی شیفتہ پن کی | دلسے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی

اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

ہے کون مرا یار طرحدار ترے بن | یہ حسن ہے یہ قامت و یہ خلق ہے یہ سن
دن رات مرے حق مین ہے اور رات ہے جون دن | بہولا پہرون ہون آپ کو یک عمر سے لیکن

تجہکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش

فرقت کے دنون مین ہے خوش آیا مجہے | نالہ بزبان آہ بلب رہتا ہون تنہا

اشک آنکھون مین حابد کی ہین جیسے دُر کیتا | دلدار سے کسطرح جسے خالی ہو سودا

وہ ناشنوا حرف ہین گفتار فراموش

ردیفِ صادِ مہملہ

ہمسے یون کہتا ہے وہ یار ہمارا اخلاص | گرچہ ظاہر نہین باطن مین ہے سارا اخلاص

وحشتِ دل کے سبب وحشیِ صحرا ہوے رام | نجد مین قیس سے رکھتا تھا چکارا اخلاص

ہے عدو اپنا کمینون کو سمجھتا ہے جو دوست | گرچہ وہ دیکھنے کو رکھتے ہین پیارا اخلاص

کھیل زر کا ہے سبھی رکھتے ہین زردار وسے | دوستی آو بھگت پیار مدارا اخلاص

لایقِ صحبتِ شاہان بجز اشراف نہ ہو | پایا کیا رکھہ کے تو اجلاف سے دارا اخلاص

اِس زمانہ مین ہے اخلاص و محبّت عنقا | بے وفاؤن سے تو بیجا ہے گوارا اخلاص

آج تو دوست ہین کل ہونگے عدوے عابد
نہ رقیبون سے رکھین آپ خدارا اخلاص۔

مُرغِ دل کو ہے اسی دام کی حرص | حلقۂ زُلفِ سیہ فام کی حرص

ساقیا کوئی غرض اور نہین | صرف ہے ایک ترے جام کی حرص

ہر جگہ جلوہ ترا دیکھتے ہین | کون کرتا ہے در و بام کی حرص

اور ناموں سے یہان کام نہین | ایک باقی ہے ترے نام کی حرص

قدرتی اپنا ہے جامہ عابد
کیون کرین جامۂ احرام کی حرص

اسکی نگاہ مین ہین اگر تیر کے خواص
ہین یان ہمارے دل مین بھی نخچیر کے خواص
پوچھین نہ ہم سے کوئی کہ ہم اُس سے کُوہ مین
تدبیر کے الگ ہین کہ تقدیر کے خواص
زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا ہلاک
ہین سب الگ الگ تری تقریر کے خواص
چھوڑا کسی کو پیچ مین لائی کسی کو یہ
مین کیا بتاؤن زلف کی زنجیر کے خواص
بندہ کے واسطے ہے توکّل عجیب شئے
اب اور کیا بتاؤن مین تدبیر کے خواص
جسپر پڑی نگاہ وہین کٹ گیا گلا
ہین سارے اُس نگاہ مین شمشیر کے خواص
یان تک ہوا ہون محو تری یاد مین صنم
ہین میری شکل مین تری تصویر کے خواص
وہ آجکل زمینِ دکن پر ہین رونقین
پیدا ہین اسمین خطۂ کشمیر کے خواص

عابد جوان ہو کے یہ توبہ شراب سے
پیدا کہان سے تونے کئے پیر کے خواص

ہم نے دیکھا ہوتے پہلے نہین طامع حریص
نارِ حسرت مین کہان جلتے نہین طامع حریص
جب کبھی دیکھا کسی زردار کے گھر کا نشان
اس جگہ سے پھر کبھی ٹلتے نہین طامع حریص
ہوگئے گمراہ بس راہِ قناعت چھوڑ کر
راستہ سیدھا کبھی چلتے نہین طامع حریص

عید بھی آئے تو کیا انکے لیئے کچھ بھی نہین
عطر بھی پوشاک پر ملتے نہین طامع حریص

تضمین اول

آپنے عابد کہا ہے خوب مصرع واہ وا
ہمنے دیکھا پھولتے پھلتے نہین جامع حریص

گر پدر کو ہو طفلی مین پسر سے اخلاص
کیا پسر کو ہو جوانی مین پدر سے اخلاص
رکھتے ہین صاحب زر صاحب زر سے اخلاص
جسطرح اہل ہنر اہل ہنر سے اخلاص
ہے شریرون کو سدا بانی شر سے اخلاص

قیس لیلے کے تصور مین بنا خود لیلے
واسطے شیرین کے فرہاد نے سر اپنا دیا
اثر عشق ہر اک چیز مین ہے جلوہ نما
کاہ کو کھینچے ہے جاذب کی کاہ ربا
بخدا ایسا بشر کو ہو بشر سے اخلاص

موسم گل مین سنو بلبل و گل کا اخبار
شمع پر کرتا ہے پروانہ دل و جان کو نثار
سرو کے غم مین ہے قمری بھی سدا خستہ و خوار
واہ رے عشق یہ نادر ہین ترے سب آثار
دیکھو حیوانون مین ہے مادہ کو نر سے اخلاص

گنبد اخضر دوار کی ہے الٹی چال
کیا لکھون مجھسے لکھا جاتا نہین وہ احوال
جتنے اشراف ہین یکلخت ہوے سب پامال
ہے کمینون کی بنی آئی بہم ہین خوشحال
جسطرح رکھتا ہے خر دوسرے خر سے اخلاص

اب بجز حُبِ علی مجہکو سروکار نہین — کہ سوا اُنکے مرا کوئی مددگار نہین
مین وہ عابد ہون کسی شئے کا طلبگار نہین — اہلِ عالم مین کبہی اُلفتِ شہوار نہین

کبہی اخلاص اُدہر سے نہ ادہر سے اخلاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

طلا وسیم سے نے درہم ہسی سے غرض — سوا ایار کے مجہکو نہین کسی سے غرض
وہ ایک بوسہ جو دینے پہ ہوگیا راضی — کہا پکار کے دل نے کہ تہی اسی سے غرض
ہے عکسِ زُلفِ سیہ کا پڑا دہڑی کیطرح — نہین تمہارے لبِ لعل کو مسی سے غرض
ہے ایسا کون رہے بیغرض جو عالم سے — بشر کو پڑتی ہے دنیا مین ہر کسی سے غرض

زبان اُردو ہے اپنے وطن کی اے عابد
نہ کام ترکی سے رکہنا نہ فارسی سے غرض

یہان جو دیتے ہین مفلس کو چاپ رنج ابیض — خدا عطا او نہین کرتا ہے گنج گنج ابیض
عجب نہین ہے جو بافیضِ دینِ مصطفوی[۳] — ہو رنگِ اسود ذاتیٔ اہلِ زنج ابیض
نہ کیون کرون مین سدا شکرِ رازقِ باری — رکہلا رہا ہے مجہے گندم و برنج ابیض
بکفر و شرک رہین روسیاہ محشر مین — جو رنگ پائے ہین کُفّارِ نکتہ سنج ابیض
جو فیضِ نُصرتِ ناصر کسی کو ہو عابد — نہ دے بعینِ تہیدستی اُسکو رنج ابیض

عصیان ہمارے رکھتے ہین غفار سے غرض
رحمت کو اُس کی ہے جو گنہگار سے غرض

سارے جہان مین ہمکو ہے دلدار سے غرض
جب عشق ہمکو ہے تو ہمین یار سے غرض

گر ہے غرض تو کوچہ دلدار سے غرض
جنّت سے ہم کو کام نہ گلزار سے غرض

دولت نے عشق کی وہ غنی کردیا ہمین
درویش سے غرض ہے نہ زردار سے غرض

عابد کو کام کچھہ نہین اسلام و کُفر سے
تسبیح سے غرض ہے نہ زنّار سے غرض

دنیا مین مجھکو کب کسی مردم سے ہے غرض
مطلب تمہین سے اور فقط تم سے ہے غرض

عاشق ہون تیرا مجھکو تکلّم سے ہے غرض
گریہ نہین تو پھر بہی تبسّم سے ہے غرض

دریا کو ایک قطرہ سمجھتے ہین بادہ نوش
کیا ہے بساط جرعہ کی یا خُم سے ہے غرض

اُس رشکِ آفتاب کے گھر سے ہے ہم کو کام
عیسائیون کو چرخِ چہارم سے ہے غرض

بیداد ہے تمہاری زمانہ مین مُشتہر
کہتا ہے کون تم کو ترحّم سے ہے غرض

افشان تری نظر مین جو اپنی سما گئی
آٹھون پہر تصوّر انجم سے ہے غرض

بہکائین لاکھہ غیر تمہین تم نہ ماننا
تم کو ہے مجھسے اور مجھے تم سے ہے غرض

بہاتی نہین کچھہ اور غذا ہم کو دوستو
ہم آدمی ہین ہم کو تو گندم سے ہے غرض

ہے زندگی مری تری ٹھوکر مین اے صنم
مطلب مسیح سے نہ مجھے قُم سے ہے غرض

عابد نہ خاک چہان تودہ کر صنم کے پاس
پانی نہ جب ملے تو تیمم سے ہے غرض

فیاض کو ہے فیض ہوا بالسان فیض
نسمہ بہی ہم سے ہو نہین سکتا بیان فیض

برپا بمحفل شعرا ہے نشان فیض
شاہی جملہ ملک سخن ہے از آن فیض

ہے فیض بخشیو نسے جہان مین نشان فیض
روشن ہے صحن خلد برین مین مکان فیض

سیار و نجم اسکے مضامین خوش سبہی
زیبا ہے بر زمین سخن آسمان فیض

بوئے گل سخن سے زمانہ ہے خوش مشام
ہے موسم بہار سے پر بوستان فیض

توصیف کیا ہو ذرہ سے ممکن نہین یہ امر
خورشید سے جہان مین نمایان ہے شان فیض

اقبال و عمر کے لئے عابد دعا کرو
شاہ دکن کا دار ہے یہ آستان فیض

جب سے کہ دل مین عشق کا پیدا ہوا مرض
جون جون دوا کی اور بہی بڑہتا گیا مرض

کیسی دوا دی آپنے اے غیرت مسیح
خفت کے بدلے اور ہوا ہے سوا مرض

تم آگئے تو ہوگئی صحت مجہے نصیب
ایسا بتاؤ تو کہین دیکہا بہی تہا مرض

چارہ مریض عشق کا ہوتا نہین کبہی
مجہپر ہزار جان سے ہے مبتلا مرض

سن سن کے میرا حال اطبا جہان کے
حیرت مین ہین کہ ہو گیا عابد کو کیا مرض

مخمس غزل ۱۵

شیشہ گرون کی شیشہ گری سے نہین غرض
پیوستہ سجدہ حجری سے نہین غرض
غنچہ دہان کی موکری سے نہین غرض
دیوانہ ہین ترا ہون پری سے نہین غرض
تو ہو کسی کی جلوہ گری سے نہین غرض

ہے چشم شوخ کو تری سبقت غزال پر
حیرت ہے ایک خلق کو اس خستہ حال پر
پیشانی کو فزونی ہے ماہ کمال پر
مرتا ہون مین تو یار تری بول چال پر
طوطی سے اور کبک دری سے نہین غرض

قد قامت الصلوٰۃ سنو عشق نے کہی
شمشاد و سرو پر یہی قمری ہے کہہ رہی
عشاق کے خیال کو اس جا ہے کوتہی
نخل مراد ہے یہ ترا قامت سہی
اب مجھکو زینت شجری سے نہین غرض

حیرت سے ترے حسن کا جب کہ ہو گیا
تنہا نہین ہے نرگس شہلا ہی مبتلا
الفت نے دام زلف مین لاکر پھنسا دیا
بیمار چشم ہون لب جان بخش کے سوا
عیسیٰ کی مجھکو چارہ گری سے نہین غرض

عابد تو دیکھ موے سیہ فام زلف مین
بس کفر ہی نمود تہا اس لام زلف مین
پایے بسیرا طائر دل شام زلف مین
رہنا کیا قبول ترے دام زلف مین
اب مرغ دل کو تیز پری سے نہین غرض

ردیف طاے مہملہ

بات کا تیری اعتبار غلط ‏— تیرا وعدہ غلط قرار غلط

ان بتوں سے بغیر جور و جفا ‏— طبع لطف اور پیار غلط

جب کہوں حال بیقراری دل ‏— کہتا سن سن کے ہے وہ یار غلط

کیا ہو اندازہ داغ دل کا مرے ‏— کہ ثوابت کا ہے شمار غلط

محرومیت سے ہین تیرے کوچہ کی ‏— راہ کرتا ہون بار بار غلط

گو کہ ہمجنس ہین مگر عابد
ربط اپنا ہے روزگار غلط

اقرار وصل یار کا ہم پاتے ہین غلط ‏— ایسے ہزارون وعدے ہوے جاتے ہین غلط

ہوتا نہین ہے خیر سے ایک آدھ بھی درست ‏— پیغام وصل روز چلے آتے ہین غلط

راحت مین ساتھ دینے کو آجاتے ہین سبھی ‏— مشکل کے وقت مین کوئی کام آتے ہین غلط

مجھکو جو دیکھتا ہو تو اپنے کو دیکھ لو ‏— اشکال صاف کس لئے دکھلاتے ہین غلط

عابد خدا کے واسطے اپنے کو جان لے
زاہد نہین یہ سمجھے ہین سمجھاتے ہین غلط

نکلا غدار یا یہ ہے مشکناب خط ‏— آتا نظر مین جوش ہے بعین شباب خط

دل کیون نہ اُسکے پیچھے آجاے ایکبار ‏ وہ زُلف لاجواب ہے اور لاجواب خط

لکھتے ہین سب حسین خطِ بندگی اُسے ‏ ہے اُس بُتِ ملیح کا بس انتخاب خط

قاصد نے میرے لادیا جو برکنارِ حوض ‏ دہو ڈالا اُسنے غصے سے مابین آب خط

تہی یاد زُلف مجہکو جو لکھنا کیا شروع ‏ کیا کچھہ وہ دل و جگر کو دیا اضطراب خط

عابد اسی زمین مین غزل اور اِک لکھو
جس کا لکھے عماد بصد آب و تاب خط

بہیجے اگرچہ مین نے اُسے بیحساب خط ‏ اُسنے لکھا نہین مجہے خط کا جواب خط

دل ہو رہا ہے اُس بُتِ نوخط پہ مُبتلا ‏ دیتا ہے جسکے رُخ کو بہت آب و تاب خط

گلگشتِ باغ سمجھون بوقتِ مُطالعہ ‏ آسے جو خوشنویس کی بنکر کتاب خط

کہنا سلام میرا بصد شوق و اشتیاق ‏ اے قاصد اُسکو دینا نہ وقتِ عتاب خط

کسطرح چین پڑتا اُسے خط کو دیکھہ کر ‏ مینے لکھا تہا جسکو دمِ پیچ و تاب خط

قاصد کو جہڑکی دیکے لفافے کو پہاڑ کر ‏ بولا وہ بُت پڑہا نہین جاتا خراب خط

عابد ہے تیرے سینے پہ مرشد نے جو لکھا
پڑھ صاف پیکے ایک دو جامِ شراب خط

اُنسے بدی ہے ہوشیاری شرط ‏ ایسی کوئی نہین ہے پیاری شرط

بوالہوس ہین جو شور کرتے ہین — عاشقی مین ہے راز داری شرط

جب تو ہے کچھہ نباہ کی صورت — دونو جانب ہے دوستداری شرط

سیم وزر کی نہین ہے کچھہ اوقات — دوستی مین ہے جان نثاری شرط

جان دیدین جو وصل کی ٹھہرے — پہلے پوری کرو ہماری شرط

مریجان جسکو عشق ہے تیرا — اُسکے دل کو ہے بیقراری شرط

یون وہ کہتے ہین وصل مین مجھسے — آپ نے جیتی ہم نے ہاری شرط

اُسکے دیدار کے لئے عابد
ہے مجھے اب گناہگاری شرط

مین نے اُنسے کہا وفا ہے شرط — تو وہ کہنے لگے جفا ہے شرط

بوسہ لینے مین آپ کا صاحب — کیا کوئی اور بھی جدا ہے شرط

گر بلانا ہے اُن کو گھر اپنے — پہلے اسکے لئے دعا ہے شرط

بوسہ جبراً لیا تو کہتے ہین — اسمین پہلے مری رضا ہے شرط

تجکو ناصح ہے شرط خاموشی — اور میرے لئے صدا ہے شرط

یون نہ دل دیگا آپ کو عابد
غمزہ وعشوہ وادا ہے شرط

کیون نہ ہو جاے گا اب دلکو سرِ خار سے ربط
ہوگیا ہے مجھے مژگانِ ستمگار سے ربط

زاہدا کعبۂ مقصود مبارک تجھکو
ہے مرے سرکو تو سنگِ درِ دلدار سے ربط

یاد آتا ہے مجھے عارضِ گلگون کوئی
ہے تجھے بُلبلِ شیدا گلِ گلزار سے ربط

آنکھہ پڑتی ہے چمن مین گلِ نرگس پہ تری
ایک بیمار کو ہے دوسرے بیمار سے ربط

کیون نہ عابد کو رہیگا تری صورت کا خیال
حُسن رکھتا ہے ترا طالبِ دیدار سے ربط

تمام غزل

[illegible]

احباب مین صحیح نہین باہم ارتباط
باطن مین ہین کدورتین ظاہر مین اختلاط

لازم ہے یہ کہ کیجئے ہر اک سے احتیاط
کچھہ دہر مین نظر نہ پڑی روئے انبساط

گلزار خُرمی ہے نہ ہے محفلِ نشاط

قایم تو رکھہ حواس ہوس دل سے دے نکال
ہووے کہین نہ غوطہ خورِ بحرِ انفعال

طامع نہ ہو تو حرص و طمع کا نہ رکھہ خیال
کردیوے زندگی نہ تہیدستی پائمال

حرص و ہوس طمع کو سراپا نہین نقاط

یہہ صاف سینہ صورتِ مرواہے او صفا
نقطہ نمط ہون حلقۂ پرکار مین پہنسا

نقشہ کہنچا ہے دیکھو حریم و حطیم کا
ملجائے لوٹنے حجر الاسود اوس جگا

آباد خاص کعبۂ دل مین ہے رباط

ہر چند ہوگیا ہے زمانہ کا دور دون
اغیار سر بلند ہین اور یار سرنگون

پر کیا مجال اس کی کہ مجھکو کرے زبون
فدوی ہین جان و دل سے جنیب جلیل کا ہون

اے چرخ رذل پیشہ نکل تیری کیا بساط

عابد کی ہے یہ عرض کہ یا سید جنان
عاصی ہون ہین گناہ مرے ہونگے بیکران

مجھپر بھی اسکا سایہ ہو اے شاہ انس و جان
ممدود پر ہو ظل قدم آپکا عیان

خمسہ ۱۰۱
تا ایک پل مین جاوے گذر راہ پلصراط

جبکہ تیار ہوا ماہ کی تحریر سے خط
مین نے باندھا ہے اسیوقت پر تیر سے خط

کبھی اسنے نہ لیا بانی توقیر سے خط
مین نے لکھا بتوکل اسے تدبیر سے خط

یا الٰہی وہان پہنچے مری تقدیر سے خط

یاد مین رہتے ہین محبوب کی جو شام و سحر
گنتے ہین اشک سحر اور دم شب اختر

کیون نہ رکھون مین اسے دیکھکے بردیدہ و سر
پہنچے کشمیر مین جو کاغذ کشمیری پر

بت کشمیر نے بھیجا مجھے کشمیر سے خط

بوجھ اٹھہ سکتا نہین کانسے اک بالے کا
ہے کمر اسکی رگ گل سے نزاکت مین سوا

نہین طاقت کہ صفت لکھہ سکین اسکی شعرا
ایک ادنی سی نزاکت ہے صنم کی بخدا

دو نو کانون پہ پڑا زلف گرہ گیر سے خط

دیکہا جب یار کے قاصد کو کیا خوبی
اور اور آے خیال وہی مدد دلین ٹہنی

جسم مین یار سے خوشی کے مری پوشاک تنگ
کردیا وصل کے مضمون نے مرے لکو غنی

کم نہین حق مین مرے نسخہ اکسیر سے خط

یاد مین کس کی نگہہ کی ہے یہ وحشت کا وبال
تن مشبک ہوا عابد کا مثالِ غربال

ایک بیک ہوگیا ظاہر اثرِ عشق کمال
ہے ظفر تجہکو سنانِ وکِ مژگان کا خیال

جو سراسیمہ لکھے ہے قلم تیرے سے خط

ردیفِ ظاے معجمہ

دل اپنا بُت کے حوالہ ہوا خدا حافظ
عجیب بوجہ ہے سر پر لیا خدا حافظ

ہے ایک دانہ دل اپنا اور اُسکے لیے
فلک کی پہرتی ہین نہ آسیا خدا حافظ

ٹپک کے آنکہون سے افشا کرے نہ راز اپنا
کہ خون دل کا ہے بہید پیا خدا حافظ

نگاہِ غیر کا ہے خوف چشمِ بد ہو دور
عذارِ یار ہے لبس پر ضیا خدا حافظ

دل اپنا پسکے برگِ حنا مین رکہا ہے
وہ ملتے ہین کہ نہین اب حنا خدا حافظ

جنون مین دیکہئے کیا کیا مصیبت آتی ہے
ابہی تو چاک گریبان ہوا خدا حافظ

سدا زبان زدِ عابد ہے ذکرِ اللہ ہو
اوسی کو ورد ہے اپنا کیا خدا حافظ

رات دن کرتا ہے رندون کو ملامت واعظ
تونے پی بہی ہے کبہی بہر خدا کہہ تو سہی
کوچۂ یار سے رکہتا ہون قدم کب باہر
مے گلگون سے خدا نے ہے ترا منہہ مارا

جنکو ہے انکو ہے میخوارون کی عظمت واعظ
خود بخود کرتا ہے یاے کی مذمت واعظ
رہے تجہکو ہی مبارک تری جنت واعظ
پائی ہے تونے عجب طرح کی قسمت واعظ

عابدؔ مست ہون مشرب ہے مرا رندانہ
تو نہ کر بہر خدا مجہکو نصیحت واعظ

کہتے ہو آدمی کی طبیعت مین ہو لحاظ
کیا لطف آے عاشق مضطر کو وصل مین
جو جو گنہہ کیے ہین شفاعت پہ آپ کی
ایسا نہ ہو کہ دل ہی مچلجاے ناصحا

کس بات کا بتاؤ تو الفت مین ہو لحاظ
جب اسطرح کا تیری طبیعت مین ہو لحاظ
اس بات کا حضور قیامت مین ہو لحاظ
کچھہ جی بہلنے کا ہی نصیحت مین ہو لحاظ

عابدؔ برا جو کہتے ہین مجہکو برا کہین
توہین وطعن وطنز وشکایت مین ہو لحاظ

مجہکو معلوم ہے سب تیری حقیقت واعظ
خود تو کرتا نہین لوگون کو سکہاتا ہے عمل
بات بے وقت کہا کرتا ہے جاہل کیطرح

کیا سناتا ہے مجہے روز نصیحت واعظ
خاک تاثیر کرے تیری نصیحت واعظ
اب ہی تجہسے نہ گئی بوے جہالت واعظ

ورنہ تیری نہ سنینگے نہ سنینگے ہرگز
کس لیے روز اُٹھاتا ہے ندامت واعظ

مخمس از علی

حاجت پند و نصیحت نہین کچھ اسکے لیے
واہ سے مرعوب ہے عابد کہ عبادت واعظ

[illegible]

سینہ بھیجو تیر نگہ ہو جیو نہ سے دل ہوا محفوظ
بسیر حسن تو اپنے کو رکھیو محفوظ
کہ جیسے رکھتا ہے کشتی کو ناخدا محفوظ
کمند زلف سے رہ یار کی دلا محفوظ
بلائے آفت جان ہے رکھے خدا محفوظ

کہون مین کیا کہ قاتل سے دل لگا اپنا
ہے اسکو تو جگر و دل ہی دیدیا اپنا
جز اُسکے کون ہے یان شوق جانتا اپنا
جو اُسنے تیغ کو کھینچا تو سر جھکا اپنا
کہ مرگ ہجر کی آفت سے ہو گیا محفوظ

ہین اگرچہ طالب دیدار یار ہم سارے
جو وقت صبح وہان و بر ہوے سارے
کھڑے ہین رستے تھے بام آ کے بیچارے
نگاہ تیر سے بسمل بہت گرے مارے
کوئی تمھارے سنان سے نہین ہا محفوظ

چلایا تو نے جو چورنگ اے بت پرفن
ہے سرخ ہو گئی ساری زمین رنگ چمن
تو زخمیون سے ہوا دشت تختہ گلشن
جو قتل گاہ مین آے ہو کھینچ لو دامن
ہمارے خون سے تمھاری رہے قبا محفوظ

جو عشق شیرین یکایک تہا کوہکن کو ہوا
وصال تو نہوا اُس کا سر ہی پہوٹ گیا

نہین خلاف ہے اے عابد انکا یہ کہنا
بتُون کا عشق تو ضامن ہے ناگہانی بلا

کہ اُن کے جور سے ہم کو رکہے خدا محفوظ

ردیفِ عین مہملہ

کیا جو بزم مین دیپک کا اُسنے راگ شروع
ہوئی بہڑکنی دلِ عاشقان سے آگ شروع

یہ جعدِ زلفِ بتان کس طرح سے دل چہوڑین
کہ ڈسنا کرتے ہین اک ناگن اور دوناگ شروع

نئی جوانی مین صلِّ علی احجاب ہے کیا
کہ تیرے دلکو کسی دل سے ہو جو لاگ شروع

جمی ہے محفلِ عیش و نشاط اے مطرب
اب آدہی رات ہے تو کیجیے بہاگ شروع

کسی کا صبحِ شبِ وصل یہ مقولہ تہا
کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہے بوے خُلقِ حسن فیضِ ناصر اے عابد
مثالِ عطرِ جہانگیری وسُہاگ شروع

ہوتا ہے نشۂ شراب طلوع
شرق سے جون ہو آفتاب طلوع

یون ہے زُلفون مین عارضِ روشن
جیسے ہو شب کو ماہتاب طلوع

رُخ ہے تیرا نقاب مین کہ ہوا
مہر در پردۂ سحاب طلوع

ہجر کی ایسی بیقراری ہے
کیون ہو آنکہون مین شب کو خواب طلوع

داغ سے دل ہے ایسا جیسے ہو
خور گہن سے باضطراب طلوع

دور کر رخ سے اپنے برقع کو
مہر کب ہوگا در حجاب طلوع

فیضِ ناصر ہین ملا عابد
جب ہوا نشۂ شباب طلوع

صبح کی ہے شام کی ہے اطلاع
آپ کے ہر کام کی ہے اطلاع

قادر و قہار ہے غفار ہے
تیرے ہر اک نام کی ہے اطلاع

صبح ترا حال ہے مجھپر کھلا
ہوتی ہر اک شام کی ہے اطلاع

اے دلِ نادان تو محبت نہ کر
تجکو نہ اِس دام کی ہے اطلاع

آپ تو عابد سے ہین واقف بہت
بد کی ہے بدنام کی ہے اطلاع

آپ کی خاطر ہین مہمان مجتمع
دل مین حسرت اور ارمان مجتمع

کعبۂ دل ہوگیا ہے کوہِ قاف
ہین ہزارون اس مین پریان مجتمع

یون ہی دل مین گر رہے خط کا خیال
چند دن مین ہوگا دیوان مجتمع

مشربِ رندانہ جب سے ہوگیا
ہوتی ہے اِک بزم رندان مجتمع

اُسکا غصہ اور انداز و ادا
قتل کے میرے ہین سامان مجتمع

خاص خاصہ کے لئے اجناس ہین | یہ دل وجان دونون بریان مجتمع

گریہ عابد پہ ہنستے آپ ہین
اک جگہ ہین برق و باران مجتمع

جب سے ہوا دکن مین اہل زبان کا مجمع | ہونے لگا یہان ہی ہندوستان کا مجمع
تیرے خیال مین ہم ہین ہر جگہ اکیلے | کہتے ہین ہٹیر کس کو کیسا کہان کا مجمع
مظلوم تیرے جس دن چلائینگے ستمگر | ہوجائیگا فلک پر آہ و فغان کا مجمع
ابرو کے اور مژہ کے یاد آتے ہین اشارے | ہوتا ہے میرے دل مین تیر وسنان کا مجمع

ملک دکن مین عابد استاد داغ آئے
بس ہوگیا دکن مین اہل زبان کا مجمع

خمسہ بر اہلکار | خسرو

سرور نشہ ہو ہوتے ہی فصل راگ شروع | ہو رنگ رلیان گذرنے سے فصل پھاگ شروع
نمود ہوگیا جوبن کا رخ پہ بہاگ شروع | کیا جو بزم مین دیپک کا اُسنے راگ شروع

ہوئی بھڑکنی دل عاشقان سے آگ شروع

تو وہ حسین ہے ترے آگے آفتاب ہے کیا | پیا جو پانی لگے پوچھنے شراب ہے کیا
طلب ہے بوسہ کی ہم کو کہو جواب ہے کیا | نئی جوانی مین صلِ علی حجاب ہے کیا

کہ دلکو تیرے کسی دل سے ہو چلا لاگ شروع

نہ مالدار و سبے رکھہ ارتباط اے مُطرب
نہین ہے حرص و طمع کو نقاط اے مُطرب
حضور آ تو بصد انبساط اے مُطرب
جمی ہے محفلِ عیش و نشاط اے مُطرب

اب آدہی رات ہے تو کیجئے بہاگ شروع

بہٹکتا نجد مین تو قیس جون بگولا تہا
لگا ہوا سر فرہاد پر بسولا تہا
مین اُسکا عیش و کرم رات کا نہ بہولا تہا
کسی کا صُبحِ شبِ وصل یہ مقولا تہا

کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہوے ہین رازِ خفی تجہپہ ظاہر اے عابد
تو اپنا آپ ہی بہتا ہے ناظر اے عابد
نہ بہول دل سے مضامین شاعر اے عابد
ہے بوے خُلقِ حسن فیض ناصر اے عابد

مثالِ عطرِ جہانگیری و سہاگ شروع

ردیفِ غینِ معجمہ

داغ سینہ کا ہے میرے اُسکی محفل کا چراغ
کیا اندہیری رات کام آیا سلے دل کا چراغ
بام پر ہو کر بر آمد داغِ دل دیکہو مرا
ہے نظر آتا بلندی پر سے منزل کا چراغ
گذری مدت آج تک نوشیروان کا وصف ہے
اسکم روشن ہے جہان مین شاہِ عادل کا چراغ
خوف ہے آہون کی آندہی کا مجہے ہیتا سدا
گل نہو جاے سہادا ماہِ کامل کا چراغ
ذاتِ حاتم سے قبیلے کا نامی ہو گیا
حشر تک روشن رہیگا مردِ باذل کا چراغ

ہو گا روشن تر چراغِ مہر و مہ سے دیکھنا
مشتعل ہر ایک داغِ سینہ و دل کا چراغ

فیضِ ناصر سے دلِ عابد ہے روشن تر سدا
گل نہین ہوتا کبھی آندہی سے مقبل کا چراغ

غیروںسے کب ملیگا مجھے یار کا سراغ
پوچھونگا اپنے دل سے ہی دلدار کا سراغ

لاغر تمہارے عشق نے ایسا بنا دیا
ملتا نہین کسی کو تنِ زار کا سراغ

پھرتا ہون راہِ عشق مین مین ڈہونڈہتا مگر
منصور گر ملے تو ملے دار کا سراغ

برسون سے خاک چھانتا پھرتا ہون کو بکو
ملتا نہین مجھے درِ دلدار کا سراغ

عابد تم اس کی زلف مین دیکھو تو غور سے
ملتا ہے کچھ یہان دلِ بیمار کا سراغ

دیکھو تو داغ دل کہ ہے کیا خوشنما چراغ
پاتا ہون اپنے سینہ مین جلتا ہوا چراغ

شعلے نکلتے ہین دلِ مضطر سے ہجر مین
مین دیکھتا ہون جب کہین جلتا ہوا چراغ

وہ آتے آتے رہ گئے یان دم نکل گیا
افسوس شام ہی سے مرا گل ہوا چراغ

کافی ہے داغِ دل ہی مرا قبر مین مجھے
رکھتے ہین میری قبر پہ کیون آشنا چراغ

دیکھے تو کوئی چیر کے داغون سے ہجر کے
روشن ہین میرے سینہ مین بے انتہا چراغ

تعبیر ہے یہی کہ جلائیگا دل کوئی
مجھکو کوئی خواب مین کل دیکھا چراغ

سوزِ تپِ فراق سے عابد شبِ فراق
روشن ہوئے ہین گھر مین مرے جا بجا چراغ

اُستادِ زمان تھے حضرتِ داغ — مشہورِ جہان تھے حضرتِ داغ
اردو پہ بہت ہے اُنکا احسان — بانیٔ زبان تھے حضرتِ داغ
ہوتے تھے مشاعرون کے چرچے — جب تک کہ یہان تھے حضرتِ داغ
ذی الحجہ کی تھی جو دسوین تاریخ — دنیا سے روان تھے حضرتِ داغ

عشرہ ہوئی عید سب کو عابد
فیّاضِ جہان تھے حضرتِ داغ

قطعہ تہنیّتِ تولدِ شاہزادۂ ملبند اقبال مدظلہ العالی

دید کے قابل ہے سارے جان نثارون کی خوشی — سُن لیا روشن ہوا ہے اور ایک اچھّا چراغ
عرض ہے عابد کی درگاہِ خدا مین اٰمین — تا ابد قائم رہے شاہِ دکن تیرا چراغ

چون گل کجا شگفتہ شود دل بسیرِ باغ — نظّارۂ گلم بکند سینہ داغ داغ
از نکہتِ نسیم بخاطر کجا فراغ — چون گرد بادِ دشت نوردم بکوہ و راغ
عنقا بجستجوست نیابد مرا سراغ

بالائے لامکان گذرے گرد آہِ ما — بر چرخ رفت نالۂ ہم دستگاہِ ما

از فکرِ دستِ خود بسرِ خود کلاہ ہا ‏— آب سرشک کر دگل و لا براہ ہا

از گریہ ہاے خویش نماندہ ہراز فارغ

یک عالم است خرم و خوشحال جا بجا ‏— دارند تپشمش و خورش و سیر و طیر ہا

پرسد اگر کسے کہ ترا این الم چرا ‏— گویم جواب او کہ حسین ابنِ مرتضیٰ

نورِ نبی در انجمنِ دینِ حق چراغ

اثناے راہ گشتہ چو مہمانِ کربلا ‏— زد خیمہ ہاے خود بہ بیابانِ کربلا

فوجے و رود کرد بمیدانِ کربلا ‏— بر ساحلِ فرات نگہبانِ کربلا

مدہوشِ بغض و بادہ نخوت بلب ایاغ

بودند شمر و سعد کہ سرِ لشکرِ یزید ‏— تنہا میانِ راہ کہ شبیر را بدید

اے عابد او تو دستم بر ستم مزید ‏— ابنِ علی بخویش و رفیقان شدہ شہید

شد ہوا دباغِ دہر لبشد مسکنِ کلاغ

ردیف فا

جلوۂ نورِ خدا ہے ہر طرف ‏— دیکھہ اے نادان تکلف بر طرف

کون خاطر داری مفلس کرے ‏— ہے ہر اک کی طبع اہلِ زر طرف

آشنا کوئی نظر آتا نہین ‏— پھر رہا ہون ڈھونڈہتا ہر ہر طرف

از پسِ دیوار آ گھر مین مرے
روز و شب رہتا ہون از بس زار زار

ہین رقیبون کی نگاہین در طرف
دیکھہ لینا میری چشمِ تر طرف

دو دلی انسان ہو تم اے صنم
اِک طرف گا ہے گہے دیگر طرف

حافظ و ناصر ہین عابد وہ ترے
دہیان رکہنا شافعِ محشر طرف

پڑتی ہے آنکھہ جب ترے رخسار کیطرف
مین دیکھتا نہین کبھی گلزار کی طرف

سجدہ کیا جو کعبہ کی جانب کبھو ہمدمو
منہہ پہر گیا مرا درِ دلدار کی طرف

روزِ جزا یقین ہے مرے لکواے کریم
رحمت تری رہیگی گنہگار کی طرف

دن رات سبحہ رکہتا ہے گو شیخ ہاتہ مین
رغبت ہے دل کی رشتۂ زنار کی طرف

کعبہ سے خالی آیا ہوا وہ یہ مین ذلیل
جا کر پہرا جو احمدِ مختار کی طرف

عابد تمہارے سینہ کے جو داغ دیکھہ لے
تاحشر منہہ کرے نہ وہ گلزار کی طرف

جوشِ وحشت کہہ رہا ہے چل بیابان کیطرف
دلکی حسرت ہے کہ جاؤن کوے جانان کیطرف

آنکھہ اُس عارض کی شیدا دل اسیرِ زلفِ یار
ایک کافر کی طرف ہے اِک مسلمان کیطرف

پہر بہار آئی ہوئی پہر مجھکو وحشت ہمدمو
لیچلا ہے پہر جنون کوہ و بیابان کی طرف

کیا دعاے وصل کیجے ہے جنون اس حد پہ اب
ہاتھ اُٹھتا ہے تو جاتا ہے گریبان کیطرف

آجکل عابد مجھے صحرا نوردی کا شوق ہے
لیچلے احباب میرے مجکو زندان کیطرف

کہو منہہ پہ اسے مہربان صاف صاف
نہین ہے تمہارا بیان صاف صاف

تڑپتے ہین بسمل وہان نامہ بر
یہ ہے اُسکے گہر کا نشان صاف صاف

مرا رازِ دل سُنکے کہتے ہین وہ
سنائی ہے کیا داستان صاف صاف

کہا ہے جو اُسنے وہ کہہ نامہ بر
تو رکتا ہے کیون کر بیان صاف صاف

خدایا بچا اسکے فتنون سے تو
رہے مجہسے یہ آسمان صاف صاف

طالب اُس سے بوسہ تو عابد نہ کر
سُناتا ہے وہ جانِ جان صاف صاف

رُتبہ ترا ہے سب سے سوا اے شہِ نجف ؑ
تعریف کیا ہو تیری ادا اے شہِ نجف ؑ

آسان کیون نہونگی غلامون کی مشکلین
مشکلکشا ہے نام ترا اے شہِ نجف ؑ

اے شاہ تو ہے قوّتِ بازوے مصطفٰےؐ
ثانی ہے تیرا کون بھلا اے شہِ نجف ؑ

کس طرح آپ سے درِ خیبر نہ ٹوٹتا
شیرِ خدا ہین شیرِ خدا اے شہِ نجف ؑ

دنیا ہے تیرے فیض سے اے شاہ بحر و بر
عابد پہ اک نظر ہو ذرا اے شہِ نجف ؑ

مخمس [illegible]

شاہِ مردان افتخارِ انس و جان شاہِ نجف — ناخدائے کشتیٔ دین بیگمان شاہِ نجف
رونق افزائے گلستانِ جہان شاہِ نجف — مظہرِ خالق مکینِ لامکان شاہِ نجف
بادشاہِ کشورِ ہر دو جہان شاہِ نجف

منشیٔ ہر چار دفتر نائبِ خیر البشرؐ — کارفرمائے قضا و حاکمِ ملکِ قدر
شاہِ مردان شیرِ یزدان فاتحِ جنگِ بدر — ساقیٔ کوثر شہِ دین شافعِ یوم الحشر
آسمانِ دینِ نبیؐ خورشید شان شاہِ نجف

زورقِ دریائے وحدت بحرِ موّاجِ سخا — جنبشِ ذرّاتِ عالم تابعِ مہرِ عطا
سایۂ فرقِ دو عالم مصطفےٰؐ و مرتضےٰؑ — مصطفےٰ آرونق فزائے محفلِ کل انبیا
صورتِ شمعِ ولایت درمیان شاہِ نجف

دستِ یزدان صاحبِ کرّو بیاں حضرت علی — مثلِ تن کل ممکنات و شکلِ جان حضرت علی
نورِ حق شاہِ زمین و آسمان حضرت علی — برتر از عقل و قیاسِ عاقلان حضرت علی
گہ عیان شاہِ نجف گاہی نہان شاہِ نجف

سینۂ حرارتِ مصفّا گوہرِ شہوار شان — چون تجلّی مرتضیٰ ہر لحظہ اُسکے درمیان
رنگ و بو عابد وہ بیشک ہے بگلزارِ جنان — ناخدائے کشتیٔ دریائے عرفان بیگمان
ذاتِ ختم المرسلینؐ و بادبان شاہِ نجف

ردیفِ قاف

کیا کہون آہ داستانِ فراق
لا بیان ہے مرا بیانِ فراق

داغہاے دل و جگر دیکھو
یہ شگفتہ ہے بوستانِ فراق

سیر تہا نعمتِ وصال سے دل
اندنون مین ہے میہمانِ فراق

اِس کا انجام دیکھیے کیا ہو
ہاتہہ مین اُسکے ہے عنانِ فراق

اب کہان موسمِ بہارِ وصال
چمنِ دل مین ہے خزانِ فراق

سمجھے تہے وصل ہی مین گذریگی
کہ نہ تہا ہم کو کچہہ گمانِ فراق

التجا کر خدا سے اے عابد
دُور ہو جاے تا زمانِ فراق

مارے ہین دلپر وہ اُسنے تیرِ عشق
بنگیا گویا کہ یہ نخچیرِ عشق

ہون ازل سے مین اُسی کا شیفتہ
ہے کہچی دل مین مرے تصویرِ عشق

قیس اور فرہاد پر کیا منحصر
پڑ گئی ہے مجہپہ بہی تاثیرِ عشق

جان و دل سے اُسپہ ہو جاؤن نثار
سب سے اچھی ہے یہی تدبیرِ عشق

جہوٹ ہی وہ کیون نہ ہواے ہمدمو
دل سے بہاتی ہے مجھے تقریرِ عشق

ہے یہ تیرے وحشیِ خستہ کا حال
سر مین چکر پاؤن مین زنجیرِ عشق

خاکِ پا اُس کی ملی عابد مجھے
تھی جو قسمت مین مرے اکسیرِ عشق

جو زمانہ مین ترا ہے عاشق
ماسوا سے نہین مجکو مطلب
کب ترے عشق کے قابل ہے کوئی
وہ ترے حُسن کا رتبہ پہنچا

ایسے عاشق کا خدا ہے عاشق
پیر اللہ سدا ہے عاشق
آپ تو اپنا ہوا ہے عاشق
مرا معشوق ترا ہے عاشق

عابدِ خستہ جگر کی ہو خبر
سنتے ہین اب وہ ہوا ہے عاشق

مین وصف لکھون آپکا کیا حضرتِ صدیقؓ
تصدیق کی معراج کے احوال کی جس دن
مقبول ہوئین تیرے وسیلے سے عامین
تو پہلا خلیفہ ہے برابر ہے یہ ترتیب

ہے رتبہ سوا آپکا یا حضرتِ صدیقؓ
نام آپکا مشہور ہوا حضرتِ صدیقؓ
جب نام ترا مین نے لیا حضرتِ صدیقؓ
گمرہ ہے جو کہتا ہے برا حضرتِ صدیقؓ

خورشید اگر تو ہے تو عابد ترا ذرہ
تو شاہ وہ درویش ترا حضرتِ صدیقؓ

قطعہ

تو عابدی سے کام نہ رکھ ناصرِ مطلق
الا مین نہین بحث جو کچھ ہے تو ہے لاہین
زیبا ہے ترے واسطے معبودی برحق
اس بھید سے واقف نہین ہر جاہل و احمق

بحر ہزج اخرب

طاؤس ہے جون ابر گہربار کا عاشق
نوکر کو ہے لازم رہے سرکار کا عاشق
اور فاختہ شمشادِ چمن زار کا عاشق
بلبل ہے چمن مین گل و گلزار کا عاشق
جو گل ہے وہ تیرے گلِ رخسار کا عاشق

دلدادہ ہے ہر کوئی زر و نقرہ و مس کا
وہ چاہتا ہے اقبال کو اقبال ہے جسکا
گر پاس نہین زر تو بتا کون ہے کس کا
اے وائے بر ان عاشقِ نادار کہ جس کا
معشوق ہو اور درہم و دینار کا عاشق

بے تصفیہ گر سمجھو تو کیا ہے مرے دلمین
رشتہ کو محبت کے جگہ ہے مرے دلمین
دلدار مرا آکے بسا ہے مرے دلمین
مانندِ حرم بسکہ صفا ہے مرے دلمین
تسبیح کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق

فہم و خرد و ہوش اگر ہو تو سنبھلنا
حاسد ترا گر دو بدو ہو جائے تو ٹلنا
ہان عشق کا جنگل ہے پر از خار نہ چلنا
بچکر رہ میخانہ سے اے شیخ نکلنا
ہر رند ہے وان جبہ و دستار کا عاشق

عابد نے تو بازارِ محبت کو ہے دیکھا
زنہار نہ وان پایا چلن نقد دلی کا

اُسنے دُرِ شہوار کو اشکو نکے نہ پوچھا | کیا قدر رکھے نقد دل اُس شخص کی سودا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

ردیفِ کافِ عربی

نمونہ تم خدائی کا ہو بیشک | مین بندہ ہون تمہارا تو بیشک
مظاہر اپنے ظاہر کردئیے ہو | نہ ہو تم تو خدائی کیون ہو بیشک
ہے اُمیدِ وفا تم سے میری جان | جو کہو یا خود کو پایا تم کو بیشک
فقط کہنے کو مین تو عُرف ٹھہرا | غلط کی مین کی معنی تو جو بیشک
تمہین دکھلا کے مین پوچھون خدا سے | یہ اچھے یا کہ تم اب بولو بیشک
تمہاری بیوفائی میری اُلفت | رکھو کانٹے مین انکو تو لو بیشک
دریچہ اپنا تم کیون رکھتے ہو بند | نہین جائیگا عاشق کہو لو بیشک
خطا کارِ دوامِ بندگان ہے | سدا عادت ہے تیری عفو بیشک
مجھے فرمان یہ ہوتا ہے کیا خوب | جو تم ہو چاہتے وہ لیلو بیشک
مرا دل دیکھہ کر ارشاد ہو جاے | یہ بہتر جنس مول اب لیلو بیشک

ہے زندہ عابد بے جان یہ تم سے
مسیحا تم ہی آکر دیکھو بیشک

غیر کے ہمرہ سیرِ چمن کو جانے لگے وہ ٹھمک ٹھمک
خوف سے میرے آنیکے ہر سو دیکھہ رہے ہین چمک چمک

آج خدا ہی جانے عاشق کتنے بے سر ہوتے ہین
جانے لگی ہے میانسے تلوار اُسکی از خود سلک سلک

جبکہ عذارِ یار عرق آلود مجھے یاد آنے لگا
سلک گہر کیطرحسے آنسو چشم سے نکلے ڈہلک ڈہلک

بُلبلین در ہنگامِ خزان نالان ہین بیادِ آتشِ گل
نکلی وقتِ نالہ زنی منقار سے آتش بھڑک بھڑک

فیضِ کلامِ ناصر سے عابد ہے مشرّف ایسا ہوا
خُلقِ حسن سے اُسکے ہی بوئے عطر ہے آتی مہک مہک

سخن آتا نہین لب سے زبان تک
مری پہونچی ہے اب حالت یہانتک

شکایت کیا کرون تم سے عدو کی
گلہ رہجاتا ہے آکر زبان تک

ارادہ ہے کہ اب چلاّ کے رُوون
کرون ضبط فغان آخر کہان تک

بس اب کیا عذر ہے ملنے مین ہم سے
لیا تمنے ہمارا امتحان تک

کچھہ ایسے روٹھہ کر واپس چلے وہ
انہین لایا تو تہا اپنے مکان تک

بجز تیرے نہین آنکھون مین میری
نظر تو ہی پڑا دیکھا جہان تک

اب آگے میری قسمت ہے خدایا
مین پہونچا تو ہون اُسکے آستان تک

ہوا کیون کر پھر افشا حال میرا
نہین میرا ہے کوئی رازدان تک

شبِ فرقت جو کرتا ہون مین آہین
پہنچ جاتی ہین اکثر آسمان تک

خدا کے فضل سے فنِ سخن مین
ہمارا نام ہے ہندوستان تک

پڑا رہتا ہے عابد مست و بیخود
کیا بیخود ترے جلوے نے یان تک

مری جائیگی شاید روح وان تک
گذر قاصد کا کب ہو لامکان تک

کرون توصیف مین تیری کہان تک
مرے منہہ مین نہین ہے اب زبان تک

کئے سجدے ہزارون ہر قدم پر
مین یون پہنچا ہون اُسکے آستان تک

کہون کیا حال مین سوزِ جگر کا
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

نہو مسجد مین بیٹھے سُست عابد
چلو ہم سے چلتے ہین پیرِ مُغان تک

زور پر ہے یون جواب طوفانِ اشک
کیا ڈبائیگا جہان بارانِ اشک

رحم کب آتا ہے اُس بیرحم کو
ہے عبث یارب جو ہون نازانِ اشک

یاد مین دندان کی جب رہ تا ہون مین
ہوتے ہین پیدا دُرِ غلطانِ اشک

جان عاشق کی چلی روتے نہین
کب نکالو گے کہو ارمانِ اشک

عابد اب رونے سے میکر دیکھنا
ہوگیا ہے جا بجا بارانِ اشک

دل میں آجاتا ہے ارمان اک نہ اک
گھر میں رہجاتا ہے مہمان اک نہ اک

ہر گھڑی آتا ہے تیرے دام میں
اے بت کافر مسلمان اک نہ اک

تم سے شکوہ ہم جو کر سکتے نہیں
یاد آجاتا ہے احسان اک نہ اک

ہر گھڑی ہے زلف و کاکل کا خیال
دل کو کرتا ہے پریشان اک نہ اک

گر یہی حالت رہی عابد تو پھر
جان لیگا روز ہجران اک نہ اک

قطعہ

شہزادی ہوئی یہہ آپکو اے شاہ مبارک
ہو تہنیت عرض ہوا خواہ مبارک

ہے آرزو شہزادہ بھی آقا کو ہو جلدی
معروضہ عابد کرے اللہ مبارک

قطعۂ تاریخ وصال حضرت محمد شاہ صاحب قلندر

چون محمد صاحب صاحب کمال
زین جہان گردید پنہان زیر خاک

کلک عابد سال رحلت زد رقم
رفت سوے جنت الماوا ے پاک
۱۲ ۲ ۱۳ ہجری

(مخمس غزل اعلٰی حضرت)

زیبندہ ہے تجھکو تاج لولاک
اور رحمت حق بجسم پوشاک

حُب ازلی میں بس طربناک
اے آئینہ جمال ادراک

مشتاق لقاے تو دل پاک

اِک آن مین کرکے گرم جستی
جا پہنچا عروج پر زپستی
کر رُوحِ قدس پہ صید دستی
بر توسنِ چرخ چون نشستی

بستی مہ و مہر را بفتراک

موسے بعطاے فیضِ احمدؐ
فرعون کی ٹوٹی نخوتِ بد
تو عالمِ جان مین ہے سرآمد
عیسےٰؑ کہ دمِ محبّتت زد

بنشست چو خود بہ تختِ افلاک

تو شاہ سوارِ مرکبِ چُست
جس کے آگے پرِ ملک سُست
پاتے ہین قلوبِ باصفا شُست
آنی کہ بجاہِ زمزمِ تُست

روشن گرِ دل چو چشمِ چالاک

عابد کے ہین جرم سترِ وہم جہر
بخشاؤ بصد عنایت و مہر
نورانی بحق جبہ و چہر
چون دیدۂ چرخ روشن از مہر

روشن ز تو گشت سینہ افلاک

ردیفِ کافِ فارسی

جانتے ہرگز نہین تجھکو یہان کے عام لوگ
مُبتلا ہین کاروبارِ دہر مین یہ خام لوگ
پائیجاتی ہے کہان بُوے وفا اُن مین ذرا
صاحبون سے بیوفائی کرتے ہین خدّام لوگ

رکھدئے ہتیار ابرو کے اشارے پر ترے
یان سپاہی اور وہ جو تھے صاحب صمصام لوگ

کر کے آئے وعدۂ قالوا بلیٰ اسکے پہ
کیون ادا کرتے نہین ہین سب اپنا دام لوگ

ساتھ مجھ دیوانہ کے اطفال ہی تھا ہنین
جمع از بہر تماشا ہین لب سقف و بام لوگ

گرچہ ظاہر نام ہے اس ملک کا ہندوستان
لیک یان بستے ہین لاکھون صاحب اسلام لوگ

کیون نہ اے عابد ہم اس کا شکر لائین بجا
پا رہے ہین جسکے عہد خاص مین آرام لوگ

قطعۂ تاریخ سرفرازی خطاب

سن کے یہ حال خوش ہوئے احباب
اڑھ گیا حاسدون کے چہریکا رنگ

تم سے عابد جو شہ نے فرمایا
یوہی لو خطاب صولت جنگ
۱۳۰۸ھ

قطعہ

دیکھو عابد سمجھ لو اسکے ڈھنگ
دین و دنیا کے سب بھرے ہین رنگ

صرف پڑھنا نہین سمجھ بھی لو
کلیات کلام صولت جنگ

ردیف لام

چھپ نہین سکتا کسی صورت ہمارا درد دل
کب نہان کہنے سے کرتا ہے کنارا درد دل

جب پرستش کا بتون کی دل مین آتا ہے خیال
دمبدم ہوتا ہے افزون تر ہمارا درد دل

قصدِ کعبہ دل مین تہا کیا جانے پہر کیا ہوگیا
لیچلا بتخانے کی جانب قضا اد رِدل

دلسے دلکو راہ ہے باور نہین ہوتا مجہے
وہ تو کہتے ہین غلط ہے یہ تمہارا ادرِدل

فیض بخشی جنابِ ناصر از خلقِ حسن
پالیا عابد نے جب پایہ پیارا ادرِدل

مین سن لیتا ہون تیری بارہا دل
کبہی تو مان لے میرا کہا دل

نہ یون پہرِ خدا میرا جلا دل
نہ یون میرا تو مٹی مین ملا دل

یہ وحشی چال تیری کیون بنی ہے
بتجہے کیا ہوگیا کیا ہوگیا دل

دیا تہا صرف مین نے دیکہنے کو
سمجہکر مفت اُسنے رکہہ لیا دل

نہین خواہش مرے دلمین ہے باقی
تمہارا سامرا کیا اب ہوا دل

ترے رُخ کے تصور نے جلادی
مجلّے ہے بغیر از مصقلا دل

امامت ہے تری تسلیم ہم کو
کیا جاتا ہے اب تو اقتدا دل

ہزارون حسرتین اس مین بہری ہین
بنا ہے آجکل وحشت سرا دل

لگا لایا اُسے باتون مین یان تک
کیا کیا کام تونے مرحبا دل

خدا کے دیکہنے کا ہے ارادہ
جو یون اب کر رہا ہے ولولا دل

ہوا جب روبرو ناصر کے عابد
باخلاقِ حسن پایا خدا دل

بہت ہم نے پی ہے شراب اول اول
یہ حالت تہی اپنی خراب اول اول

وہ چہپتے ہین پردے مین اسرار کیا ہے
نہ تہا اُنکے منہہ پر نقاب اول اول

انہین کے ہین دل اب بخیلونسے بدتر
جو کرتے تہے کارِ ثواب اول اول

وہ اب مجہسے کرتے ہین اُلفت کی باتین
جو کرتے تہے مجہپر عتاب اول اول

گو آخر مین تشریف فرما ہوے ہین
ہین سب سے رسالتمآب اول اول

کہان ہین اب عابد وہ اگلی سی باتین
کہ تہے لطف جو جو جناب اول اول

بہولونگا مین نہ وصل کی وہ راتکا خیال
آٹون پہر ہے اُسکی ملاقات کا خیال

جسپر نظر پڑی وہی آیا نگاہ مین
ہر وضع سے ہے پیش نظر ذات کا خیال

وعدہ وفا ہو وعدہ خلافی کبہی نہ ہو
خود غور سے تو کیجئے اُس بات کا خیال

توبہ توکی ہے مے سے مگر پہر بہی راتدن
باقی ہے دل مین پیرِ خرابات کا خیال

کرتے ہین جان کر ہمین ناصح نصیحتین
بدلا نہین ہے قبلۂ حاجات کا خیال

شکوے عدو ہزار کرین فکر کچہہ نہین
عابد کو بس ہے اُن کی عنایات کا خیال

رکہدیا کس نے تری زُلفِ گرہ گیر مین گل
پہول نکلا ہے مگر حلقۂ زنجیر مین گل

یون ہوا وار ہوئی موجِ نسیم اُس گل سے — جھولنے پہلنے لگے گلشنِ کشمیر مین گل

داغ چیچک کے نمایان ہین ترا بروسے — یا لہو وار ہین سفاک کی شمشیر مین گل

گالیان دیتا ہے تو مجھکو مزا ملتا ہے — واہ کیا گرتے ہین منہ سے تری تقریر مین گل

عابد اب دیکھ چمن کا ہیکو تجھکو جز داغ
زیب دیتے نہین ہرگز تری تحریر مین گل

تا بکوے او بیارد دردِ دل — شغل زینسان می گذارد دردِ دل

چند باشی محوِ دہرِ بے ثبات — رازِ حق در دل گذارد دردِ دل

باعثِ اظہارِ آدم شد قوی — تا سحابِ عشق بارد دردِ دل

در ورق گردانیٔ الفت کتاب — زاہدا بارے بدارد دردِ دل

چون کنم من قصدِ کعبہ عابدا
در مدینہ شہر آرد دردِ دل

قطعہ

خداوندِ مجازی را بہ اقبال — خداوندِ حقیقی دارد خوش حال

فزود اعزازِ ما را او درین ماہ — بافزا عزت او را بہر سال

روے صفحہ پہ ہین خندان میری تحریر کے پہول — گلِ فردوس سے افزون ہین یہ توقیر کے پہول

رکہتے عشاق ہین آنکہون پہ یہ تاثیر کے پہول
آج گلشن مین ہین کس عاشق دلگیر کے پہول

غمزدہ ہین جو گریبان کو سدا چیر کے پہول

کہینچتا ہے تری فرقت مین سدا جام سبو
پہول کے ہار سے ہین زخم حمایل بگلو
جو زیارت کے لیے آئے کہے اللہ ہو
حاجت گل نہین مرقد پہ کہپہ اُسکے گلرو

تن پہ ہین زخم ترے کشتۂ شمشیر کے پہول

تختۂ گل ہین یقین داغ ہمارے دلکے
ہو شبہہ اس مین کسی کو تو وہ دیکہے مل کے
جون گل سرخ ہوے قطرہ خون بسمل کے
پہرتے ہین وانہ فتراک مین اُس قاتل کے

آج یکدم ہین یہان خون سے نخچیر کے پہول

عشق پیچی سے بصد پیچ ہے افزون ہال
گل رخسار سے ہے لالہ خودرو کو ملال
چشم کو دیکہکے بیمار ہے نرگس فی الحال
یون ہے اُس غنچہ دہان کا دل حیرانکو خیال

آگے رکہدے کوئی جون بلبل تصویر کے پہول

عشق کے باغ مین چلتی ہے ہوا صرصر
زعفران زار تالم دل عاشق یکسر
زلف تر ہے رخ عابد سے تو پکراج مگر
چمن خلد جنہین دیکہہ کے ہو سر ظفر

ہے ترے باغ مین وہ گلشن کشمیر کے پہول

جب سے دامن پہ ترے دیکہا ہے زرتار کے پہول
گر گئے میری نظر سے سبہی گلزار کے پہول

زرد رو دیکھتے ہی ہوگئے کچنار کے پھول
ایسے تحقیق ہوئے ہین ہی آو شرر بار کے پھول

سرخرو سامنے جسکے نہین گلنار کے پھول

تیغ سے ہی ہے فزون تر یہ تری ترچھی نگہ
عشق مین ایسا ہون گریان ہین ترے شام و پگہ
مرغ بسمل سا تڑپتا ہے مرا دل واللہ
پھول جھڑتے ہین مری چشم سے آنسو کی جگہ

یاد آتے ہین مجھے جبکہ ترے ہار کے پھول

راتدن بہتے ہین اشک آنکھ سے مثل جیحون
راہ مین نقش کف پا کو جو تیرے دیکھون
حال اظہار بھلا روبرو کس کے یہ کرون
اسکو تعویذ بنا سر مین نہ کیون باندہ رکھون

گر ملین تیرے مجھے طرۂ دستار کے پھول

داغ کہاںیگا تجھے دیکھ کے لالہ دل پر
کیون نہ بل کھائے بھلا دیکھئے اس گل کی کمر
سرو کو دون ترے قامت سے شباہت کیونکر
پھول سے بھی ہے مزاج اسکا بہت نازکتر

پھینکیو مت طرف اس غیرت گلزار کے پھول

ہوا سرسبز ترے آنے سے ایسا گلزار
قمریان کوکتی ہین سرو پہ عابد الکار
جابجا نہرین روان ہوگئین گلشن مین ہزار
بلبلین پھولین نہ کیون آج خوشی سے تنہیا

خوب پھولے ہین چمن مین سبھی اشجار کے پھول

ردیف میم

رکھتے ہین ربطِ عشق جو اُس دلربا سے ہم
فانی ہی ہوگئے تو ہم ہین بقا سے ہم

ہونا جو تھا وہ ہوگیا روزِ ازل تمام
کیا فائدہ جو پند کی پائین صدا سے ہم

راضی تو ہو چکے ہین رضا پر تری رضا
ناراض گرچہ ہین یہ ہین راضی رضا سے ہم

ہوتا نہین شنیدہ کبھی دیدہ کے مثال
نظروں مین ہین کہیکے تبکو کہین گے خدا سے ہم

عابد ہین تو غم نہین گر نامہ بر نہین
پیغام اپنا بھیجینگے بادِ صبا سے ہم

کیون بند جو آنکھین سو گئے ہم
بس اپنے مین آپ کھو گئے ہم

ہے اپنی جو نفی شکلِ اثبات
اثبات سے نفی ہوگئے ہم

پائین گے ثمر بھی اُس کا بیشک
جس تخم کو آج بو گئے ہم

برِبام نہ وہ ہوا برآمد
کل کوچہ مین اُسکے جو گئے ہم

عابد ناصح سے بہرِ ارشاد
کر سینہ کو شست و شو گئے ہم

دل و جان سے ترے قربان ہین ہم
بخدا بندۂ فرمان ہیں ہم

بندۂ بُت بدل و جان ہین ہم
کافرِ عشق مسلمان ہین ہم

یار ہے نورِ نظر آگے
صورتِ آئینہ حیران ہین ہم

صبح انجم کیطرح ہونگے نہان — رات کی رات کے مہمان ہین ہم
درد دل اپنا بیان کرتے ہین — گو کہ ظاہر مین غزلخوان ہین ہم
جسم گل خوردہ سراپا ہوگا — صورت سرو چراغان ہین ہم
ہے یہ شمشیر ادا کا اعجاز — دہن زخم سے خندان ہین ہم
دل مین ہے یاد خط رخ کی ترے — اندنون حافظ قرآن ہین ہم

فیض ارشاد جو ناصر کا ہوا
عابد اب صاحب عرفان ہین ہم

امید کیا وفا کی رکہین بیوفا سے ہم — دنیا مین جی رہے ہین تو خوف و رجا سے ہم
دم بندگی کا بہرہی رہے ہین وفا سے ہم — کب پہر گئے ہین وعدۂ قالوا بلیٰ سے ہم
پامال ہو جو سبزۂ روے زمین سبہی — آنکہین ملینگے اپنی خط دلربا سے ہم
ممکن نہین ہے چہوٹنا زنجیر عشق سے — ہرچند چہوٹین حلقۂ زلف دوتا سے ہم
کہلتی نہین ہے دلکی کلی تو کسی طرح — گو لاکہہ ربط رکہتے ہین باد صبا سے ہم
فرہاد و قیس شعلہ نمط اُٹھ کہڑے ہین ابہی — کہنچین کبہی جو آہ غم مہ لقا سے ہم
اے دل گداز ہو تو زر قلب کی طرح — پہونکین گے تجہکو آتش آہ رسا سے ہم
اُڑ جاے اپنی خاک وہانپر تو کیا عجب — ہمزاد و ہمسفر ہوے خاک و ہوا سے ہم

دل آئینہ ہوا تو ہوا خاک کیا حصول
سرگشتۂ ازل ہین تو مانندِ آسمان

برگشتہ ہاتھوں ہاتھ ہوئے ہین صفا سے ہم
بیٹھینگے سر جھکائے ابد تک رضا سے ہم

ظلمات ہو جہان سہی اے عابد آن مین
دین گر نظیر راہ کو روئے صفا سے ہم

خدایا یہی تجھ سے پوچھا کرین ہم
دوئی جب نہین ہے تو پھر کیا قباحت

ترے گھر مین ہر بُت کی پوجا کرین ہم
صنم اور خدا کو جو اک جا کرین ہم

نہین ہے جو موقع کوئی گفتگو کا
مرے ہاتھ سے دستِ نازک ملا کر

خموشی ہی مین تجھکو دیکھا کرین ہم
لگے کہنے عاشق سے پنجا کرین ہم

خفا ہو کے عابد کہین کچھ کا کچھ وہ
اسی کو خوشی اپنی سمجھا کرین ہم

عاشق ہین تیرے مشتاقِ گلشن تو نہین ہم
کیون اتنی صفائی پہ کدورت ہے ہوا کیا

ہین دوست ترے دوست کے دشمن تو نہین ہم
دل صاف کہو ہم سے کہ بدظن تو نہین ہم

بوسہ ہی جو لینگے تو رضا سے تری لینگے
ذرے ہین تجھی سے ترے مشرق تا غرب

کچھ چور نہین سارق و رہزن تو نہین ہم
ہمدم ہین ترے ذرّۂ روزن تو نہین ہم

خاکی ہے بشر اسلیئے ہین خاک کے مانند
کیون تیری سختی کرین آہن تو نہین ہم

ملنا جو ہو بُت کو تو ملے کعبۂ دل مین
کاشی مین نہ بلوا ے برہمن تو نہین ہم

بہاتی نہین دکہنی کو ادا اے بُتِ انگلنڈ
اے صاحبو کچہہ ساکن لنڈن تو نہین ہم

سو موتی کی درخواست جو وہ کرتے ہین ہمسے
لے آئین کہان سے کہو معدن تو نہین ہم

عابد سے یہان پوچہتے ہین حال کیرین
یہہ بات نئی ہے تہِ مدفن تو نہین ہم

ترے گہر سے کبہی نہ جائین ہم
مسکن اپنا یہین بنائین ہم

اب یہ ٹہانی ہے زہر کہائین ہم
رنج کب تک ترا اُٹہائین ہم

تہا جو کچہہ نذر کر دیا تیری
دوسرا دل کہان سے لائین ہم

دل مُضطر کو چین آجا ئے
آ ترے منہہ سے منہہ ملائین ہم

پوچہتے ہین وہ کس پہ مرتے ہین
ہم کو حیرت ہے کیا بتائین ہم

یون وہ جہنجلا کے وصل مین بولے
پہر نہ ایسون کو منہہ لگائین ہم

جی مین ہے ان بُتون کی اُلفت مین
دل کو ہندوستان بنائین ہم

غیر سے وان مزے اڑاؤ تم
اور یہان اپنا جی جلائین ہم

ہنسکے عابد سے یون وہ کہتے ہین
آ تجہے آج آزمائین ہم

ہجر مین اُس بُت کے کیا روتے ہین ہم
ہاتہہ اپنی جان سے دہوتے ہین ہم

خُلد کے ملنے مین ہے پہر کیا کلام
حضرت آدمؑ کے جب پوتے ہین ہم

وان اجل سر پہ ہمارے آ گئی
اور ابہی غفلت مین یان سوتے ہین ہم

پہر وہین سر پہ شب ہجر آ گئی
اور ابہی یان اُٹھہ کے منہہ دہوتے ہین ہم

اُس کے ابرو دیکہکر روتے نہین
تیغ کو جلاد کی دہوتے ہین ہم

وان اُنہین پروا نہین ہوتی ذرا
اور ذلیل و خوار یان ہوتے ہین ہم

عاشقون کے ساتہہ ہنستے ہین مُدام
عابد دن مین بیٹہکر روتے ہین ہم

جب عشق مین تیرے مر گئے ہم
دنیا ہی سے بس گذر گئے ہم

شکل آئی نظر تمہاری اُسمین
جب آئینہ دل کو کر گئے ہم

آتا ہے ترا خیال بہی ساتہہ
دوڑے دوڑے جدہر گئے ہم

کعبہ کو چلے تہے دیر پہنچے
جاتے تہے کدہر کدہر گئے ہم

جب وصل ہوا کسی کا عابد
خوش ایسے ہوے کہ مر گئے ہم

کوئی اور دیکہا نہ تم سا صنم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ تم سے پھرے ہیں نہ پھر جائیں ہم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
مری زندگی ہے فقط تیرا دم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
مقدر تو میرا ہے تیرا قلم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
ہے طاقِ حرم تیرے ابرو کا خم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
برابر ہے **آصف** کے دارا نہ جم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

کرینگے نہ اب بات عابد سے ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

تجھی سے ہیں آباد دیر و حرم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
گلی ہے تری رشکِ باغِ ارم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
نگہبان ہیں میرے شاہِ اُمم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
تجھے دیکھکر ہوے سب رنج و غم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
کیا کرتے ہو تم ستم پر ستم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
نہ دنیا کا غم ہے نہ عقبیٰ کا غم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
خدا کے کرم سے ہے شہ کا کرم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم
نہ سمجھا ہے عابد حدوث و قدم — خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

ہوئی ہے آج کسی کی خبر ہمین معلوم
ہمارے دل مین ہے جسکا گذر ہمین معلوم

پتا چلیگا کہان عرش پر تو کچھہ بہی نہین
مکان دلین ہے کسکا گذر ہمین معلوم

چڑھے نہ دار پہ منصور کیطرح یہ بہی
بلند ہوتا ہے کچھہ اپنا سر ہمین معلوم

جہان مین تخمِ عمل آج ہم جو بوتے ہین
بنینگے حشر مین کل وہ ثمر ہمین معلوم

نام تاریخی قصیدہ

کسی کے عارضِ تابان کا عکس ہے عابد
نہین ہین چرخ پہ شمس و قمر ہمین معلوم

[illegible]

تصدق بر جمالِ غوثِ اعظمؓ
فدایم بر کمالِ غوثِ اعظمؓ

قدم بر گردنِ جملہ ولی زد
زہے جاہ و جلالِ غوثِ اعظمؓ

بصیدِ مرغِ جانہا دانہ و دام
بباشد زلف و خالِ غوثِ اعظمؓ

چو رخسارِ مبارک ہست خورشید
بود ابرو ہلالِ غوثِ اعظمؓ

بزرگانِ جہان سادات و سردار
ہمہ اولاد و آلِ غوثِ اعظمؓ

بحال و قالِ پیغمبر مطابق
سراسر حال و قالِ غوثِ اعظمؓ

بدرگاہِ الٰہی در تقرب
ندارد کس مثالِ غوثِ اعظمؓ

ربیع الثانی ز انز دیافت تکریم
کہ شد ماہِ وصالِ غوثِ اعظمؓ

بکن سیراب این تشنہ دہان را
الٰہی از زلالِ غوثِ اعظمؓ

بدست آید کنم کحل الجواهر
دلا اندر جہان خُلقِ عظیم ست
الٰہی سیر محبوبِ علیخان
بماند از شر و بد ہر محفوظ

ق

اگر خاکِ نعالِ غوثِ اعظمؓ
ہمہ واللہ خصالِ غوثِ اعظمؓ
غلامِ خرد سالِ غوثِ اعظمؓ
با فضالِ کمالِ غوثِ اعظمؓ

زصدقِ دل بعالم ہست عابدؔ
عبودیت سگالِ غوثِ اعظمؓ

خود بفرما ناصحا در باندارِ کیستم
در گلستانِ جہان دارند گل صد رنگ و بو
جستجوے یار کردم خویشتن را یافتم
واعظا ہر بار گوئی رازقِ خود را شناس
اضطرابِ دل چو سیماب و نمی باشد قرار
در حقیقت صورتِ برگ خزانم زرد رو

تو نہ بشناسی مرا گُل تا ندارِ کیستم
ہمچو خار اُفتادہ من در کوہسارِ کیستم
شکلِ خود پیشِ منست آئینہ دارِ کیستم
این نمی فہمی کہ من خود رزق خوارِ کیستم
اختیارم نیست من در اختیارِ کیستم
گل نیم تو خود بگو دلدار خارِ کیستم

عابدا ہر وقت حقگوئی کنی منصور وار
ناصرا نصرت بدہ من رازدارِ کیستم

من بدل محوِ غدارِ کیستم
آئینہ دارِ بہارِ کیستم

بے ہمیدانی مرا اے جامہ زیب
من بجان و دل نثارِ کیستم

من ترا دلدارِ خود دانستہ ام
تو نمیدانی کہ یارِ کیستم

ہمرہِ بادِ صبا وقتِ سحر
بوے گل آسا غبارِ کیستم

صورتِ نقشِ قدم در کوے عشق
خاک گشتم خاکسارِ کیستم

خواب و آرامم ز دل بیرون شدہ
روز و شب در انتظارِ کیستم

ذرہ نبود بدستم اختیار
پس بگو در اختیارِ کیستم

حق شناسم محوِ حقگوئی شدم
ہمچو منصور م بدارِ کیستم

جامِ مے مینوشم اندر بزمِ عشق
ساقیا گو [illegible] نارِ کیستم

مرغِ دل گوید ز زلف و کاکلش
من نمیدانم شکارِ کیستم

در تحیر ہست عابد مثلِ عکس
امتیازم نے بکارِ کیستم

گو نہ پنداری چنین لایق منم
لیک بہرِ وصلِ تو شایق منم

با مریضان گوید آن رشکِ مسیح
در طبیبانِ جہان حاذق منم

صبحدم از غیب می آید ندا
جملہ را روزی رسان رازق منم

در گلم روزِ ازل پیوست عشق
جملہ معشوق اند و یک عاشق منم

حضرت [illegible]	چون نباشم عابد من پیش رو در گروہ سالکان فایق منم	مخمس بر غزل

صبح بر بارگہِ عشق گذارے دارم
نوش کردم چو مے عشق خمارے دارم
تا بہ گلگشتِ چمن صحبتِ یارے دارم
من ازان لالہ کہ یک داغ چہ کارے دارم
در دلِ خویش بصد رنگ بہارے دارم

منزل و مرحلہ عشق کو ہون کرتا طے
جلوہ آنکھون مین پھرا اک بتِ میخوار کا ہے
بادہ عشق تو اب پی رہا ہون پے در پے
نشنوم پند تو ہرگز نکنم توبہ ز مے
زہدا و ربغل امروز نگارے دارم

نرگسی چشم کا تیری ہے تصور ہر دم
مثلِ آہو کیا دشتِ ختن و چین مین ہے رم
کیون صبا لاتی ہے غنچے خوشبوئے گلہائے ارم
نکہتِ زلفِ تو بیچد بمشامِ جانم
چون بدل آرزوے مشکِ تتارے دارم

کشورِ عشق مین رہتا ہون سنو حال ذرا
نورِ حسن اسکا مرے دیدۂ دل مین ہے بھرا
گلِ شگفتہ و ریحان سے ہے گلے لال ہرا
خواہشِ سیر و تماشاے چمن نیست مرا
در نظر جلوۂ آن لالہ عذارے دارم

قیس و فرہاد مین رہتے تھے مرے آگے نادم
کون ہے مدرسۂ عشق مین ایسا عالم

عشق کے دیکھے سے ہین سراپا سالم | خلش سینۂ افگار چہ پرسی ظالم

در دل از جنبش مژگان تو خارے دارم

نوش کرتے ہین مے عشق بجام زرکش | اور سدا ہاتہہ مین ہے عشق کے تیر و ترکش

پہلوان عشق کے میدان مین ہو نہین سرکش | ناصحا چند نصیحت بکنی دم درکش

ہمچو آئینہ بدل از تو غبارے دارم

نجد مین چشم سے مجنون کی تہا جاری چشمہ | گہیرے رہتے تہے اُسے آہوے صحرا اُسجا

آہ عابد سے تو ہوگا نہ کبہی شر ایسا | ترسم از خرمن ہستی دو عالم ورنہ

مخمس بر غزل

ہمچو شاعر بدل خویش شرارے دارم

کوچہ سے ترے یار نکلنے کے نہین ہم | پہر دوسرے میدان مین چلنے کے نہین ہم

سر دینے کا اقرار بدلنے کے نہین ہم | مرجائین گے پر بات سے ٹلنے کے نہین ہم

عشاق کی دہمکی سے دہلنے کے نہین ہم

معشوق نے افسوس کیا ہم سے کنارا | ہے گلشن رخسار کا غیرون کو نظارا

محفل مین تری اب جو نہین اپنا گذارا | خوش خلق رہے گل سے وہ لاغر ہین خدارا

جون خار ترے آنکہون مین سلنے کے نہین ہم

ہے ضعف بہت ہم کو توانائی کہان ہے | نالے کی چہڑی ہاتہہ مین بہی آئی کہان ہے

پوچھا نہ کبھی اپنا وہ شیدائی کہاں ہے ۔ بے مونس و بے یار تمنائی کہاں ہے

جز وصل ترے یار سنبھلنے کے نہین ہم

ہے وحشت نوردی سے پڑے پاؤن مین چھالے ۔ اب وحشت دل نے ہین مرے پاؤن نکالے
اک آگ سی اس سینۂ سوزان مین ہے ڈالے ۔ یاد آتے ہین شیشے و صبوحی کے پیالے

ہے نشۂ عشق ایسا او چھلنے کے نہین ہم

آنکھون مین ہے عابد کے وہ دامن کا جھٹکنا ۔ مژگان سے ہوا سینہ مین برچھی کا کھٹکنا
ہے کانون مین دو موتی کی لڑیون کا لٹکنا ۔ نرگس سا اگر دیکھے نہ آنکھون کا مٹکنا

[illegible] ۔ شہواد کبھی پہولنے پہلنے کے نہین ہم ۔ [illegible]

روتے ہین عالم کو رلاتے ہین ہم ۔ آنکھون سے بس اشک بہاتے ہین ہم
رنگ دوئی دل سے مٹاتے ہین ہم ۔ ڈھونڈھتے ہین اسکو نہ پاتے ہین ہم

ساتھ ہے وہ جان کہین جاتے ہین ہم

پیش نظر جلوے یہ جس جس کے ہین ۔ ہم صفت غنچہ و نرگس کے ہین
کہدین اشارے سے اہی اسکے ہین ۔ دور ہین یا پاس ہین ہم کسکے ہین

بندے اسیکے ہی کہلاتے ہین ہم

دم کے سوا اپنا تو ہمدم نہین ۔ بیخودی کا اپنی وہ عالم نہین

محو ہین عنقا سے تو ہم کم نہین
ہم نہین ہین ہم نہین ہین ہم نہین
دیکھنے کو ہم نظر آتے ہین ہم

یاد ہین اپنی ہے حقیقت کی راہ
دل مین شریعت کی طریقت کی راہ
اپنی تو نظرون مین ہے وحدت کی راہ
چھوڑکے وحدت چلے کثرت کی راہ
اسلئے بس ٹھوکرین کہاتے ہین ہم

بڑھگئی عشاق مین ہے اپنی شان
عشق مین جو دیچکے دل اور جان
پاتے کلیسا مین نہین آن بان
دل مین بتون کی ہے پرستش کا دہیان
قبلہ طرف سر کو جہکاتے ہین ہم

ابروے محبوب وہی کعبہ ہے
کہتی ہے مخلوق سبھی کعبہ ہے
شیخ کا گرچا ہتا جی کعبہ ہے
دل جو ہمارا ہے یہی کعبہ ہے
کعبہ کو بتخانہ بناتے ہین ہم

دیکھکے صورت تری دم سکتے سے
رہگیا سینے مین ہے جم سکتے سے
کیا بڑہے عابد کا قدم سکتے سے
روبرو خاموش ہین ہم سکتے سے
پیچھے بہت باتین بناتے ہین ہم

خمسہ بر غزل — بہضمن

اسکے دیوانہ ہین اور صاحب دیوان ہین ہم
سربسر سود ہین گرجا نو تو نقصان ہین ہم

ہند سے کعبہ کے جانے کو پریشان ہین ہم　　کرتے غرّہ سے جو یہ دعوئے ایمان ہین ہم

کفر یہ ہے اِسے توڑے تو مسلمان ہین ہم

گنتے ہین ہجر کے دن ثالث و رابع خامس　　شجرِ غم کا ہوا عشق سے دل مین غارس

جسم کو اپنے سمجھتے ہین زر و نقرہ و مس　　چشمِ واہم جو ہین اس باغ مین شکلِ نرگس

نہین معلوم کسے دیکھکے حیران ہین ہم

دل سے نزدیک دہرا ہے درِ جانان کا سراغ　　دل کبوتر سا ہے قاصد ہوا یا مثلِ کلاغ

نہ تو ہنگام بہاری نہ تو صرصر زدہ باغ　　نہ تو ہین نکہتِ گل اور نہ ہمدودِ چراغ

پر ہے یہ حال کہ باحالِ پریشان ہین ہم

دلکو رہتی ہے سدا وصل کی اُسکے اُمید　　صاف ہر لختِ جگر ہے گلِ باغِ جاوید

جبکہ خورشید نکل آئے تو ہو صبح پدید　　داغ سینہ کا چھپے کیونکہ بہ رنگِ خورشید

رکھتے مانندِ سحر چاک گریبان ہین ہم

ہے جہان مین تو بہم فصلِ ربیع او خریف　　ہے کہین خلق کرخت اور کہین طبع لطیف

کس طرح ہو سکے عابد کی زبان سے توصیف　　اے ظفر اُسنے تو انسانکو بنایا ہے ضعیف

ضعف نالے کرین کیونکر نہ کہ انسان ہین ہم

دولتِ دنیا و اقبال و حشم دیدینگے ہم　　نوبت و ماہی مراتب او علم دیدینگے ہم

گوہرِ شہوارِ اشکِ چشمِ نم دیدینگے ہم | دل اگر مانگو گے تم کو اے صنم دیدینگے ہم
پر نہ دینا اور کو یہ بھی قسم دیدینگے ہم

عاشقِ نالان کا رہتا ہے عدو ہر اک رقیب | جا پہنچتا ہے جو نالہ آسمانون کے قریب
کہتا ہے تشخیص کر کے عشق کا ہر اک طبیب | زاہدِ بیمغز کو ہو گی نہ کیفیت نصیب
جامِ مے کیا گرچہ اسکو جامِ جم دیدینگے ہم

آبِ وصلت کی بڑی ہے تشنگی کیونکر بجھے | خاک کردیگی کسیکے عشق کی سوزش مجھے
پوچھتا تھا صبح سے تا شام کچھ بھی نا سجھے | یہ ہی تھا تقدیر مین لکھا کہ اے نوخط تجھے
یون دل و جان دین و ایمان بتقلیم دیدینگے ہم

کیا کرین کس سے کہین آکے دل ہماری حسرتین | دور ہین اُس شوخ سے حایل ہماری حسرتین
ہے کمالِ عشق سے کامل ہماری حسرتین | سب نکل جاینگی اے قاتل ہماری حسرتین
جب تڑپکر دم ترے زیرِ قدم دیدینگے ہم

ہے پہنچتا دل ہی لین آجکل پیغامِ دوست | باعثِ آرامِ دل اپنا رہے آرامِ دوست
گرچہ ہے عابد ضروری نقدِ جان انعامِ دوست | کندہ ہے دل کے نگینہ پر ہمارے نامِ دوست
اے ظفر کیونکر کسی کو یہ رقم دیدینگے ہم

مخمس بر غزل

بہرِ صیدے بے تحاشا میروم | می روم با صد تمنا میروم

ہمچو مجنون زار و شیدا میروم | نو بہار آمد بصحرا میروم

از میان شہر رسوا میروم

چون نسیم صبح ہر دم در چمن | سیر گلہا می نمایم در چمن
بلبل خوش نغمہ خوانم در چمن | قمری اقبال مندم در چمن

در رکاب سرو رعنا میروم

پڑ رہی ہے کیا جھڑی اک برس | یار کے ہمراہ مے پیتا ہون بس
کیون دکھاتے ہو مجھے خوف عسس | پاکبازان را نباشد ترس کس

من بہ بزمش آشکارا میروم

کیا کہون ہے یار اپنا مے پرست | اور خواہش سے رکھے ہے گل بدست
مین بھی ہون اُسکی مے الفت سے مست | خلق گوید گل بہ بازار آمد است

میروم بہر تماشا میروم

صاف دل اُسکا ہے مثل سنگ یشم | قاقم و سنجاب کو جانے ہے پشم
عاشقون پر ہے ہمیشہ پُر زخشم | گرد سر گردان مرا آن شوخ چشم

گرد باد آسا چو تنہا میروم

جبکہ مضمون دلی ہوجاے فاش | ہر سخن عابد کا ہوگا دلخراش

گرچہ تھے صیاد ہمہ یار رباش　　وحشئ رم کردہ را کردم تلاش

مثلِ ناصر سربصحرا میرم

ردیفِ نون

یہ ورد زبان پر میری سدا ہے حضرت خواجہ معین الدینؒ
اور مجھکو وظیفہ صبح و مسا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جسوقت زیارت کی حاصل کی عرض وہی جو چاہا دل
تم ہو تو مری حاجت بھی روا ہے حضرت خواجہ معین الدین

کہتی ہے تمہین سب خلق اللہ ہو ہند و دکن کے شاہنشہ
واللہ کہ شاہِ ہر دوسرا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جتنے ہین جہان مین اہلِ چشت ہر ایک کو سمجھین رکنِ بہشت
بخشندہ جملہ فیض و عطا ہے حضرت خواجہ معین الدین

عابد بھی غلام چشتی ہے جو اُسکے گنہ کی کشتی ہے
ساحل پہ اُسے لائے بخدا ہے حضرت خواجہ معین الدین

تو معبود مین عبدِ نابود ہون　　تجھے جان کر مین ہوا بود ہون
تری دولتِ وصل ہے خوب شئے　　نہین چاہتا اس سے افزود ہون

ہے ایجاد یہ میری تیرے لئے
مقرّر ہین موجد کا مقصود ہون

ہین ساتون فلک میرے ساجد دوام
کہ ہر ایک کا سُو و مسجود ہون

ہر اک عبد طالب نہ کیون ہو میرا
کہ عابد ہون اور مجھ معبود ہون

ہم تو کچھہ آپ سے جدید نہین
اپنی درخواست بہی مزید نہین

لطف و اشفاق سے ترے دایم
روسیہ کون روسفید نہین

ہے ظہور اتمہارا ہر شئے مین
ورنہ کچھہ بہی یہان پدید نہین

مجھپہ الطاف کی نظر ہو سدا
تیری قدرت سے کچھہ بعید نہین

رہیو عابد برضیٰ والا
کچھہ تقاضا مرا شدید نہین

کسی کروٹ قرار آتا نہین اس دلکو فرقت مین
دکہا دے تو گلِ راحت خدایا باغِ وصلت مین

نہین اک بدر ہی گہٹنے لگا ہے دیکھکر تجھکو
کہ مہرِ خاوری بہی جل رہا ہے تیری حسرت مین

نہ لیٹے نیند آتی ہے نہ بیٹھے چین پڑتا ہے
لگا کر دل صنم سے پڑ گئے ہم ایک آفت مین

فراغت مین جو ہمدم ہو خوشامد کو نہ کر یار ے
وہی ہے آشنا جو کام آئے درد و محنت مین

تمہارے عاشقِ صادق کا دل کیونکر کہان بہلے
پری ایسی پرستان مین نہ ایسی حور جنت مین

بہر سو باغِ ہستی مین پہرے ہم ایک مدت تک
نہ دیکہا پہول پہل اک سرو مین اک نخلِ الفت مین

دعا عابد کی ہے ہر آن محبوبِ الٰہی سے
ترقی ہو مرے آقا کی ہر دم شان و شوکت مین

بطرفِ نورِ یزدانی محمد شاہِ چشتی ہین
بفیضِ احمدی بانی محمد شاہِ چشتی ہین

جو ہین پیرِ طریقت حضرتِ خواجہ معین الدین
نمونہ باعلو شانی محمد شاہِ چشتی ہین

خلافت سے ہوئی ہے جانشینی اسکو زیبندہ
کہ شہ خاموش کے ثانی محمد شاہِ چشتی ہین

نہ کیونکر طالبون کے دل ہین پروانہ سا قربان
چراغِ بزمِ عرفانی محمد شاہِ چشتی ہین

وہ جلوہ شاہدِ مقصود کا دکہلاتے ہین ہر دم
با نوارِ درخشانی محمد شاہِ چشتی ہین

شرابِ معرفت سے مست طالب ہین انکے
زہے ساقیٔ فیضانی محمد شاہِ چشتی ہین

مثالِ ثابت و سیار محفل طالبون کی ہے
قمر بانورِ نورانی محمد شاہِ چشتی ہین

حقیقت مین حصولِ دیدِ چشمِ دل سے ہے بیشک
خدا بینی خدا دانی محمد شاہِ چشتی ہین

نظر آتا نہین ہے صابری عابد کو اب ایسا
علیمِ فیضِ ربانی محمد شاہِ چشتی ہین

نہین فکر مجہکو یہان وہان تیرا رنگ مجہہ مین جو ہے نہان
نہ سمجہکے کرتے ہین وہ بیان نہ سنون نصیحتِ ناصحان

جسے ڈھونڈھتا ہے سبھی جہان نہین جانتے کہ وہ ہے کہان
میری چشم دل مین ہے وہ عیان اُسے سب سمجھتے ہین عارفان

توئی اولین توئی آخرین توئی آسمان و توئی زمین
توئی قبلِ ما توئی بعدِ ما توئی عرش و کرسی و لامکان

دلِ زار ہوگا پُر از محن ہوا عشق رونقِ انجمن
کہون کیا کہ قلزم موجزن ہوا ایک قطرہ مین ہے وان

یونہین اک زمانہ گیا گذر وہ جدہر تہے ہم ہی رہے اُدہر
نہ کسی کو اُس کی تہی کچہہ خبر نہ سمجہتے ہین اُسے ایدہان

رہے کعبہ مین کبہی دیر مین تہے حجاز و ہند کی سیر مین
رہِ کفر و دین سے وہ غیر مین ہوسکے نہ شیخ و برہمن لا زمان

عجب آئی فصلِ بہار ہے دلِ بلبل اُسپہ نثار ہے
کہ وہ ایک تا بہ ہزار ہے کہ ہے ایک غنچہ مین گلستان

لبِ بام وہ ہوا جلوہ گر نہ وہ مہر ہے نہ وہ ہے قمر
مجہے آئی قدرتِ حق نظر کہ دیا دکہائی وہ تا کہان

تیرا عابد اب ہوا دل صفا کہ ہے فیضِ ناصرِ باخدا
رہا عشقِ احمدِ مصطفےٰ ترے دلمین تہہ سوا راز دان

تو مجھسے ہو گیا پنہاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں
نہیں ہے طاقتِ ہجراں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ہوا ہوں قلزمِ وحدت میں غرق اے واعظِ مشفق
بتا دے تو ہی صحِ ناداں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

مجھے اے ساقیِ مہوش پلا جامِ مئے بے غش
سخن دلکش بہر عنواں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ارادہ نالۂ دل کا ہے تا سدرہ پہنچ جاؤں
نہیں ہیں ساتھ ہمراہاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

پسندِ اہلِ دل یکیک مرے قوال ہیں بیشک
ہیں قہقہے کرتے کیوں نالاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

شگفتہ مثلِ گل ہے دل پہنچکر عشق کی منزل
نہیں ہے مجھکو اب شایاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

تری توصیف ہو کس سے نہیں ممکن ثنا ہووے
ہے شیفتہ یوسفِ کنعاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ترے نازو کرشمہ پر سراسر دل تصدق ہے
مری جاں تجھ پہ ہو قرباں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

بفضلِ ناصر اے عابد تجھے ہے رازِ دل حاصل
نہ کہہ دل میں تو رکھ عرفاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

تم نورِ حق نہاں ہو ہزاروں حجاب میں
مشتاقِ دید کیوں نہ رہے اضطراب میں

وہ مہوش نہایا جو دریا کے آب میں
ہے نور آفتاب کا ہر ہر حباب میں

ہے شیخ کیا یہ مسئلہ تیری کتاب میں
مے نوشیاں حلال نہیں ہیں شباب میں

عکسِ جمالِ یار نہیں ہے شراب میں
چمکا ہے ماہتاب نیا آفتاب میں

تکرار نامہ بر سے ہے کچھ میرے باب میں
تاخیر ہو رہی ہے جو خط کے جواب میں

تھوڑی سی پیکے گھر کا پتہ پوچھنے لگا
زاہد کے ہوش اُڑ گئے چُلّو شراب مین

یارب ہو ربطِ عاشق و معشوق یون بہم
جیسا ہے ارتباط شراب و کباب مین

وہ لالہ رو ہو گالون سے سرخی ٹپکتی ہے
رنگت کہان سے آگئی ایسی شباب مین

عاشق کو اپنے بوسہ بہی دینا ثواب ہے
اقبال کرین آپ ہون داخل ثواب مین

افشاء راز آپ کی اُلفت نے کر دیا
قصہ ہمارا درج ہین کس کتاب مین

کہینچی ہے کس کے زخم کے انگور کی مغان
آتا ہے خونِ دل کا مزا جو شراب مین

دل مین ہو اور خیال مین پر سامنے نہین
کُرسی پہ آکے بیٹہو تو میرے جواب مین

یوسفؑ کا حسن سُنتے ہی معلوم ہو گیا
بڑہکر ہو تم تو اُنسے بہت آب و تاب مین

بیہوشیان پسند ہین نفرت ہے ہوش سے
سوتے ہین ہم تو آتے ہین اکثر وہ خواب مین

رشک و حسد سے پاک خدا نے ہمین کیا
حاسد تمام رہتے ہین کس پیچ و تاب مین

موسم شباب کا تو نہین اِس سے فائدہ
ڈاڑہی جو تو نے شیخ رنگی ہے خضاب مین

اُس بادہ کش کو بادہ کشی کا جو شوق ہے
ساغر ہے آفتاب کا بزمِ شراب مین

مُلکی ہمارا شاہ کرے گا ہمین عطا
نوبت ہماری آیگی اب کے خطاب مین

ہون جرم سارے عفو بحقِ حبیبِ خویش
عابد کی یہ دعا ہے خدا کی جناب مین

کیا کچھ مزے تھے اپنے ہی عہدِ شباب مین
رہتے تھے مست آٹھ پہر ہم شراب مین

تڑپا رہے ہین اور مجھے اضطراب مین
جھلکی سی اک دکھا کے وہ اپنے نقاب مین

در پردہ جان لیتے ہو عاشق کی جانِ جان
اچھی ادا نکالی ہے تم نے حجاب مین

پڑ رہتے ہین نماز جنازے کی بعد قتل
لیکر عذاب ہوتے ہین داخل ثواب مین

ممنون جان و دل سے ہون تیرا مین جذبِ عشق
وہ آپ آگئے مرے خط کے جواب مین

پیشِ نظر ہزارون کتابین رہین مگر
جو وصف تیرے رخ مین ہین کب ہین کتاب مین

عابد عبث ہے ناز تمھین اس کی چاہ پر
فرمائیے تو آپ ہین وان کس حساب مین

کب خوشی ہوگی مجلسِ غم مین
لطفِ جنت کہان جہنم مین

یہ صفت ہوگئی ہے اب ہم مین
مر کے جیتے ہین اپنے ہر دم مین

تعزیت کو مری وہ آئے ہین
کیا خوشی ہو رہی ہے ماتم مین

اس کی مرضی پہ ہوگیا راضی
جو مزہ بیش مین وہی کم مین

کب پسینہ ہے اسکے چہرہ پر
گھر گیا آفتاب شبنم مین

تلخ دشنام نے مجھے مارا
ہے کہان یہ اثر کسی سم مین

قابلِ دید ہے یہ آئینہ
شکل ہے تیری چشم پرنم مین

دل کا ناسور بہہ نہین سکتا
کچھہ اثر اب نہین ہے مرہم مین

عابدون کے لیئے ہو آبِ طہور
غسل دو مجھکو آبِ زمزم مین

مین ہون عابد بہی اور عاشق بہی
ہے یہ مشہور سارے عالم مین

لگا ہے اسلیئے دل عاشقی مین
یہ سر جائیگا اُسکی پیروی مین

یہ طراری یہ شوخی ہے کسی مین
لیا کرتے ہین وہ دل کو ہنسی مین

خدا شاہد ہے اُن سا اور کوئی
نہ دیکھا مین نے اپنی زندگی مین

کہین مطلب کی باتین فاش ہونگی
کہون کیا تم ذرا سوچو توجی مین

بہت دن ہو گیئے چہوڑے ہوئے گہر
ٹہکانہ کر لیا تیری گلی مین

زمانہ مین خوشامد ال کی ہے
نہین کوئی کسیکا مفلسی مین

جو باتین راز کی مخفی ہین عابد
سرِ بازار کہتے ہو خوشی مین

شورِ محشر عشق مین برپا کرون
تو ہی ڈر جائے تو پہر مین کیا کرون

کاشی جاؤن یا حرم جایا کرون
اُسکے ملنے کے لئے کیا کیا کرون

اِس جبین کا یہ مقدر ہو خدا
سنگِ در پر اُسکے سر رگڑا کرون

باغباں کی تو تو ہے ہی نہیں
مثل گل کب تک میں کملایا کروں

وصل میں ہوتا رہے میرا وصال
آپ فرمائیں تو مرجایا کروں

درد دل اپنا ہے اپنے واسطے
چیز یہ ایسی نہیں بانٹا کروں

صبح ہوتے ہی وہیں پہر شام ہے
اس جہان پر کسطرح تکیہ کروں

عاشق صادق ہوں طالب وصل کا
کیا طلب تجھسے میں اک بوسہ کروں

ہے زمانہ کی تگا پو بے حصول
اُسپہ ہی عابد نہ کیوں تکیہ کروں

تذکرہ کچھہ آپ کا اچھا کروں
صورت منصور میں چرچا کروں

دل میں آتا ہے کہ بت پوجا کروں
تیری صورت راتدن دیکھا کروں

ایک خوش ہوگا تو اک ہوگا خفا
کافر و مومن کہو میں کیا کروں

بے سمجھ کے کوئی کام اپنا نہیں
ناصح نافہم کیوں توبہ کروں

حسن آرائی کا اُسکو ہے خیال
اُسکی خاطر دل کو آئینہ کروں

کس کو جنت چاہیئے اور کسکو حور
تو ملے تو اُن کو لیکر کیا کروں

اس محبت پر یہہ دوری کس لئے
تم نہیں آتے تو میں آیا کروں

دل مرا کعبہ بھی ہے اور دیر بھی
ایک میں دو جلوہ میں دیکھا کروں

رند مشرب ہون مجھے کچھہ ڈر نہین
عابد و زاہد کو مین سجدہ کرون

مرے دل مین کرچکا گھر خدا مجھے اب خیالِ بتان نہین
مگر اپنے بت کی کرون صفت مرا منہہ نہین یہ زبان نہین

ملے برہمن مجھے دیر مین ملے شیخ کعبہ مین بھی اگر
کوئی پوچھے مجھسے ترا پتا کہون کیا کہان ہے کہان نہین

جو احد مین میم بڑہا دیا تو حقیقت اُس کی ہو کب جُدا
فقط اتنا پردہ ہے درمیان یہ سمجھہ نہان ہے عیان نہین

مجھے تیرے بھیدون کی ہے خبر کوئی مجھسے پوچھے اگر
وہ کہون پتہ کی ذرا ذرا وہ بتاؤن جس کا گمان نہین

مرے دم کیساتھہ خدائی ہے نہین دم تو بات پرائی ہے
نہ رہون مین جبکہ جہان مین تو جہان نہین یہ جہان نہین

وہی دیر مین وہی کعبہ مین تجھے واعظ اتنی نہین خبر
تو بتا دے تو ہم کو کوئی جگہ کہ جہان خدا کا مکان نہین

یہ عبادت آپکی عابد و کریگا وہ کریم قبول سب
تمھین فکر جسکی ہے رات دن اُسے دیکھلو وہ نہان نہین

اہلِ زبان بہت ہین فصیح اللسان نہین
جو داغ کی زبان ہے ایسی زبان نہین

وہ کونسی جگہ ہے جہان وہ عیان نہین
دیکھو تو میری آنکھ سے اُسکو نہان نہین

جلوے اُسیکے ہین یہ اُسی کا ظہور ہے
واعظ یہ ظاہرا کوئی حسنِ بتان نہین

مجھکو وفا سے کام اطاعت سے مدعا
پروا نہین بلا سے جو وہ مہربان نہین

لیلے وشون سے پوچھئے مجنون کی حالتین
جسکو کہے ہر ایک یہ وہ داستان نہین

سر کاٹکر جو غیر کا وہ بہیجدین مجھے
دنیا مین بڑھکے اس سے کوئی ارمغان نہین

وہ مجھسے پوچھتے ہین مری دلگی کا حال
پھر اور بات کیا ہے جو یہ امتحان نہین

واعظ کو خبط ناصحِ نادان ہے بیوقوف
دونون مین ایک اُسکا نہین رازدان نہین

اُس بُت کے گھر مین دیکھئے کسکی طلب ہے آج
دربان ہین در سے دور کوئی پاسبان نہین

عابد جو کچھ کہے اُسے ہر دم سنا کرو
مانو بھی بات کو نہ کہو میری جان نہین

مین تجھسے نا اُمید ہون ایسا بشر نہین
وہ کونسی جگہ ہے جہان تیرا گھر نہین

مجھپر نظر ہے یار کی تجھپر نظر نہین
واعظ مین مست ہون مجھے اپنی خبر نہین

مطلق کو قید کر دیا نازان ہو عقل پر
اے ناصحو کہو وہ کہان ہے کدھر نہین

ضدی مزاج شوخ طبیعت ہے یار کی
نکلی اگر نہین تو وہ پھر عمر بھر نہین

تو غیرتِ پری نہین بیشک ہے رشکِ حور
دعوٰے ہے جہوٹ سچ ترے بازو مین پر نہین

حاجت جبہی تہی حجرِ بیتابِ وصال ہے
پروا نہین ہے عاشقو گر نامہ بر نہین

انکا دہن ہے تنگ تو غنچہ دہن ہوے
یہ عیب بہی ہوا ہے ہنر جو کمر نہین

طبعِ جہان جہا نہین ہے بیسود بے ثبات
جیسا درختِ سرو کو حاصل ثمر نہین

بے یادِ یار کوئی نفس رایگان نہ کر
اِس دم کا کیا بہروسا دہر ہے ادہر نہین

دہوکا نہ دیجے عطر کو پہچانتا ہون خوب
یہ عطر ہے سہاگ کا عنبر اگر نہین

سمجہا ئین کسکو کون سُنے کس سے ہم کہین
انکو ہماری بات کا مطلق اثر نہین

ناصح جنہین ہو کہنا انہین کہہ دیا کرین
عابد کے باب مین تو نہین اسقدر نہین

اُنہین معلوم کیون ہو نگی جو سرکارون کی باتین ہین
کہان سمجہینگے بازاری یہ درباروں کی باتین ہین

تمہاری ایسی باتین ہین کہ عیّارونکی باتین ہین
ہماری یہ جو باتین ہین خریدارونکی باتین ہین

پیئے ہین خم کے خم سارے ہی ہشیار بیٹہے ہو
ذراسی پی تو لو زاہد یہ ہشیارونکی باتین ہین

مقامِ عشق مین اپنے یہان کیا کام ناصح کا
بہت یہ دور کی باتین خبردارونکی باتین ہین

خبر لے آتے ہین دن رات اپنے یار کی دایم
مرے ہر ایک دم مین صاف ہرکارونکی باتین ہین

تری مجلس ہی واعظ ہو گئی ہے میکدہ سی کچہہ
شرابون کا بیان ہے اور مَیخوارونکی باتین ہین

لیا دلبر نے دل عابد سے پہر کہنے لگا ایسا
یونہی سے لیتے ہین دل تیرا یہ دلداری کی باتین ہین

ہندو کے گہر مین ہین مسلمان کے گہر مین ہین
جلوہ فروزیون وہ ہماری نظر مین ہین

واعظ کی پند عاشقون کے کام کی نہین
حق بات پوچہتے ہین تو وہ میر بر مین ہین

بے پردہ آئیے یہان اغیار کون ہے
مشہور خیر مین ہین تو مستور شر مین ہین

عالم وہی تو لوگ ہین نکتہ ہے جنکو یاد
مصروف یہ تو مدحت دیوار و در مین ہین

دار ہے وصل کہتے ہین دیتے ہین جاہی
پردہ ہے کس سے کسلئے خوف و خطر مین ہین

یہ ابدان خشک تو تحصیل زر مین ہین

ملنے کے ڈہنگ اُنسے شراب نظر مین نہین

منزل کا کچہہ پتہ نہ ٹہکانے کا کچہہ سُراغ
عابد تمام بہٹکے ہوے رہگذر مین ہین

شب وصل کا لُطف پائے ہوئے ہین
اسیواسطے ہم پہر آے ہوے ہین

یہ چل دیکے دربان کو آئے ہوئے ہین
نہ روکو ہمین ہم بُلاے ہوے ہین

رقیبون کی تعلیم سے کچہہ نہ ہوگا
وہ مدت کے اپنے سدہاے ہوے ہین

مجہے اُنکی نظرون سے ثابت ہوا ہے
بغل مین مرا دل دباے ہوے ہین

مسلمان مین مومن ہین ہندو مین ہندو
وہ ماتہے کا قشقہ مٹاے ہوے ہین

نصیحت ہین تو فضیحت ہے ناصح
یہ باتین تیری آزمائے ہوئے ہین

نہین کام اب تیرا قاصد چلا جا
یہان خود وہ تشریف لائے ہوئے ہین

اگر ہو گئی ہے خطا عفو کیجے
کہ لاتقنطوا سُن کے آئے ہوئے ہین

ٹھہرنے نہ پائے وہان جا کے عابد
گلی سے جو اُن کی پھر آئے ہوئے ہین

سُن تو لون منہ سے ذرا اُنکے وہ کیا کہتے ہین
نیک کہتے ہین مجھے یا وہ برا کہتے ہین

رہتی ہے شیخ و برہمن مین یہ تکرار عبث
کسکو بُت جانتے ہین کسکو خدا کہتے ہین

اپنی چاہت کا خطاوار مجھے ٹھہرایا
مہربان خوب کہا اس کو خطا کہتے ہین

اس زمانہ مین نہین جا کے چھپا ہے کس جا
نام باقی ہے فقط جسکو مزہ کہتے ہین

عشق کو ناصح نافہم برا کہتا ہے
لوگ اسواسطے سب اسکو برا کہتے ہین

آپکا گر ہون خطاوار تو پھر دیر ہے کیا
جلد فرمائیے کیا پھر سزا کہتے ہین

آپ ہی وعدہ کرین اور وفا ہی کرین
اس سے بڑھ کر کسے بیداد و جفا کہتے ہین

ہین زمانہ کے عجب طور خدا خیر کرے
ہان دعا کیجئے عابد یہ بجا کہتے ہین

دوست پر جور و ستم آپ یہ کیا کرتے ہین
دشمن اپنے انہین باتون پہ ہنسا کرتے ہین

چال یہ کیسی زمانہ نے ہے سیکھی تم سے
دوست دشمن ہوے سب میرا گلا کرتے ہین

دل چراتے ہین جو میرا اُنہین تم جانتے ہو
نہین معلوم کہان اب وہ رہا کرتے ہین

پہلے ہی مانگنے سے ملگئے بوسے شب وصل
حسن کہتا ہے ترا قرض ادا کرتے ہین

ہمکو آرام سے رکہا ہمین راحت دی ہے
اپنے مالک کی شب و روز دعا کرتے ہین

دوست عابد کے ہوئے ہاتہہ مین لیکر تسبیح
راتدن بیٹھے ہوئے یادِ خدا کرتے ہین

ہم جو مستِ شراب ہوتے ہین
ہائے کیسے خراب ہوتے ہین

دل کے ہاتہون سے کیا کہون یارب
جانپر کیا عذاب ہوتے ہین

آجکل دَور مین ترے ساقی
ہم بہی خانہ خراب ہوتے ہین

ایک حالت نہین زمانے کی
روز یان انقلاب ہوتے ہین

اُن کا زیور یہ وہ خفا ہونا
لڑکے موتی عذاب ہوتے ہین

ٹہر جاے گی وصل کی شاید
اندنون اچہے خواب ہوتے ہین

تو وہ خورشید ہے تیرے پرتو سے
ذرّے بہی آفتاب ہوتے ہین

سچّے عاشق وہ اپنے چُنتے ہین
ہم بہی اب انتخاب ہوتے ہین

تیرے فضل و کرم سے اب ہم کو
دیکہئے کیا خطاب ہوتے ہین

چلکے بیٹھو تو تم وہان عابد
ہم بہی حاضر جناب ہوتے ہین

وہ تو کب امتحان لیتے ہین
مفت عاشق کی جان لیتے ہین

جیسا ہوتا ہے چاہنے والا
دل مین اپنے وہ جان لیتے ہین

مرا دل دیکہکر وہ کہنے لگے
ہمتو ایسا مکان لیتے ہین

پہلے برعکس مجہسے چلتے تہے
اب جو کہتا ہون مان لیتے ہین

نذر کرتا ہون جب مین دل اپنا
ہوکے وہ مہربان لیتے ہین

بارِ عشق اور چرخِ پیر کا منہ
اپنے سر نوجوان لیتے ہین

دل جو لینا ہے آپ لے لیجے
مفت کیون میری جان لیتے ہین

اڑ گئے ہین وہ قول پر عابد
مجہسے میری زبان لیتے ہین

واسطے تیرے مین سوا سربازار تو ہون
دل لگی کی تہی فقط اتنا گنہگار تو ہون

زر نہین پاس تو کیا مجکو تو سمجہا مفلس
جان حاضر ہے مری تیرا خریدار تو ہون

جلوہ موسیٰ کو دکہایا یہ مجہے محروم رکہا
گو نہ مین دیکہہ سکون طالب دیدار تو ہون

آپ مجہسے نہ کرین حضرتِ ناصح حجت
جان دینی نہ پڑے جان سے بیزار تو ہون

لاغری میری نہین میرے لئے کچھ بیکار
بیوفائی جو کرے تو یہ ترا منصب ہے

چشم دشمن مین کھٹکنے کے لئے خار تو ہون
مین نبھاؤن گا بہر طور وفادار تو ہون

کسقدر اُسنے پلائی ہے مجھے اے عابد
اتنی پی کر بھی مین غافل نہین ہشیار تو ہون

تمہارا سامنا ہے اور مین ہون
مقابل آئینہ ہے اور مین ہون

جدہر دیکھون نظر اپنی اُٹھا کر
خدا ہے مصطفٰے ہے اور مین ہون

جہت سے جو مکان سے ہے مبرا
مرے دل مین بسا ہے اور مین ہون

جدہر دیکھا نمایان خود وہی ہے
نظر مین اَینما ہے اور مین ہون

بجُز تیرے کہان کوئی رہیگا
جہان دارِ فنا ہے اور مین ہون

جناب عشق نے نوکر رکھا ہے
نگہبان اب خدا ہے اور مین ہون

عبادت کی ہوس باقی کہان ہے
وہی عابد ہوا ہے اور مین ہون

ہون محو حیرت اپنے مرشد کو کیا کہون
اللہ کہون رسولؐ کہون رہنما کہون

ہے ایک ذر نام و نشان ہین جدا جدا
کسکو کہون رسولؐ مین کسکو خدا کہون

آسان مشکلین مری ہو جائین سب وہین
دل سے اگر مین پنجتن مشکلکشا کہون

یہ گنج فقر ایسا ہوا ہے مجھے نصیب
آئے جو سلطنت بھی تو مین اُسکو چاہون

عابد عبادتون کو تو عالم بھی علم کو
بہولین گے اُسکی یاد مین عابد جو لاکہون

جو بات آپ کرتے ہین وہ روبرو کرین
غائب ہین میرے آپ نہ کچھہ گفتگو کرین

ہم کیا سفارشون سے تری آرزو کرین
تجھسے ہی تیرے وصل کی اب جستجو کرین

کہتا ہون پاؤن پڑکے ادب سے جناب دل
مشہور آپ ہم کو نہ یون کو بکو کرین

خالی نہ پیچ سے ہو ذرا کوئی اپنی بات
توصیفِ زلفِ یار اگر مو بمو کرین

جو آے اپنے پاس کوئی ڈھونڈھتا ہوا
اپنا ہی سا ہم آپ اُسے ہو بہو کرین

عابد ہے اپنے سوزِ ہوا اللہ کا وہ اثر
دنیا اپنی جلائین اگر ہاو ہو کرین

صورتِ مُصطفےٰ معین الدین رح
آلِ شیرِ خدا معین الدین رح

پنجتن کے ہین خاص لختِ جگر
دلبرِ مرتضےٰ معین الدین

ہین یہ اولادِ موسیٰ کاظم ع
دل و جانِ رضا معین الدین

ہند مین ہین یہی غریب نواز
سرورِ اولیا معین الدین

دردمندون کے عیسیٰ ع دوران
دردِ دل کی دوا معین الدین

سب کے دل کی مُراد ملتی ہے
ہین وہ حاجت روا معین الدّین

شش جہت مین جدہر جدہر دیکھو
ہین یہی جابجا معین الدّین

نور ہین مظہر العجائب کے
خاص شمس الضحےٰ معین الدّین

ہین عطاے رسولؐ یہ مشہور
ہین بجود و سخا معین الدّین

عابدِ جان نثار کے ہین بس
پیر مشکلکشا معین الدّینؒ

زمانے مین ہمارے فردِ یکتا شاہِ مسکین ہین
بصارت ہے اگر دیکھو تو ہر جا شاہِ مسکین ہین

قناعت اُنپہ ہے شیدا توکّل اُنسے ہے پیدا
مرقع شکلِ تسلیم و رضا کا شاہِ مسکین ہین

غلط کہتا نہین ہرگز نہین ہے فرق کچہہ اسمین
مریدونکے یہ رہبر اور آقا شاہِ مسکین ہین

صفت اُنکی جو سُننا ہو تو احمدؐ خیر دین سے سُن
خدا کا اور خدائی کا تماشا شاہِ مسکین ہین

صفات و ذات کی تعریف عابدؔ اُنکی تو سُن لے
احد احمدؐ کا ہر اک جا پہ چرچا شاہِ مسکین ہین

بزمِ طرب مین غیر ترا ہمنشین نہین
ہرگز یقین نہین مجھے ہرگز یقین نہین

جب دل ہی آگیا ہے تو پہر کیا کرے کوئی
گو وہ حسین نہین ہے کوئی مہ جبین نہین

قربان مین تو آپکے اُس اعتقاد پر
کہتے ہین اُسکو آپ کہین ہے کہین نہین

رکھدے تو جام ہاتھہ سے ساقی زمین پر
میں خاک سے پیون کہ مرا ہمنشین نہین

تعریف اُن کے خالِ سیہ کی جو مین نے کی
کہنے لگے کہ سمجھا کوئی نکتہ چین نہین

انکار سے تمہارے ہے اقرار کا ثبوت
کہتے ہو میری بات پہ تم جو نہین نہین

اُس شوخ بیوفا پہ جو مرتے ہین عابد آپ
کہیے تو کیا جہان مین کوئی مہ جبین نہین

اندرونِ حرم و بتکدہ و دیر ہے کون
ہر جگہ ہے وہی تو ہے اُسکے سوا غیر ہے کون

جسکو دیکھو وہ تمہارا ہی تو دم بھرتا ہے
تم سے کہتا ہے مرا جان کہو بیر ہے کون

پوچھتا ہون مین تجھی سے مرے خالق یہ بات
کون ہے جانبِ شر اور طرفِ خیر ہے کون

اے کبوتر تجھے قاصد نہ بناؤن کیونکر
تیز پر مثل ترے تو ہی بتا طیر ہے کون

پھول پھولے نہین گلشن مین سماتے عابد
آج کرتا روشِ باغ مین یہ سیر ہے کون

ترے اک اک ادا و ناز کا مین دل سے قائل ہون
یہ تلوارین نہین خنجر نہین ہین پھر ہی بسمل ہون

کہون کیا حال اپنی بیخودی کا تجھہ سے اے قاتل
تری چتون کا گھائل ہون ترے غمزہ کا بسمل ہون

نہ ہوا دنیٰ تو اعلیٰ کی زمانے مین صفت کیون ہو
تری صورت ہے شکلِ گل تو مین بہی صورتِ گل ہون
جو تو خلوت مین تنہا ہے تو مین ہون بزمِ کثرت مین
اگرچہ دُور رہون ظاہر مگر باطن مین واصل ہون

سراپا رند مشرب ہون نہ زاہد ہون نہ مین عابد
مگر تیرے کرم کا لطف کا رحمت کا سائل ہون

ماہِ طیبہ کی تجلّی مہِ کنعان مین نہین
باغِ یثرب کی ہوا روضۂ رضوان مین نہین

الفتِ احمدِ مرسل نہو جب تک دل مین
مرے نزدیک وہ کامل بہی تو ایمان مین نہین

کس کی تنویر سے دونِ رُوے منوّر کی مثال
ماہِ تابان مین نہین مہرِ درخشان مین نہین

کی ہے اللہ نے بہی آپ کی بیحد تعریف
آپ کی مدح لکہون یہ مرے امکان مین نہین

آپ ہین مالکِ کل آپ ہی ہین ختمِ رسلؐ
دستخط آپ کے کیا مہرِ سلیمانؑ مین نہین

یا محمد ہمنِ بے سر و سامان مدد دے
کونسی بات بہلا آپکے سکان مین نہین

یادِ یثرب مین جو آتے ہین امنڈ کر آنسو
کیا شمار اُن کا شمارِ دُرِ غلطان مین نہین

تو ہی اے مرغِ دل اُڑکر مری عرضی پہنچا
حوصلا اسکے لئے مرغِ سلیمان مین نہین

آج دربار مین کیا یاد ہوئی ہے اسکی
عابدِ خستہ مدینے کے بیابان مین نہین

بالیقین وہ میرے دل کا ہے مکین
میرا خالق میرا رب العالمین

ناصر احمد محمد ایک ہے
یہ مضامین جانتے ہین دوربین

میری ملت جانتے ہین پاکباز
میرا مذہب جانتے ہین اہل دین

حق وناحق جاننے کے واسطے
سیکھہ لوجاکر کہین علم الیقین

کس نیا بد حال پختہ ہیچ خام
کیا کرین گے لیکے فردوس برین

لن تنالوا البر حتی تنفقوا
آپنے قرآن مین کیا دیکھا نہین

پیر ہین عابد کے ناصر بالضرور
اوستاد احمد حسین اُسکے یقین

نورِ غوث اور اجمال الدین
خلق کے رہنما جمال الدین

حیدرآباد بن گیا بغداد
جب سے آیا مرا جمال الدین

دین مین کیون نہ ہو کمال اُسکو
جو ترا ہو گیا جمال الدین

مہر نادم ہے ماہ شرمندہ
دیکھہ کر منھہ ترا جمال الدین

تمہین وارو سے درد منداں ہو
جسنے دیکھا کہا جمال الدین

خانۂ دل میں تو ہوا ساکن
تجھسے میں جب ملا جمال الدین

پائی سالک نے تجھسے راہ نجات
سبکے پیرو ترا جمال الدین

دین و دنیا کو آپ سے زینت
نام ہے آپ کا جمال الدین

ان کی توصیف کیا ہو عابد سے
ہم جلیس خدا جمال الدین

آپ کہتے ہین کہ گرمی تپ ہجران مین نہین
مین کہون اتنی طپش آتش سوزان مین نہین

کیون نہو جاے حسینو نکی حکومت دل پر
انکی پروانہ کرون یہ مرے امکان مین نہین

المدد المدد اے آہ و دعاے سحری
رات سے دل ہی مرے سینۂ سوزان مین نہین

رکھے اللہ مرے سوز جگر کو قایم
خوف سردی کا مجھے فصل زمستان مین نہین

چشم گرم اب نہ دکھاؤ نہ دکھاؤ دیکھو
ایک آنسو بھی مرے دیدۂ گریان مین نہین

قیس و فرہاد نے کچھہ مجھ سے لیا ہے حصہ
بات استاد کی ہر طفل دبستان مین نہین

جو صفت تجھہ مین ہے جو وصف ہے مجھہ مین اے گل
گل خندان مین نہین بلبل نالان مین نہین

عاشقون سے نہ کہو نار سقر کا احوال
کیا طپش اس سے سوا آتش ہجران مین نہین

عابد اک اشک ندامت نے کیا ہے کیا کام
ایک بھی جرم مرے دفتر عصیان مین نہین

کوئی وحشت کے سوا خانۂ زندان مین نہین
ڈھونڈ کر لاؤن جو پتھر مرے امکان مین نہین

کتنا بے رتبہ کیا حسن پرستی نے مجھے
ہاے کچھہ قدر مری چشم حسینان مین نہین

بجلیان تھم ہی گئین اشک بھی لو رک ہی گئے
ایک ہی وار مین ابرو نے کیا دل پہ اثر

کوئی اب دوست ہمارا شب ہجران نہین
کاٹ اتنا تو کسی تیغ خراسان نہین

ضبط سے کام لے عابد نہ کر اتنی جلدی
وہ کہینگے کہ ذرا صبر بھی مہمان مین نہین

شش جہت مین وہ ہمین تانتے ہین
ہر جگہ تم کو ہمین مانتے ہین
مانگ کر بوسہ ہوے ہم مجرم
پہلے معلوم نہ تہی راہ اُنہین
عشق کے شہر مین جاتے ہین وہی
سُننے کو سُنتے ہین سب کی لیکن

دل سے اس بات کو ہم مانتے ہین
مانتے جانتے پہچانتے ہین
ہیچین دل کو وہ کیون سانتے ہین
ہم جواب کہتے ہین وہ مانتے ہین
نفخ روح کو جو جانتے ہین
اپنے مطلب ہی کی ہم ٹہانتے ہین

شکل دیدار کی ٹہیری عابد
دار وے وصل کو وہ چہانتے ہین

ہونے لگی ہے میری حکایت کہان کہان
حورون کی آرزو ہے تمنا بہشت کی
لیلےٰ کے عشق نے تجھے دیوانہ کردیا

اے عشق تجھسے ہو گئی شہرت کہان کہان
پہنچی ہے زاہدونکی بھی نیت کہان کہان
مجنون ابھی ہے اب تری شہرت کہان کہان

بزم شراب بزم طرب بزم عیش مین | ظاہر کی تم نے شیخ کرامت کہان کہان

معبد ہزار ون ۔ لاکھون مین معبود ایک ہے
عابد کر گئے آپ عبادت کہان کہان

مرشدِ مرشدان امین الدین | رہبرِ رہبران امین الدین

فیضِ ناصر سے لطفِ احمدؐ سے | نظر آئے یہان امین الدین

نعمتِ خاص ہے عطاے رسولؐ | دلنشینِ جہان امین الدین

مظہرِ ذات کا ہے آئینہ | تیری صورت عیان امین الدین

تنِ مُردہ اِسی سے زندہ ہے | زندہ دل جاودان امین الدین

مری پُرگوئی پر خیال کرو | ہمہ تن ہے زبان امین الدین

ہم کو خواہش نہین کسی شئے کی | تم سے سب ہے یہان امین الدین

تول کر دیکھا ہم نے دنیا کو | سب سے تم ہو گران امین الدین

کیا غرض ہے بہارِ گلشن سے | ہے گلِ بیخزان امین الدین

آخری فیصلہ ہے ناصح کا | مری تیری زبان امین الدین

دیکھنے سے نظر نہین آتا | ظاہرا ہے نہان امین الدین

سقفِ سادہ اسی سے ہے قائم | ہے ستونِ جہان امین الدین

اتنا کافی ہے کہہ دے اے عابد
ساکنِ لامکان امین الدین

آکے ملنا مجھہ سے تو گلزار مین
سیکڑون مین بہی نہین تیرا جواب
ماہِ کنعان مصر ہی مین ہے عزیز
حسرتِ دیدار پہر بہی دل مین ہے
گہر سے کیا نکلا ہے دیوانہ ترا
قیس سے کہدو کہ لیلے اولین ہے

پہول بہی ہے شربتِ دیدار مین
کیا ملے دس بیس مین دو چار مین
تیری خواہش ہے ہر اک بازار مین
رات دن رہتے ہین ہم دربار مین
شور کیا ہے کوچہ و بازار مین
ڈہونڈہتا پہرتا ہے کیون کہسار مین

دیکہہ لو عابد کسی دن چل کے تم
خلد کی ہر شئے ہے کوئے یار مین

پہنکر جامۂ احمد چہپا ہون
نہ پوچہو مجہسے کچہ ملت کی باتین
کلام اللہ کے معنی کو سمجہو
فَذَکِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّکْرٰی اُسنے
مری دانست مین آئی ہے یہ بات

سمجہہ لو کون ہو مین اور کیا ہون
شہنشاہ اسکا ہون سب کا گدا ہون
دل و جان سے مین اسکو پڑہا ہون
سنایا مجہکو مین انسان ہوا ہون
سمجہہ والون کا مین دیدہ بنا ہون

بہت دن کہو گیا تہا اب تو آیا
میں اپنے گہر میں اپنے سے ملا ہون

فنا فی اللہ کا رتبہ ہے مشکل
میں اپنے آپ ہی مین خود فنا ہون

ہون اپنی آنکہہ مین خود ہی نمایان
مری صورت کو مین ہی دیکہتا ہون

ہوئے ہین خوبرو میرے مقابل
حسینون کا مین آئینہ بنا ہون

ہراِک شئے کہتی ہے اپنی زبانسے
کہا منصور ہی نے کیا خدا ہون

ہوا ہون فیضِ ناصر سے مصفا
مین خود اللہ کا گہر بن گیا ہون

امانت دار ہون عابد امین کا
اسی کو ہر گہڑی مین تاکتا ہون

قطعہ

ہم کو احکام شریعت کے بجا لانے ہین
جو خطا کرتے ہین اسمین وہی دیوانے ہین

ہین جو معبود کے عابد تو اطاعت ہے ضرور
غور اسپر جو کیا کرتے ہین فرزانے ہین

قطعہ

سمجھنے والا سخن کا نہین زمانے مین
کہا ہے رازِ الٰہی کو اس بہانے مین

اگر شعور ہے عابد سے نورِ چشم سنو
خزانہ خاک مین ہے خاک ہے خزانے مین

قطعہ

کاشفِ علمِ خفی احمد حسین ہیں مرے سر و بہی احمد حسین

کلکِ عابد سے ہو کیا ان کی ثنا پُر لطف وہی احمد حسین

قطعہ در مدحِ راے مرلیدہر بہادر صدرالمہام صرفخاص

قدر افزائی صدرِ صرف خاص از شہ دکن گشت ظاہر در جہان

بہر مرلیدھر چنان عابد نوشت ہر زمان باشد مبارک عزّ و شان

ہے حبیبِ خدا معین الدین مرجع چشتیا معین الدین

[illegible]

مایۂ اولیا معین الدین مظہرِ کبریا معین الدین

دلبرِ مصطفےٰ معین الدین

فرض ہے جبہہ سائی ہم کو سدا دل و جان سے تو دل ہے صدقے فدا

آپ کی مجہہ سے کیا ثنا ہو ادا ہمسرِ انبیا حبیبِ خدا

ہنچہ مرتضےٰ معین الدین

پائے اقدس پہ جب مرا سر تہا عرشِ اعلی پہ ہو گیا گہر تہا

تو تو بندون مین ظاہر اگر تہا خطِ ہذا حبیب رخ پر تہا

نہ کوئی تم سا ہوا معین الدین

گنہ اُمت کے گر بتاے رسول ہو مخاطب اگر جتاے رسول

عفو کردے گا رب برائے رسولؐ ۔ ہے لقب آپ کا عطائے رسولؐ

کرو مجھپہ عطا معین الدین

فضل و الطاف اور تمہارا کرم ۔ ہے دلِ ریش پر مرے مرہم
کیا لکھون وصفِ خاص لیکے قلم ۔ اسمِ اعظم تمہارا لبس ہر دم

ہے وظیفہ مرا معین الدین

کشورِ ہند کے ہوے حاکم ۔ آپکا فضل مجھپہ ہے لازم
تا نہ ہر بزم مین رہون نادم ۔ مین ہون مشہو آپ کا خادم

ہون برا یا بہلا معین الدین

بہولو محشر مین تم نہین مجھکو ۔ رکھو تم ہو جہان وہین مجھکو
فخر تم سے ملے یہین مجھکو ۔ اپنے در کے سوا کہین مجھکو

در بدر مت پہرا معین الدین

چاہتا جو ہون تجھسے دے مجھکو ۔ اور غلام ہون مین اپنے لے مجھکو
وہم ہوتے ہین کیا برے مجھکو ۔ نفسِ شیطان کے دام سے مجھکو

جلد کیجے رہا معین الدین

عابد اب رہ تو اس برس خاموش ۔ ہو جا اب دیکھہ پیش و پس خاموش

عفوِ عصیان کی کر ہوس خاموش | خوف دل مین نہ رکھہ تو بس خاموش

مخمس بر غزل

ہے وسیلہ ترا معین الدین

بنجائین کہہ رہا تو یہان کا ہ ہی نہین | جسکے جگر ہو رہین وہ ماہی نہین

جز اپنے دل کے کوئی ہی ہمراہ ہی نہین | ہر چند تیرے سمت سوا راہ ہی نہین

تسپر ہی آہ یان کوئی آگاہ ہی نہین

دل اختیار مین جو نہ ہو کوئی کیا کرے | ہر چند بیٹھین گوہر ارشاد سے بھرے

صراف کون پرکے جو یان کہوٹے اور کہرے | وہ مرتبہ ہی اور رہے فہمید کے پرے

ہم جسکو پوجتے ہین وہ اللہ ہی نہین

کاؤس و جم سکندر و افراسیاب سب | پائے تہے ہند و چین و عجم کشور عرب

مصروف تہے بعدل و سیاست وہ روز و شب | ہم ہی فلک سے کرتے کسی چیز کی طلب

ڈہونڈا اپنے دلمین تو کچہہ چاہ ہی نہین

شطرنج دہر مین ہے زد و بُرد ہر زمان | ہوتی ہے شکل مات ہی یکیمت سے عیان

اے دل مین تیرے روبرو کیا کرون بیان | انسان کی ذات سے ہے خدائی کے کہیل یان

بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین

بالا ز آسمان ہے بصد اوج شانِ خلق | ہے خلق تجہہ مین گرچہ ہے تو در میان خلق

تو بادشاہِ خلق ہے بے شبہ بانِ خلق
سو رنگ سے ہین جلوہ نما گو بتانِ خلق

اپنا ترے سوا کوئی دلخواہ ہی نہین

اُسکے سوا کسی کو نہین چاہتا ہے دل
ہر آن اُس کی یاد سے بس ہو گئے خجل

ہے شہپر ہما کا نہ سنبلو ریحہو خطِل
گر کہتے ہو کہ ہے وہی ہادی وہی مُضل

تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

عابد جو یاد آیا کسی کا ہے خال و خط
کیون راہِ عاشقی مین پریشان ہے فقط

آنکھو نسے صاف ہیتے ہین نیل و فرات و شط
اے دوست اسکو آپ مین ڈہونڈھ آئینہ نمط

نمبر ۱ غزل
بیرونِ در تو اپنی قدمگاہ ہی نہین

دلِ ویران کو بسایا تجہے مین جانتا ہون
تجہسا ہمدم ہون جو پایا تجہے مین جانتا ہون

اپنا گہر آپ سجایا تجہے مین جانتا ہون
اپنا محرم جو بنایا تجہے مین جانتا ہون

مجہسے منہ پہر کیون چہپایا تجہے مین جانتا ہون

جب فراموشی سے دیکہا تہا طرف ماہ کبہو
بندہ کہنا نہین لازم ہے تجہے گردِ یکہو

تیرے چہرے کو وہ کیا پہنچے سیہ تہا وہ تو
تو اگر بہولا تو بہولا مرا صاحب مجہکو

مین نہین تجہکو بہلایا تجہے مین جانتا ہون

فہم مین آتا ہے اب زمزمہ قمری کا ہی
گلشنِ دہر مین ہے تو ہی تو اک سروِ سہی

اک زمانہ مین ملا ہتو ہے معشوق توہی
سب زمانہ مین پہرا ڈہونڈہتا محبوب کوئی

نہین تجہسا نظر آیا تجہے مین جانتاہون

بند دروازہ ہے مرے دل کا نہ کہہ جلد تو کہول
اللہ اللہ سے اے یار مرا دل بے ہول
ذہن کامل مین ہمیشہ ہے خدائی کا قول
مل نہ مل مجہسے مری سن یا نہ سن بول نہ بول

دل مین میرے تو سمایا تجہے مین جانتاہون

ناصرا نام ترا ہے مرا ہر جا حافظ
دین و دنیا مین ہے اب توہی بس اپنا حافظ
نیک کے رہتے ہین سب تو ہے بدکو حافظ
بدہون یا نیک ہون مین تیرا تو میرا حافظ

تجہکو پایا خدا پایا تجہے مین جانتاہون

بند ہی کردی زبان میری تمہارے ڈر نے
شعبدے خوب کئے بیٹہکے شیشہ گر نے
بات کوئی نہ سنی آہ دل مضطر نے
کاٹ کی پتلی کو جسطرح سے بازیگر نے

ناچا مین جیسا نچایا تجہے مین جانتاہون

عابدا ہوش اگر ہے تو بجز یار مکوش
کیونکہ لاتا ہے محبت سے تری دریا جوش
شاہ خاموش ہین فرماتے ادہر کر گوش
بات کرنی یہی بہتر ہے تجہے اے خاموش

خمسہ بر غزل — تیرا بندہ ہون خدایا تجہے مین جانتاہون — [illegible]

ہوا ہون پروانہ شمع رو کا جلا رہا دلکو تاب مین ہون
بہ بحر دنیا ہوا ہون گم مانند بنکے قیدی حباب مین ہون
[illegible]

سمجھ لے ناصح کہ ہو بہ اسدم بڑی ندامت کے آب مین ہون

نماز کیسی کہان کا روزہ ابھی مین شغلِ شراب مین ہون

خدا کی یاد ہو گی کس طرح سے بتون کے قہر و عتاب مین ہون

تمام احوالِ عشق اپنا نہین سناتا ہون مین کسی کو

مثالِ خورشید داغِ فرقت نہین دکھاتا ہون مین کسی کو

بسوے میخانہ مثلِ ساقی نہ ساتھہ لاتا ہون مین کسی کو

شراب کا شغل ہو رہا ہے بغل مین پاتا ہون مین کسی کو

مین سو رہا ہون یا جاگتا ہون خیال مین ہون کہ خواب مین ہون

کبھی مسلمان کبھی ہون کافر کبھی ہون فاجر کبھی ہون عابد

کبھی تو مسجد مین ہون مُصلّی کبھی تو ہون بُتکدہ مین ساجد

وہی ہے مقصود میرا ہر جا وہی ہے معبود میرا شاہد

کبھی نمازی کبھی شرابی کبھی مین ہون رند گاہ زاہد

خدا کا ڈر ہے بتون کا کھٹکا الٰہی مین کس عذاب مین ہون

نہ واعظون کا نہ زاہدون کا نہین مجھے خوف ہے کسو کا

ہے اسم یاہو زبان پہ جاری ہمیشہ رکھتا ہون شغل ہُو کا

مُدام کرتا ہے ذکر ساقی شراب اور شیشہ و سُبو کا

نہ چھیڑ اِسوقت مجھکو زاہد نہین یہ موقع ہے گفتگو کا

سوار جاتا ہے وہ شرابی مین حاضر اُسکی رکاب مین ہون

بفیضِ ناصر سمجھ لو عابدؔ یہ رازِ حق ہے سب آشکارا

بہ وردِ نامِ رسولؐ برحق شفیعِ محشرؐ ہے اُن کو سمجھا

حبیبِ حق خاتمِ رسالت وہ میر یثرب ہے شاہِ بطحا

قیامت آنے کا ڈر ہے کیسا ترددّ اور فکر کیا ہے آغا

نمبر غزل | حساب کیا کوئی مجھسے لیگا بتا دو مین کس حساب مین ہون | [illegible]

سارے ہندو ہین مسلمان ترے کوچہ مین
منتظر دید کے مہمان ترے کوچہ مین

جو گدا تھے ہوے سلطان ترے کوچہ مین
فیض بخشی کی ہے کیا شان ترے کوچہ مین

مور بنجائے سلیمان ترے کوچہ مین

کئی عشاق پریشان ترے کوچہ مین
بیٹھے کھوئے ہوا وسان ترے کوچہ مین

رہین کیا تابعِ فرمان ترے کوچہ مین
روح تو رہتی ہے ہر آن ترے کوچہ مین

آئے کیونکر تنِ بیجان ترے کوچہ مین

اُسجگہ ٹھیر ہی سکتا ہون نہ جا سکتا ہون
اشک آنکھون سے نہ ہر بار بہا سکتا ہون

بار فرقت کا نہ یک بار اٹھا سکتا ہون ‌ ‌ ‌ آ نہین سکتا وہان یان نہ بلا سکتا ہون

راتدن رہتا ہے بس دھیان ترے کوچہ مین

قصد مجنون کی ہوی ہوگئی پر خون لیلے ‌ ‌ ‌ قیس کے غم مین سدا رہتی ہے محزون لیلے

قیس خود کہنے لگا آپ ہی مین ہون لیلے ‌ ‌ ‌ کیا عجب ہے جو بنے صورت مجنون لیلے

چیر کر اپنا گریبان ترے کوچہ مین

یاد محبوب مین اب ہے یہ دل زار حزین ‌ ‌ ‌ دنکو کچھہ چین نہین رات کو بھی خواب نہین

حالت عشق کہون کیا کہ سدا ہون غمگین ‌ ‌ ‌ مسکن روح مرا بعد فنا ہوگا وہین

دفن ہویا نہ ہوا اے جان ترے کوچہ مین

واسطے سیر کے نکلے جو کبھی تو باہر ‌ ‌ ‌ گھیرے رہتے ہین سبھی عشاق ہین تجکو رہ پر

گوکہ ہوتا ہے خرامان تو زمین کے اوپر ‌ ‌ ‌ خاک پر نقش کف پا ترا ہووے کیونکر

فرش ہین دیدہ حیران ترے کوچہ مین

پس دیوار ترے ہوتے ہین عالم خاموش ‌ ‌ ‌ ہم ہین گستاخ جو ہوتے نہین یکدم خاموش

کرتا حایل کو ترے عشق کا ہے غم خاموش ‌ ‌ ‌ چھوڑ دروازہ ترا جائین کہان ہم خاموش

جان تو کر دیئے قربان ترے کوچہ مین

مخمس بر غزل

کسی سے مین نہین کچھہ چاہتا ہون ‌ ‌ ‌ سدا اپنی طرف مین دیکھتا ہون

نہ سمجھا کون ہون مین اور کیا ہون — نہ ہنڈہ ہون کسی کا نے خدا ہون

انہین دو کا مگر مین مدعا ہون

نظر مین یہ جہان ہے جیسے سپنا — ہمیشہ عشق کی آتش مین تپنا
مثالِ برق ہے دل کا تڑپنا — ہوا عاشق تو دیکھا حُسن اپنا

مین اپنی شان کا خود آئینہ ہون

وہ حقگو عشق مین برحق ہے سراج — نظر آتا نہین ایسا کوئی آج
کہ اُن کو دار پر حاصل ہے معراج — جہان ڈوبے ہین جا منصور حلّاج

اُسی دریا کا مین بہی آشنا ہون

صفا سینہ ہے کب ہے اُس مین کینہ — ہے بحرِ عشق مین اپنا سفینہ
عجب اپنی خودی کا ہے قرینہ — نہ مرنا یاد ہے مجھکو نہ جینا

نئی سیرت نئی صورت نما ہون

ہوا ہے دل پہ فیضِ عشق جبدم — بزمِ حُسن ہون مین شاد و خرّم
سراپا مین سنبھل سے نہین کم — دو عالم اپنا دیکھے مجھہ مین عالم

کہ مین دونون جہان کا سامنا ہون

ہوے جو رازِ عشقی دل پہ وارد — کھنچی ہے صورتِ معبود واحد

نہ کیون ہون مانی و بہزاد حاسد ‖ ہون اپنی شان کا مین آپ موجد

مین خود نقاش خود خاکہ بنا ہون

کرے چاہا تہا اُس اِس رخ مین سجدہ ‖ کیا ہر آن بے حس رخ مین سجدہ

کیا عابد نے بہی جس رخ مین سجدہ ‖ وطن صاحب کرون کس رخ مین سجدہ

تمنبر ۶ غزل ‖ مرے صاحب کو ہر سُو دیکہتا ہون ‖ بحرے

پاس عشاق کے دل اور جگر کچہہ بہی نہین ‖ حسن والون کو دہن اور کمر کچہہ بہی نہین

باعثِ گریہ بجز گریۂ تر کچہہ بہی نہین ‖ حق ہے ارض و فلک جن و بشر کچہہ بہی نہین

اسکو دیکہو کہ وہ کیا ہے یہ اگر کچہہ بہی نہین

بر فلک انجم و ہم شمس و قمر ہے سب کچہہ ‖ باغِ دنیا مین گل و برگ و شجر ہے سب کچہہ

دیکہون جس سمت اِدہر اور اُدہر ہے سب کچہہ ‖ وان یہ عالم ہے کہ ظاہر نہین پر ہے سب کچہہ

یان یہ صورت ہے کہ موجود ہے پر کچہہ بہی نہین

سخت تر ہے دلِ قاتل تو بہ از آہن و سنگ ‖ اپنے عشاق پہ وہ کرتے ہین جیسے جو رنگ

دیدہ و ہو کے کہڑے رہتے ہین جون آئینہ دنگ ‖ ولنسے چلتے ہین پیاپے جو حوادث کے خدنگ

یان پناہِ زِرہ و خود و سپر کچہہ بہی نہین

خوش مزہ باغِ جنان کے وہ ثمر کا انبار ‖ اور خورشیدِ قیامت کے خطر کا انبار

دیتے ہین شام کا اخبار سحر کا اسبار | واعظِ شہر کہے خلد و سقر کا اخبار
اپنی ہم کو ہی خبر ہے کہ خبر کچھ ہی نہین

شب ہجران کی بیان کیا کرون آفت اے دل | وصل کے روز کا عیش اور وہ عشرت اے دل
ہے دلِ زار کو اب اتنی تو حسرت اے دل | خواب و غش کی سی ہے دنیا کی حقیقت اے دل
دیکھنے کو تو بہت کچھ ہے مگر کچھ ہی نہین

دلِ گم گشتہ کی اپنے تو حقیقت سمجھو | شلِ عابد سبھی احکامِ شریعت سمجھو
معرفت جان لو اور رازِ طریقت سمجھو | وہم سا انکو ہے ضامن یہ غنیمت سمجھو

مخمس بر غزل | واقعی نالہ و گریہ مین اثر کچھ ہی نہین

شیخ کعبہ کا نہ کاسی کے پرستار ہین ہون | عاشقون مین ہون نہ گیسو کے گرفتار ہین ہون
غافلو نہین ہی نہین ہون مین نہ ہشیار ہین ہون | صوفیون مین ہون نہ رند ہین نہ میخوار ہین ہون
اے بتو بندہ خدا کا ہون گنہگار ہین ہون

ہون سدا معشوق ظاہر پرستا شب عشق ہے | جو کہ پابند مجازی ہین انہین کب عشق ہے
نیش زن دلبر مرے مانندِ عقرب عشق ہے | میری ملت ہے محبت میرا مذہب عشق ہے
خواہ ہون مین کافر ہین خواہ دیندار ہین ہون

مجھسا دنیا مین کوئی خوار و زبون ہرگز نہین | خاکسار و غمگسار و خستہ و زار و حزین

گو کہ ہے مسکن مرا بازار الفت کو چن | جو مجہے لینا ہے پہر دل کا پہر دیتا ہے کہین

مین عجب اک جنس ناکارہ خریدا ہین تن

سینۂ بے کینہ میرا صاف ہے جون جام جم | داغ دل پر آہ لب پر آنکہین ہر وقت نم

یاد خال عنبرین او زلف مشکین سے بہم | صفحۂ ہستی پہ مانند نگین ہمشکل قلم

یا سیہ رو یون مین ہون بن یار کے رنگین سخن

حالت اپنے دل کی تو حیرت ہے عابد کیا کہون | ہر کوئی کہتا ہے مجنون دیکہکر میرا جنون

کوئی کہتا ہے مجہے فرہاد کوہ بے ستون | اے ظفر کیا مین بتاؤن تجہکو جو کچہ ہون سو ہون

خمسہ بر غزل | لیکن اپنے فخر دین کے کفش بردارون مین ہون | وارد

نظارۂ ہستی و عدم دیکہ رہا ہون | واللہ کہ مین پیش دم مرگ موا ہون

اثبات سے خود نفی کی تصویر بنا ہون | گر دیکہیے تو مظہر آثار بقا ہون

ور سمجہیے جون عکس مجہے محو فنا ہون

مین جن دنون تنہا ہوگے بخود داخل عالم | کہتے تہے موحد مجہے اکثر دل عالم

ہے مجہسا بہلا کون کہو مقبل عالم | کرتا ہون پس از مرگ بہی حل مشکل عالم

بے جس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

جو پاسے نظر مجہسے عجب اہل نظر ہین | یون کہنے کو عالم مین ہی اب اہل نظر ہین

منکر مری تائید کے کب اہلِ نظر ہین | ممنون مرے فیض کے سب اہلِ نظر ہین

جون نور ہر اک چشم کو دیدار نما ہون

نیسان تو ہے فقر اور گہر سمجھو تو شاہی | خورشید ہے فقر اور قمر سمجھو تو شاہی

یہ نور ہے فقر اور نظر سمجھو تو شاہی | ہے آسترِ فقر اگر سمجھو تو شاہی

سلطان ہے اگر شاہ تو مین ظلِ ہما ہون

ہر داغ ہے سینہ پہ گلِ باغِ طریقت | آہون کا دھوان بادِ بہاری ہے حقیقت

ہے اشک کا قطرہ گہرِ قلزمِ وحدت | ہے مظہرِ انوارِ صفا اپنی کدورت

ہر چند کہ آہن ہون پہ آئینہ بنا ہون

ہوگا دلِ کعبہ مین حجر مثلِ سویدا | شفاف ہے جون شیشہ پر اپنا دلِ شیدا

وہ بیخودی ہے مجھہ مین مے عشق سے پیدا | احوالِ دو عالم ہے مرے دل پہ ہویدا

سمجھا نہین تا حال پر اپنے تئین کیا ہون

ہین حضرتِ عشق ایسے ہی پُر زور جوانمرد | دشمن کو لیا مار کے چوسر کی ہو جون نرد

عابد ہون عبادت ہے مری آہ و دمِ سرد | ہون قافلہ سالارِ طریقِ قدما درد

جون نقشِ قدم خلق کو یان راہ نما ہون

مخمس بر غزل

اگرچہ گل ہون پہ چشمِ جہان مین خار ہون مین | بوحشتِ دل خود آہوے تتار ہون مین

زمین چوم رہا ہون نقش پاے یار ہے یہین
در اپنے مین ہے کہ گلشن وہ نہ کہسار پہ بن

غبار کوچۂ گیسو سے مدام یار ہی پہ نشین

جو دیکھا ابروے تمہار جھک گیا ہے دل
کسے ہے وہ تیغ نہان تو آپ ہے بسمل
علاش بجز تیر مژہ کی ہے سینہ پہ مشکل
سواے رنج جہان مین مجھے ہے کیا حاصل

نگہ سے خشک ہے تہ تیغ آبدار ہون مین

سنی ہزار دفعہ نہی حسن وعشق کی تعریف
گذاری باغ جہان مین بہت بہار وخریف
کیا ہے رتبۂ الفت نے مجھکو لیک ضعیف
کرون کسی سے محبت تو دے ہے تکلیف

گلے کا ہار ہو جس سے کہ ہمکنار ہون مین

دعا یہی ہے سے ہے دلکی مراد برلاوے
کہ خیریت کی صنم کی کوئی خبر لاوے
جو نکلے شام کو اسکا دم سحر لاوے
خدا کرے کہ خط یار نامہ بر لاوے

صبا سے نکہت گل کا امیدوار ہون مین

ہوئی بدولت عشق اپنی ہے عجب حالت
کرے ہے داغ کی خورشید دیکھکر حسرت
مدام عابد ومعبود کی زبان پہ صفت
اسیر صفحۂ ہستی کی مجھسے ہے زینت

چکیدۂ قلم تیغ کردگار ہون مین

تخمیس بر غزل

ربط

بجذب عشق جو پہنچا دلا مدینہ مین
مقام روضۂ اقدس کے پایۂ زینہ مین

ہے آئینہ سے دوچندان صفائی سینہ مین
وہ عکس آئینہ رخ مین رخ آبگینہ مین

سفینہ آب مین ہے آب ہے سفینہ مین

نہ کیونکہ ہر گہڑی عشاق ہون کلام پہ غش
ہزار کبک دری جکی خوش خرام پہ غش

جہکا کے سر کو ادب سے ہوے سلام پہ غش
وہ نام نقش ہے دلپر دل اسکے نام پہ غش

نگینہ نام مین ہے نام ہے نگینہ مین

بیان عشق کے انداز مین کرون کیا کیا
کہ اسنے قیس کو ہے دشت نجد دکہلایا

گواہ یان لو ہے عشق ہیر رانجہا کا
بہلا ہے جسکو بہلا وہ برا ہے جسکو برا

نہ کینہ مہر مین ہے مہر ہے نہ کینہ مین

تو زر کو ہیر صفت جانتا ہے اے منعم
ہمیشہ خاک طمع چہانتا ہے اے منعم

بخواب حرص رہو اتانتا ہے اے منعم
ابہی تلک تو یہی جانتا ہے اے منعم

دفینہ خاک مین ہے خاک ہے دفینہ مین

مدام عشق کا عابد ہے جان ودلکو خبط
نہین ہے خوب خدارا کوئی سخن بے ربط

باہ و نالہ و شیون ضرور ہوگا ضبط
ابہی سنائیے وہ کچہہ جواب کا اے ربط

قرینہ بات مین ہے بات ہے قرینہ مین

تمت بالخیر

آہ و نالہ کے سوا کوئی ہمین کام نہین
یاد آغاز نہین خواہش انجام نہین

روزِ ہجران ہے بپا کہ تمنا آلام نہین | وسیدم گر طلبِ وصلِ دلارام نہین

پہر تجہے کس لئے اے میرے دلآرام نہین

اب کہان ہے ہماری وصالِ دلخواہ | بلبلِ گلشن صرصر زدہ ہون واویلا
جیون صبا کوچہ بکوچہ ہے گذر شام و پگاہ | بیکلی سے نہین آرام کسی صورت آہ

جیسے پہلو مین ہمارے وہ گل اندام نہین

لبشبِ چار دہم شکلِ مہی تم کو ہوئی | بلکہ در سلطنتِ حسن شہی تم کو ہوئی
دلکی ہی دل مین جو تہی بات وہی تمکو ہوئی | حسن سے مثلِ نگین روسیہی تم کو ہوئی

لو ہوا غیر کا ہے نام مرا نام نہین

صورتِ سایہ پہرا بات نہ پوچہی تونے | معنئ رمز و کنایات نہ پوچہی تونے
ہوئی شطرنجِ دغامات نہ پوچہی تونے | لیکے دل مجہسے ہے پہر بات نہ پوچہی تونے

سچ تو یہ بات ہے تمسا کوئی خودکام نہین

چشمِ عابد سے ہوا اشک روان باحسرت | صورتِ گوہر نایاب بہارِ الفت
روزِ ہجران ہے رکہے باشبِ فرقت نسبت | نظر آتا ہے کسیکا رخ و گیسو جراءت

ایکدم چین تجہے صبح سے تا شام نہین

تمت غزل

زبانپہ میری سخن غیر پیالہ نہین | کہ ایک بندہ احقر ہون بادشاہ نہین

وہ کون شخص ہے جس لب پناہ وا ہنین | | مین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثلِ ماہ ہنین

ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ ہنین

جو تیرے کوچہ مین ہے جمع مجمعِ احباب | | تماشا ہین ہین وہان ہزارون شیخ و شاب
نظر جو زلفِ سیہ آگئی آب و تاب | | سفیدی کفنِ مردہ سے ہے ان مہتاب

شبِ لحد ہی مرے روز سے سیاہ ہنین

کسی کی چاہِ ذقن مین ہے دل مرا نالان | | رقیبِ گرگ صفت سے ہون ہر زمان ترسان
عیان عیان ہے زمانہ میں او رہتا ہے نہان | | گرا تہا حسین عزیز و کبھی سہ کنعان

ہنوز چشمہ خورشید ہے وہ چاہ ہنین

کہون مین کیا کہ وہ رہتا ہے ہر گھڑی باہم | | کہ جیسے مغز و بادام مین رہے توام
جو دیکھتا ہون بہر سال ہر زمان ہر دم | | جما ہے بزمِ صنم مین رقیبِ سبز قدم

مین کیونکہ اسکو اکھیڑون وہ کچھ گیاہ ہنین

اگرچہ شاعرِ ہندوستان ہے ناسخ | | جو شہرہ پایا ہے تا اصفہان ڈرے ناسخ
سنا ہے لکھتا ہے عابد پیے پئے ناسخ | | ہجومِ فوجِ عدو سے جہاں مین اے ناسخ

سوائے قلعۂ مرقد کہین پناہ ہنین

زمانِ زیست کسی عہد پر نگاہ ہنین | | ستم عدو ل ہے یان کوئی دادخواہ ہنین

بغیر امن یتیمون کے لب پہ آہ نہین | بدن سا شہر نہین دل سا پادشاہ نہین
حواسِ خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین

اگرچہ دہر مین اے دل کم اتفاقی ہے | سوائے نیک و بد اعمال کون ساتھی ہے
غریبی بیکسی تنہائی دل جلاتی ہے | صدا یہ قبر سے بیدار دل کی آتی ہے
عمل جو نیک ہو تو ایسی خوابگاہ نہین

سنا نہ کوئی ابھی حسن و عشق کا جھگڑا | ہوا ظہور جبھی حسن و عشق کا جھگڑا
ہر اک طرف ہے سبھی حسن و عشق کا جھگڑا | نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ یہ ہے کہ جس کا کوئی گواہ نہین

ہین گو کہ بلبل و قمری بہار کے عاشق | پتنگے شمعِ شبستانِ تار کے عاشق
بانیت ہین بتِ زرنگار کے عاشق | خراب ظلم سے ہین حسنِ یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

نہین کلام یہ وارد ہے ثنا نہین کہسکتے | براست گوئی زبان ہے زبان نہین کہسکتے
نہین یہ بات سمائی ہے بیان نہین کہسکتے | نہین فرشتے پہ ہو کا ہے کا نہین کہسکتے
وہ سر ہے کونسا جسپر کہ کجکلاہ نہین

ہزار بار بملکِ بقا فنا بہتر | عدم کی ہستی سے ہوگی مناسبت اظہر

بطعن و طنز زبان مبتلا ہے جان و جگر | خدا گواہ ہے دنیا کے رنج سے بدتر

سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

سدا ہے عاید جو عشق ہے دلکش | ہمیشہ اسکی حرارت سے ہے جگر کو عطش

اگرچہ مجھکو بیان ہو قلم پہ آئے نقش | فقیر سنگ قدم مارا سمین لے آتش

تخمیس غزل

طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

ساقی ہے آبرو کی ترقی حجاب مین | پڑ جائے کچھ نہ فرق کہین آب و تاب مین

ایک بوسہ کی طلب پہ نہ آنا عتاب مین | کل کے لیے کر آج نہ خست شراب مین

یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب مین

ہر چند عید لاکھ ہین معبود ایک ہے | ساجد ہزار کعبہ مسجود ایک ہے

اسلام اور کفر کا مقصود ایک ہے | اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے

حیران ہون پھر مشاہدہ ہے کس حساب مین

وہ حسن ہے شباب مین خورشید مہ فروز | زلفِ سیاہ شام بناگوش شکلِ روز

شکلِ سپند پاتے ہین لاکھون نگاہ سوز | آرایشِ جمال سے فارغ نہین ہنوز

پیشِ نظر ہے آئینہ دائم نقاب مین

ہین وہ جہان مین صاحبِ فیض و فتح و جود | آلِ نبی پہ بھیجئے ہر دم جو ہین درود

نقصان اُن کو دہر مین ہو جا عینِ سود ہے غیب غیب جسکو سمجھتے ہین ہم شہود

ہین خواب مین ہنوز جو جاگے ہین خواب مین

عابد کے دلکو کیون نہ رہے جستجوے دوست پھرتا ہے چشم و دل مین سدا اپنی روے دوست

جیون سایہ خاکسار نکیون ہون بکوے دوست غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست

خمسہ بر غزل

مشغولِ حق ہون بندگیٔ بو تراب مین

ہر زمان کہتے ہی آرے وہ بلے جاتے ہین کہ بُرے رہتے ہین یک لخت بھلے جاتے ہین

سنگِ در پر کئی سر اپنا ملے جاتے ہین یہ وہ سرکار ہے یہان لاکھون ملے جاتے ہین

ایک ہم ہین سو باُمید گلے جاتے ہین

آستان کے وجمشید ہے در کہتے ہین جمع اُس جا ہین بہت اہلِ ہنر کہتے ہین

جانتے علم و ہنر کو ہین وہ زر کہتے ہین سایۂ بالِ ہما کا ہے اثر کہتے ہین

ترے کوٹھے کے جو سایہ کے تلے جاتے ہین

طلبِ خاص پہ ہم حاضرِ دربار ہوے محض ناکارے ہین پر کار سے باکار ہوے

ہین سبک وضع پہ سرکار مین ہین بار ہوے واہ کیا دو ہی ملاقات مین بیزار ہوے

لیجیے آداب کہ ہم آپ چلے جاتے ہین

سُست نظمونکو ہوا جیسے ہے دربار مین بار رہتے سرگوش ہین جون زُلفِ سیہ رو ہر بار

صاحبِ فضل کا رہنا اُنہین ہوتا دشوار
گرچہ خوش خلق ہین جون گل یہ سدا صورتِ خار

یہان کے لوگو نکے ہم آنکھون سلے جاتے ہین

دل لگی چاہئے ہرچند کہ دلدار ہے یہ
دے دلاسا اُسے عابد کہ دل افگار ہے یہ

جوہری جانے جواہر کو اُنہین کار ہے یہ
رکھو آنکھون مین چھپا کر درِ شہوار ہے یہ

مردم و اشک کے مانند ڈہلے جاتے ہین

ٹھمری

دیکھی مین نے ساری رین
تم سے روشن موری نین

ناصرِ مطلق اوسیّان
مجھہ سے ملا وُ اب تو عین

تم بن عابد ہے بے کل
کاہے پرت ہے اُسکے چین

ردیف واو

رکھہ دل مین تصوّر مرشد کا لا اپنی زبان پر اللہ ہُو

وہ مولا اپنا ہادی ہے دیکھہ اُسکو سراسر اللہ ہُو

ورنا مین جو ظاہر خیر بشر بس دل مین سمجھہ وہ مالک ہے

رکھہ صورتِ مرشد پیشِ نظر لا اپنی زبان پہ اللہ ہو

خالق ہے وہی رازق ہے وہی عاشق ہے وہی معشوق وہی

دل میں تو سمجھ لے الا اللہ کہہ منہہ سے از بر اللہ ہو

اس ذکر کا دایم شغل رہے مرشد تجھسے جیسا کہے

باقی نہ رہے مین تو بخدا پھر پائین اظہر اللہ ہو

عابد ہے عبادت یہ بہتر ہے عبدیت اپنی چھپتا اگر

با رازِ خفی و رمزِ جلی تو ذکر کیا کر آ اللہ ہو

کہتے ہین جو سب آدم ہم کو ہو گا یہ لقب تا دم ہم کو

اس جسم مین جب تک دم نہ رہے سب جان رکہین عالم ہم کو

جب تک نہ ستون ہو نصب یہان قایم یہ مکان رکھتا ہے کہان

ہے قدرتِ خالق جسپہ عیان سمجھے وہ ستون محکم ہم کو

ہم صورتِ انسان تھے ظاہر باطن مین نہ تھے انسان مگر

سب اہلِ بشارت پا کے بشر وہ سمجھے جب آدم ہم کو

گر عزت ہے تو آپ سے ہے اور ذلت ہے تو آپسے ہے

جو کچھ ہین وہ آپ ہی ہین مفہوم ہوا ہمدم ہمکو

وہ ساجد طاقِ دیر و حرم ہین شیخ و برہمن نیل فروش | بروئے بتان مسجود ہے جب آتا ہے نظر وہ خم ہمکو

ہر غافل و ناصح دم دے کر کیا دکہلاتے ہین ہر دم ڈر

از خلق حسن مرشد نے کیا بار از خدا محرم ہمکو

کچہہ کام نہ پڑ گویو نسے رہا جب من عرف کا راز کہلا
نصرت ہے سدا ناصر کا کرم پاتے ہین جو عابد ہم کو

ظاہر نمایش ہر جگہ پہر ہم سے کیون شرمندہ ہو
عادت کجی کی رکہتے ہین جتنے حسین ہین دہر مین
کب قم باذن اللہ کا خواہان کوئی ہوگا بہلا
اے ناصح نادان تری ہم جلتے ہین پند کو

پلٹو نہ ہر دم اے صنم تم بارخ رخشندہ ہو
مائل رہو عاشق پہ اب تم گوہر تابندہ ہو
جسدم نگاہ پاک سے مرقد مین مردہ زندہ ہو
پہر کیا کرین اُس یار کو دانندہ ہو بینندہ ہو

جو عشق کے اسرار ہین آسان نہین دشوار ہین
سب فضل پہ موقوف ہے عابد مگر جوئندہ ہو

یہ قاصد نے مژدہ سنایا ہے مجہکو
یہی وقت تہا تیرے آنیکا ناصح
سکونت مین جنت کی کیا اُسکا بگڑا
ہنسایا تہا اک روز پہر عمر بہر ہی
پری کا نہ جن کا کسی کا نہین ہے

اُسی کی زبانی بلایا ہے مجہسکو
کہ تو نے مرے مین ستایا ہے مجہکو
وہان سے یہان کیون وہ لایا ہے مجہسکو
بت سنگدل نے رلایا ہے مجہسکو
تری زلف شبگون کا سایا ہے مجہکو

تجھے یاد ہوگا برے وقت تونے
کئی مرتبہ آزمایا ہے مجھکو

ہزاروں ہی خط مین نے لکھے ہین تجھکو
فقط ایک خط تیرا پایا ہے مجھکو

وہ روٹھا تھا کل آج راضی ہوا ہے
بڑی منتون سے بلایا ہے مجھکو

کھلا حال کونین کا مجھپہ عابد
وہ ساقی نے ساغر پلایا ہے مجھکو

اگر حرصِ جہان ہو تو شریکِ عاشقان کیون ہو
جو عاشق ہو گئے اُسکے تو پھر طمعِ جہان کیون ہو

کہین مئے مفت کی پی لی بہت سی ملگئی شاید
کہو زاہد ہوا کیا آج اتنے شادمان کیون ہو

تمہارے دل سے مین واقف مری حالت تمھین روشن
یہ احسان نامہ بر کا اور وقت درمیان کیون ہو

کبھی وہ دوست بنتے ہین کبھی دشمن سے بڑھکر ہین
یہی تو چاہیے اُن کی پھر اُن کا امتحان کیون ہو

مری قسمت تو دیکھو کہتا ہے جانِ جہان ازخود
بلالو اُسکو جس لینے کی ہے محنت رائیگان کیون ہو

بلایا خود بٹھایا ہی بنے پھر اجنبی ہم سے
تعجب ہے یہ کہتے ہو کہ عابد تم یہاں کیوں ہو

کس طرح اوس صنم سے کوئی بدگمان نہو
وعدہ پہ شرط ہے کہ خدا درمیان نہ ہو

بدنام ہو رہا ہے زمانہ میں کون اب
کہتے نہ تھے کہ غیر سے تم ہم زبان نہ ہو

ایدل نہ کر تو یادِ خدا وقتِ نزع دیکھ
اُس بُت کا خوف ہے کہ کہیں بدگمان ہو

کہتا نہیں کسی سے بھی میں اپنا حالِ زار
منظور ہے کہ کوئی مرا راز دان نہ ہو

دے دیکے عاشقوں کو سر بزم گالیان
مشہور اک جہان میں تو بد زبان نہ ہو

کہتے ہیں سُن کے حال مری عاشقی کا وہ
کیونکر یقین آئے کہ جب امتحان نہ ہو

عابد تو اسکے عشق سے نادان باز آ
مین چاہتا ہون عمر تری رائگان نہو

شہرت تری زمانہ مین کیون چارسو نہو
ایسا ہی کوئی دل ہے کہ جس دل مین تو نہو

کیا حال تم پہ میرے دل زار کا کھلے
جبتک کہ تم سے بات مری دو بدو نہو

ویران ہو وہ دل وہ پریشان ہو دماغ
جسمین کہ تیرے عشق و محبت کی بو نہو

ایدل تو اُسکی بزم مین جاتا تو ہے مگر
ایسا نہو کہ تیری وہان آبرو نہو

برہم وہ ہو کے مجھپہ خفا ہو رہین ہین آج
ارشاد ہو رہا ہے کہ تو روبرو نہ ہو

مین اور ترکِ عشقِ بُتان خوب ناصحا
مر و خدا یہ مجھہ سے کبھی گفتگو نہ ہو

تیری محبت اور ترے عشق کے سوا
عابد کے دل مین اور کوئی آرزو نہو

جگہہ دیتا ہے بزمِ عام مین پہلو نشین کو جو
گواہی کے لیئے روزِ جزا مجکو یہ کافی ہے
ترے اس بےنشان کا کچھہ نشان رہنے دے ظالم
خدا حافظ ہے ایدل اب ہمارے آشیانہ کا
کھڑے ہین سینکڑون دیدار کی خواہش ملن صاحب
سنا ہے طور پر موسیٰ ہوئے بیہوش غش کہا

نہین آتی ہے کچھہ بھی شرم اس بےمہر پُرفن کو
لگا ہے خون کا دہبہ مرے قاتل کے دامن کو
مٹاتا ہے لگا کر ٹھوکرین کیون میرے مدفن کو
غضب سے دیکھتی ہین بجلیان ہردم نشیمن کو
اٹھاؤ تو ذرا تم سامنے سے اپنے چلمن کو
بناؤ مجھکو بھی بیخود دکھا کر روئے روشن کو

وہ ہنسکر مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین محبت سے
چلو تم آج عابد ساتھہ میرے سیرِ گلشن کو

جانکر ہوتا ہے مجھسے کس لیئے انجان تو
یاد ہے کس آئینہ رخسار کی ایدل بتا
اک نظر ملتے ہی عقل و ہوش اور تاب و توان
جان ہی لونگا تجھے پہچان ہی لونگا تجھے

کون ہون مین دیکھہ تو مجھکو ذرا پہچان تو
صورتِ آئینہ ہے کیون ششدر و حیران تو
لیچلا سب لوٹ کر اپنا سر و سامان تو
لاکھہ مجھسے روپ بدلے جانِ من ہر آن تو

تو ہی مالک ہے مرے دل کا مرے ایمان کا
جان عابد کی نہین ہے جان جان پہچان تو

وہ جھنجلا کر یہ کہتے ہین محبت اپنی رہنے دو
یہ الفت اپنی رہنے دو یہ چاہت اپنی رہنے دو

مرے حالِ پریشان پر عنایت اپنی رہنے دو
زیادہ کچھ نہین تھوڑی محبت اپنی رہنے دو

غرورِ حسن کرتے ہو بُرا کرتے ہو اے صاحب
گھمنڈ اچھا نہین دو دن کی دولت اپنی رہنے دو

نہین رہتے ہو دم بھر بھی تصور مین مرے آکر
کوئی دم میرے دل مین بھی تو صورت اپنی رہنے دو

وہ سُنکر حالِ دل میرا لپٹ کر مجھسے کہتے ہین
چلو بس ہو چکا جھگڑا شکایت اپنی رہنے دو

یہ مانا حضرتِ ناصح کہ ہم رندانہ مشرب ہین
بُرے ہین یا بھلے ہین تم نصیحت اپنی رہنے دو

نہین پروا نہین میری مجھے معلوم ہے لیکن
ذرا میری طرف مایل طبیعت اپنی رہنے دو

نصیحت سے نہین کچھہ فائدہ اے حضرتِ ناصح
بنائی ہے جو خالق نے وہ قسمت اپنی رہنے دو

وہ دیکر جام اپنے ہاتھہ سے ہنس ہنس کے کہتے ہین
ذرا تم حضرتِ عابدؔ عبادت اپنی رہنے دو

کھلینگے غنچہ بہت لب سے لب جدا بھی ہو
سنو نہ بت سے زبان سے کوئی صدا بھی ہو

یہ اکھڑی اکھڑی تو باتین نہین پسند ہمین
مزہ جبھی ہے کہ ہم سے خلا ملا بھی ہو

عدو کو کہہ دو محبت ابھی وہ کیا جانے
اٹھائے بار وہ ایسا یہ حوصلہ بھی ہو

یقین آئے ہمین کس طرح سے اے صاحب
تمہاری وعدہ خلافی کی انتہا بھی ہو

خدا کرے کہین جلدی بتون کا حسن ڈھلے
غرور کی کوئی حد بھی ہے کچھہ سزا بھی ہو

سناؤنگا دلِ مضطر کا حال مین سب کچھہ
کبھی تو اس بتِ کافر سے سامنا بھی ہو

وہ میکدہ مین مجھے دیکھکر یہ کہتے ہین
کہ تم تو رند بھی عابدؔ بھی پارسا بھی ہو

بیوفا اور ستمگار نظر آتے ہو
تم ابھی سے مجھے عیّار نظر آتے ہو

وعدۂ وصل پہ کہتا ہون مین انسے ہر دم
تم بہت صادق الاقرار نظر آتے ہو

بیٹھے بیٹھے مئے کے ہین مخمور تمہاری آنکھین
تم نئی طرح کے سرشار نظر آتے ہو

مجکو وہ دیکھ کے محفل مین یہ فرماتے ہین
باعث رونق دربار نظر آتے ہو

دل کا کچھ حال تو معلوم نہین ہے عابد
تم بہ ظاہر ہین ہشیار نظر آتے ہو

اپنی زبان پاک سے اظہار ہی تو ہو
انکار تو ہمیشہ ہے اقرار ہی تو ہو

مثل کتان ہین چاک جگر کو بناؤنگا
اس رشک ماہتاب کا دیدار ہی تو ہو

کچھ فائدہ نہین ہے مجھے عرض حال سے
منصف مزاج آپ کی سرکار ہی تو ہو

مجھ طالب وصال پہ کیونکر نہ رحم آئے
مجھسا کوئی جہان مین طلبگار ہی تو ہو

جنت کی ہے ہوس تمہین دیدار کی نہین
عابد بنے ہوئے ہو گنہگار ہی تو ہو

مرنے کے بعد رنج نہ دو خاکسار کو
ٹھکراؤ اس طرح سے نہ میرے مزار کو

انداز و ناز و غمزہ کرشمہ ادا و شرم
مین دلسے چاہتا ہون انہین تین چار کو

کبتک ترے فراق کے صدمہ اٹھاؤنہین
کچھ تو ملے جواب اس امیدوار کو

وہ ہون گناہگار کہ جس کا نہین شمار
کیا اپنا منھ دکھاؤنگا پروردگار کو

ہوتا ہے یان جدا مرے پہلو سے دل مرا
وہ دان ملا رہے ہین ادا سے ستار کو

جب سے دوئی کا ہم نے تعلق اٹھا دیا
پاتے ہین سر مقام پہ ہم روے یار کو

عابد سے ہنسکے بات تو کیجے کبھی کبھی
کچھہ تو ملے قرار دل بیقرار کو

زلف جانان کا تصور ہے ہمیشہ مجکو
ہے گذر کس کا بجز تیرے گلی مین اُسکی
جسنے اپنے کو ہے از رو حقیقت دیکھا
اپنے دل مین مجہے تہوڑیسی جگہہ دے ظالم
حرم و دیر مین کیون شیخ و برہمن کی ہے جنگ

کیا بنا دیگا خدا جانے یہ سودا مجکو
اے صبا اپنے ہی ہمراہ تو لیجا مجکو
اُسنے بیشک نہین جانا کبھی بیجا مجکو
نہ نکلوا کہ محبت نے ہے کہینچا مجکو
مجہہ مین سبکچہہ ہے مگر کوئی نہ سمجہا مجکو

بزم جانان مین بہت لوگ تہے لیکن عابد
کیا غضب ہے کہ کسی نے بہی نہ پوچہا مجکو

تصوّر مین ترے رخ کے مین بہولا صاف قرآن کو
خدا شاہد ترے جلوہ نے چہینا دین و ایمان کو
تصوّر مین یہان اٹہون پہرے صورت جانان
ہوا ہے اور رہوگا دخل میرے دل مین شیطان کو
یقین ہے مجکو میرا دل وہین الجہا ہوا ہوگا
ذرا تم کہول کر دیکہو تو اپنی زلف پیچان کو

ہمارا طائرِ دل مضطرب ہوتا ہے پہلو مین
نہ یون پہلاؤ اپنے رُخ پہ تم زلفِ پریشان کو

نمایش اس سے ہے دونون جہان کی سچہہ مین کہتا ہون
نہ سمجہہ مین صرف پتلا خاک کا ہے کوئی انسان کو

قسم حق کی تمہارے مُصحفِ رُخ کے تصور مین
کیا کرتا ہون ہردم ہر گہڑی مین حفظ قرآن کو

نہین دیتا ہے مجکو بار اوس کی بزم مین عابد
الٰہی موت آجائے درِ دلبر دربان کو

کیا بے سبب تم نے مضطر کسی کو
ستاتے ہو کیون بندہ پرور کسی کو

جو دل اُنسے مانگا تو ہنسکر یہ بولے
دیا ہی نہین ہم نے لیکر کسی کو

بہوین تن رہی ہین نگاہین ہین ترچہی
نہ چہوڑینگے جیتا یہ خنجر کسی کو

بجز میرے اے جانِ جان بہول کر بہی
نہ دینا جگہہ دل کے اندر کسی کو

مری شکل دیکہی تو بولے وہ عابد
کہ تو چاہتا ہے مقرر کسی کو

معرفت

بہ بارگاہ سالارِ انبیا شافعِ روزِ جزا صلّی اللہ علیہ وسلّم

تمھین سب کے مختار یا مصطفیٰ ہو — حبیبِ خدا ہو رسولِ خدا ہو

بے مجھے کون چاہے اگر تم نہ چاہو — تمھین میرے سردار ہو بادشاہو

اولوالعزم جتنے ہوئے ہین پیمبر — خدا کی قسم تم تو سب سے سوا ہو

بلاؤن مین اُمت گھری ہے بچاؤ — شفیعُ الامم ہو شفیعُ الورا ہو

نظر تیری رحمت کی جسپر پڑے گی — اُسی وقت فضلِ خدا بر ملا ہو

حیات النّبی کہتی ہے ساری خلقت — مدینے پہ کیا حصر تم جا بجا ہو

حضور اب دکھا دیجے اعجاز اپنا — مریضانِ عصیان کی اچھی دوا ہو

مرے دلکا مطلب ہے حضرت پہ روشن — عطا ہو عطا ہو عطا ہو عطا ہو

تمھین دیکھ لے جسنے حق کو نہ دیکھا — تمھین معنئ آیۂ اینما ہو

نکیرین کا خوف ہرگز نہ ہوگا — مین جب دفن ہون آپکا سامنا ہو

خدا کی عبادت ہے عابد کا پیشہ
غلامی بھی حضرت کی اس سے ادا ہو

خدا کا کہنا نہین سمجھتے تو میرا کہنا بھلا سمجھ لو

کہا تہا کیا مین نے کیا کہا ہے مین کیا کہون گا ذرا سمجھلو

تمہارا وسواس جائے کیونکر خیالِ فاسد نہ آئے کیونکر

یقین کے میدان مین بیٹھ جاؤ تو جس کو چاہو خدا سمجھلو

جہان کی چالین ہین ساری الٹی ذرا تو سمجھو ذرا تو سوچو

خیال کرتے ہو جسکو تو ایقین اُس کو ہما سمجھلو

وہان ہے نام اور یہان نشان ہے سمجھ مین کیا خاک آئے تمہاری

تمہین مبارک ہو رب تمہارا جواب قالو ابلی سمجھلو

ظہورِ ناصر کا ہے یہ جلوہ یہ فضلِ احمد ہے مجھپہ عابد

کہ کہتے ہین سارے سُننے والے کلام اِن کا ذرا سمجھلو

تماشا دید کے قابل قیامت مین ہی یکجان ہے
دمِ محشر ہمارا ہاتھ ہو تیرا گریبان ہو

جو دل پامال کرتے ہو تمہین کچھ غم نہین ہوتا
تمہارا گھر تمہارے سامنے اسطرح ویران ہو

نہین کچھ بھی تعلق بس چلو جھگڑا ہی کیا ہے
نہ مین عاشق تمہارا ہون نہ تم ہی میرے خواہان ہو

نہ حاصل ہو عدوے بوالہوس کو عشق کی دولت
ملے عشاق کا حصہ تو اسکو حجب حرمان ہو

ہر اک صفحہ پہ ہو توصیف رو صاف عارض کی
ترے اوصاف سے مملو ہمارا جمادہ دیوان ہو

کہو تو کس لئے دیکھا تھا تم نے اپنی صورتکو
کہ مجھ سے آئینہ سے کچھ زیادہ تم ہی حیران ہو

مکانِ دل مین رہتا ہے وہ جسکو ڈھونڈتے ہو تم
تلاشِ یار مین عابد عبث تم ہی پریشان ہو

رباعی

قدرت دیکھو زبان نہ ہرگز کھولو
وحدت میں ہو نہ کچھ بھی منہ سے بولو
کیون حرص میں پہنستے ہو کوئی عابد
دنیائے دنی سے ہاتھ اپنا دھولو

صبح نسیم چمن داد بلبل ہے تو
عشق مرا می کشید راست بیا زوے تو
ہم بکشید سوے تو نرگس جادوے تو
گرچہ دل من شدہ شیفتہ روے تو
پائے بزنجیر کرد سلسلہ موے تو

دیکھا بروے زمین اور تہ چرخ برین
تجھسا تو کوئی حسین سارے جہان مین نہین
عاشق زار و حزین مجھسا ہے دیکھا کہین
این دل اندوہگین رم کند از من چنین
پنجہ زن اے مہ جبین تا شود آہوے تو

عشق کا جب جو وجود پا گیا دل پر ورود
میری تو آہون کا دود دیتا ہے بو مثل عود
ہوتے ہی کشف شہود پڑہتا ہون ہر دم درود
حیرت چشمم فزود عقدہ عشقم کشود
صورت جانم نمود آئنہ روے تو

ایسا ہے قیس جنون ہو گیا دیوانہ ہون
حال دلی کیا کہون چشم سے بہتا ہے خون
ورنہ گرہ دل مین ہون جاؤن کدھر کیا کرون
شد ہمہ کارم زبون سیے دردِ درون
جان بلب آمد کنون یار زبد خوے تو

اپنا ہے سیمین بدن رشکِ وہ زرین تن — خالِ رُخِ سیمتن پایا کہ ہے مشکِ ختن

پھر کے ہر اک دشت و بن دیکھوں نہ سروِ چمن — محوِ بہارِ چمن کے نشود جانِ من

چشمِ من اے گلبدن می نگرد سوے تو

عشق نے پایا گذر میرے دلِ زار پر — اپنے کو اپنی خبر اب نہیں جائیں کدھر

داغ ہوا ہر جگر چشم بھی رہتی ہے تر — در دلم اے سیمبر جلوہ نمائی اگر

سجدہ کنم ہر سحر بر خمِ ابروے تو

فیض کیا جو عطا ناصرِ نصرت فزا — بھید سبھی کھل گیا عابد و معبود کا

مقطعِ عالی سنا پڑھتا یہ عابد رہا — خاطرِ شاعر نما جمع ز مہر و وفا

تضمینِ کلام

کرد پریشان مرا سنبلِ گیسوے تو

عشق کا جب کہ ہو غلو پاتے ہیں یہ علو — وصلِ صنم کی آرزو رکھتے ہیں سب اے عدو

آپ ہی اپنے روبرو ہوتا ہے زار ہو بہو — چار سو اور کو بکو پھرتا ہے کہتے طرح قوا

کیوں نہ پکاریں خوش گلو یکتو یکتو یکتو

کرنے سے آہ ہر نفس حنجرہ بھی ہے جلنے بس — سیلِ سرشکِ خوں رس پایا کہ ہے کرانہ بس

سینہ زنی ہے جیوں جرس کسکو ہے اب یارا ریش — سوزشِ عشق اُف رے بس جانتے کیا ہیں بوالہوس

کہتا یہی ہے مو بمو یکتو یکتو یکتو

قلب پہ ہو جو درد و غم تن پہ رہے سدا ستم
صورتِ مظہرِ اتم اسکے بجز د تو ہم ہیہم
سمجھے وہ مستی علوم چشم بنا ہے جام جم
دیکھ لے سیرِ ہفت خم از سر زانو رکھہ قدم

بولے اگر کرے ہمو لقبر لقو لقو لقو

دامنِ لب پہ شق رہے دل پہ سدا قلق رہے
جو کہ سدا سبق رہے یاد مین نہ طبق رہے
ہوش و حواس فق رہے جانکو رنجِ حق رہے
مسکن و جا ادق رہے اور زبان پہ حق رہے

ورد زبان پہ ذکر ہو لقبر لقو لقو لقو

اشک جو اپنے یار ہین گوہر شاہوار ہین
کب سے امیدوار ہین عابدِ شاہوار ہین
تجھپہ تو ہم نثار ہین عشق مین بیقرار ہین
بندہ یا پنج چار ہین رشک بہ دو ہزار ہین

خمسہ بر غزل

ساقیا بھر کے لا سبو لقبر لقو لقو لقو

[illegible]

جانتا کون ہے اگر ہے تو
شام ہے تو کہین سحر ہے تو
موجزن بحر تو ہے بر ہے تو
دیکھتا ہون جدہر ادہر ہے تو

کہین ناظر کہین نظر ہے تو

جسکو دنیا کا ہے لگا دہندا
کہین سورج ہے اور کہین چندا
کوئی صاحب ہے اور کوئی بندا
ایک شہرگ مین کیا خداوندا

ہر رگ و پے مین جلوہ گر ہے تو

نالہ و داغ و آہِ سوزان ہین | جگر و خاطرِ پریشان ہین
مردمک خاص عینِ انسان ہین | دل ہین سینہ مین جسم مین جان ہین

دیکھتا ہون تو سربسر ہے تو

نشۂ مُل کہین کہین قلقل | کہین نرگس ہے اور کہین سنبل
سرو موزون کہین کہین صلصل | مثلِ گلشن کہین کہین بلبل

گل کہین ہے کہین شجر ہے تو

واعظِ شہر ہے مگر زاہد | بندگی مین ہے سربسر زاہد
ایک ہی حال پر ہے ہر زاہد | کیون بھٹکتا ہے در بدر زاہد

غور تو کر خدا کا گھر ہے تو

جوششِ عشق سے ہوئے جا کر | محو از خود ہین وہ تجھے پا کر
اپنا دیدار آپ دکھلا کر | کہین عارف کی شان مین آ کر

وصل کا اپنے منتظر ہے تو

دیکھی موسیٰ نے طور پر جو جھلک | عابد آنکھون مین اپنی ہے وہ چمک
نور وہ ہے سما سے تا بسمک | ہے تو باطن مین حق نما بیشک

ظاہر اخلق مین بشر ہے تو

روٹھ کیا مجھسے گیا ہے جو مناؤن تجھکو
وصل مین یاد رکھون بھول نہ جاؤن تجھکو
منتین کر کے مین کاہیکو بلاؤن تجھکو
دور کچھ مجھسے نہین ڈھونڈھ کے لاؤن تجھکو
آپ اپنے کو بھلا دیون تو پاؤن تجھکو

[illegible]

[illegible] دل [illegible] ہے
دل ترے [illegible] تو کیا کہنا ہے
چشم سے اشک کا سیلاب عجب بہتا ہے
دیکھ صورت کو تری ہوش نہین رہتا ہے
اپنا احوال بھلا کیا مین سناؤن تجھکو

ہر گھڑی انکھون سے ہے اشکون کی ہمیشہ برسات
دلکو اپنے ہے تصور یہی دن رات
جلگیا سینہ کہ ہے داغ کی سوزش کیا بات
آنکھ مین آوے نہ سینہ مین سماوے ہیہات
کونسی جیب ہے جسمین کہ چھپاؤن تجھکو

سر مین مجنون کے تہا جسطرح جنون پوشیدہ
عشق مین تیرے صنم جیسا کہ ہون پوشیدہ
دیکھون مین ہی ہے کس رنگ سے حسن پوشیدہ
دل تو چاہتا ہے کہ اسطرح رکھون پوشیدہ
خود نہ دیکھون کسے ہرگز نہ دکھاؤن تجھکو

منزلِ عشق کا ہے جیسے کہ عابد راہی
جستجو کرتا ہے پہر کسلئے شوق جاہی
حق نے اقلیم قناعت کی عطا کی شاہی
حالِ خاموش سے بس تجکو ہے سب آگاہی
آپ مین کیا کہون اور کس سے کہاؤن تجھکو

[illegible]

عشق میں ہم عاشق و معشوق ہوں یکدل اے شیخ
تا کہ طے منزلِ مقصود کریں مل دونو

نحو کیا طالب و مطلوب ہیں کامل دونو
ایک ہی منزل میں مشغول ہیں شاغل دونو

دیکھ لیں آئنہ کو رکھ کے مقابل دونو

بات کرنی جو ہو منظور تجھے فن سے نکر
سیجیے احباب محبت کبھی دشمن سے نہ کر

کعبہ و دیر کا بھی عزم تو مسکن سے نکر
ذکر مشغول بنحو و شیخ و برہمن سے نہ کر

سنگ اور خشت میں رہتے ہیں شاغل دونو

دیکھیے کب مشکل دونو کوئی باہر کبھی
دیکھو پوشیدہ نہیں رہتی ہے ماہر سے کبھی

کام ہر چند نکلتے نہیں ظاہر سے کبھی
حشر تک حل نہوں ارباب ظاہر سے کبھی

جبر اور قدر رہے ہیں مسئلہ مشکل دونو

بیخودی سے تو گزر اپنی خودی میں آرہ
صورت نقش قدم اسکی گلی میں آرہ

تجھکو رہنا جو ہو منظور تو جی میں آرہ
گھر نہیں ایسا خدائی میں انہی میں آرہ

مری آنکھیں ہیں ترے رہنے کے قابل دونو

دل سے عاشق ہوئے دنیا کی جو ہیں صورت کے
بسکہ شایق ہیں زر و مال کے اور دولت کے

کب وہ آگاہ ہیں رازِ چمن وحدت کے
جب سے ہیں دید میں اس سیر گہ کثرت کے

انکو بھول گئے غافل و عاقل دونو

[illegible] حشمت کی سر جا پہ جو دیر
[illegible] ہر چند ہین وہ معتقد کعبہ و دیر
نہین معلوم کہ پھر گیا کیون ان مین بیر
کس طرح خاتمہ مومن و کافر ہو بخیر
راہ حق چھوڑ کے چلے ہین رہ باطل دونو

بام ظاہر پہ جو ہو مہر رخ یار نزول
مختصر سن لو مین کہتا ہون یہ قصہ ہے طول
طالب دید کبھی رہتے ہین عاشق مقبول
دولت دید نہو پاس تو کیا اس سے حصول
دین و دنیا ہی ہون بالفرض جو حاصل دونو

دل عابد پہ یہ ناصر کا سراپا ہے فیض
رہ کے خدمتین کئی سال ہین حاصل کیے فیض
جنکے ہاتھون سے پیا مین نے ہے جام فیض
کام فرما کبھی بے ادبی کو اسے فیض
مظہر ذات ہین یہ ناقص و کامل دونو

مخمس بر غزل — حیرت

کیسا بہلائیے اپنے دل دیوانے کو
گو کہ سو بار چلا جاتا ہے خم خانے کو
سنگ اطفال ہین دیوانون کے سمجھانے کو
دل مین آتا نہین اسکے مرے گھر آنے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو

الفت گیسوے دلدار کے مارے ہارے
ہر گھڑی کہتے ہو کسواسطے جا بیچارے
محفل عیش مین موجود ہین عاشق سارے
مجھہ دیوانہ کو نہ تم گھر سے نکالو پیارے
چھوڑ کر جاؤن کہان ایسے پری خانے کو

نکہت گل کیطرح پھرتے ہین مہکے مہکے
کیون نہ پہر شعلۂ آتش مرے دامن مین بہکے

حسرت غیر مرے دلمین ہے جیسے رہ رہ کے
باتین کرتا ہے عجب رشک سے بہکے بہکے

لب سے جب اپنے لگاتا ہے وہ پیمانے کو

آنکھہ تجھسے جو لڑی ہو گیا تن پر سر بار
آہ اور نالہ سے بیزار ہے سارا گھر بار

اس شہ حسن کا جسوقت کہ چاہین دربار
بیٹھین کیا چین سے اس پاس کہ دلمین ہر بار

غلبۂ شوق سے آتا ہے لپٹ جانے کو

کیا بندہی شیوۂ افغانکی یہان روز ہے دہن
پر نہین اس بت بے مہر کے اچھے کچھ گن

دن کو عابد سے کیا شکوۂ بیجا کا سخن
رات بولا وہ مرے نالۂ جانسوز کو سن

آگ لگ جائیو جرأت ترے جلجانے کو

ٹھمری

کیسی لاگ لگائی رے میرے جانی تو
داغ پہ داغ لگائی رے میرے جانی تو

ترپت جیرا جلت کلجوا
ایسی آگ لگائی رے میرے جانی تو

بل بل جاوے من عابد کے
پہولوندا اگ لگائی رے مرجانی تو

ردیف ہائے ہوز

جب دیکھا چشم بت سرشار کا نقشہ
نظرون مین پھرا نرگس بیمار کا نقشہ

کیا مانی و بہزاد کھینچے یار کا نقشہ
جانے نہ بجز دل کوئی دلدار کا نقشہ

ہین پا بگل دیکھ کے شمشاد و صنوبر
اے سرو خرامان تری رفتار کا نقشہ

ہر شب متغیر ترے عاشق کی ہے حالت
ہر روز نیا تیرے دل افگار کا نقشہ

الجھا ہی رہا سنبل پیچان کی طرح دل
جب دیکھا تری زلف شکندار کا نقشہ

عاشق ہی ترا ہو گیا دیدار سے محروم
کوچہ مین کھڑا بنکے ہے دیوار کا نقشہ

خلق حسنی پایا ہے ناصر سے جو عابد
اب بھول نہ اس کاشف اسرار کا نقشہ

دل بہت بیقرار سا ہے کچھ
آج پھر انتظار سا ہے کچھ

یاد آتی ہین کس کی شوخ آنکھین
آج مجھکو خمار سا ہے کچھ

کہکے یون قبر کو وہ ٹھکرائے
یان نشان مزار سا ہے کچھ

یون بظاہر تو صاف ملتا ہے
دل مین تیرے غبار سا ہے کچھ

رند نکلا وہی ہمارا دل
جسکو سمجھے تھے پارسا ہے کچھ

کسنے وعدہ کیا ہے حضرت دل
آپ کو انتظار سا ہے کچھ

تم جو پہلو مین ہو تو اے صاحب
آج دلکو قرار سا ہے کچھ

دلِ مضطر ہمارے پہلو میں
کسلئے بیقرار سا ہے کچھ

طائرِ دل کو دیکھکر بولے
نظر آتا شکار سا ہے کچھ

ابر سمجھے ہیں جس کو گردوں پر
مرے دل کا غبار سا ہے کچھ

کس لئے آج عابدِ مضطر
بیخود و بیقرار سا ہے کچھ

لطف و کرم ہے آپکا مجھپر ستم کیساتھہ
اقرار بھی اگر ہے تو جھوٹی قسم کیساتھہ

آتا ہے تیری بزم میں درد و الم کیساتھہ
عاشق کو تیرے ایک محبت ہے غم کیساتھہ

اس زندگی پہ ناز کریں کیا کہ عاقبت
ہمکو ملانیوالی ہے اہلِ عدم کیساتھہ

کھچ جائیں اور بھی تری ابرو تو ہے مزہ
تلوار زیب دیتی ہے اے یار خم کیساتھہ

تحریر ہے سوال تو تقریر ہے جواب
اُسکی زبان چلتی ہے میرے قلم کیساتھہ

یہ دل دکھا رہا ہے مجھے اک جہانکی سیر
کرتا ہوں میں مقابلہ اب جامِ جم کیساتھہ

انکار سے جو وصل بھی ہو تو نہیں ہے لطف
اک بوسہ لب کا دیجے سراسر کرم کیساتھہ

نقارۂ سرور کی نوبت ہے عابد اب
منصب عطا ہے شاہ سے ہمکو علم کیساتھہ

اے ناصحِ ناداں کی ہے ہر بات سے توبہ
توبہ ہے مری اُسکی مدارات سے توبہ

بوسہ کی عوض تونے لیا نقد دل اپنا
ظالم ہے تری ایسی مدارات سے توبہ

رندان خرابات اگر چہوڑ دین جب سے
بیٹہا تو ہون مین کرکے ہر اک بات سے توبہ

رہنیکا نہین بزم مین بے مجکو پلائے
ٹوٹے گی مرے یار کے پہر ہات سے توبہ

فرقت کے زمانہ سے بچانا مجہے تا حشر
یارب مری اُس دن سے ہے اُس رات سے توبہ

ملتا جو نہین مجہسے تو اے شوخ ستمگر
کرلی تو نہین میری ملاقات سے توبہ

جس رات مین جس دن مین نہو پاس تو اپنے
اُسدن سے حذر اور رہے اُس رات سے توبہ

فرقت مین کسی کی تو نہ یون جان دے عابد
حاصل نہ ہو جس بات سے اُس بات سے توبہ

بیچین ہون اے احمد مختار زیادہ
اب ہجر کی طاقت نہین سرکار زیادہ

گہٹتی ہے مرے دل سے جو دنیا کی تمنا
بڑہتا ہے خیال آپکا ہر بار زیادہ

تہک تہک کے جو رہجاتا ہو وادی طلب مین
ہوتی ہے مرے شوق کی رفتار زیادہ

کیون جان نہ دون عشق مین ایذا طلبی پر
راحت سے مزا دیتا ہے آزار زیادہ

عابد کا برا حال ہے اب ملک دکن مین
اب ہجر کی طاقت نہین سرکار زیادہ

کرم سے تیرے روشن ہے جو سینہ
سمندر پار ہے اپنا سفینہ

مرے حق کا ملا مجھکو خزینہ
سیڑہی زر کی ہے بامِ حق کا زینہ

ظروفِ لاتعین کو نہ دیکھو
نہین مظروف سے ہے ہم کو کینہ

یہ فانی ہے نہ رکھو اس سے اُلفت
جہان مین ایک پل ہے اپنا جینا

نہ کمبل ہے نہ ہے یہ شال ناصح
جو اوڑہا تم نے لندن کا مرینہ

حسینون سے لڑی ہے آنکھہ اے دل
مین عاشق ہون یہ ہے میرا قرینہ

ہوا ناصر سے احمدؐ یا امین مین
سمجھہ ہے گنجِ مخفی کا دفینہ

نہ پوچھے روح کو جو تن کو پوجے
نہ ہوگا اُس سے کوئی کم کمینہ

نام تاریخی قصیدہ

رسول اللہ کے جلوے سے عابد
مرا دل بن گیا شہرِ مدینہ

[illegible]

ترحم کن بحالِ من خدارا یا رسول اللہ
شفاعت کن برائے من گوارا یا رسول اللہ

بروزِ حشر بہرِ بخششِ این اُمت عاصی
ندارد نزدِ حق کس جز تو یارا یا رسول اللہ

ہزاران یوسفِ مصری تصدق بر جمالِ تو
خدایت داد آن حسنِ دل آرا یا رسول اللہ

تو آن شاہنشہِ عالم بفر و حشمت و جاہی
کمینہ بندات جمشید و دارا یا رسول اللہ

تصدق باہزاران صدق بر اعجازِ پاکِ تو
گواہی داد بر تو سنگ خارا یا رسول اللہ

زخوئے عارضِ تو دُرِّ مکنون قطرہ باشد
زگیسویت شمیمے مشکِ سارا یا رسول اللہ

زمین آسمان لوح و قلم جن و ملک انسان
همه از بادهٔ عشقت سکاری یا رسول الله

جبین بر روضهٔ پاکِ تو میسایند روز و شب
جنش شده عرش تک و تحیارا یا رسول الله

اگر یک جرعه نوشد کسی از جامِ عشقِ تو
ز روحِ دل بشوید یادِ دیگری را یا رسول الله

غریبم بیکسم زارم علیلم در گهت بیحد
تلطف کن نهان و آشکارا یا رسول الله

بدرگاهِ کریمیت آمده عابد بچشمِ تر
کنی بر حالِ او لطف و مدارا یا رسول الله

قطعهٔ تهنیتِ تولدِ شهزادهٔ بلند اقبال مدظله العالی

به سلطانِ دکن از لطفِ خالق
تولد شد همایون شاهزاده

ثنا خوانانِ دولت می سرایند
الهی عمر و اقبالش زیاده

[illegible]

هشیار ریاست عشاق باجاه
بی باده هستند سرشار والله

من گشته ام مست از عشقِ الله
عیشم مدام است از لعلِ دلخواه

کارم بکام است الحمد لله

مژگانِ شاهد با تیر و ترکش
هم تیغ ابرو بر فرقِ سرکش

از بادهٔ شوق سلسبیل است دلکش
ای بختِ سرکش تنگش ببر کش

گه جامِ زرکش گه لعلِ دلخواه

بے بادۂ عشق مستانہ کردند — بر شمع روی پروانہ کردند
چون قیس و وامق دیوانہ کردند — ما را بہ تشنیع افسانہ کردند

پیران حال شیخان گمراہ

با اہل رنج دردیم توبہ — شکل عیار و گردیم توبہ
با رنگ روی زردیم توبہ — وز قول زاہد کردیم توبہ

از فعل عابد استغفر اللہ

نوشیم عابد از ساغر درد — گشتیم از ذوق چون پہلوان گرد
در منزل شوق ہر کس کہ بشمرد — از یاد حافظ ذوق لبست برد

تمہ زاہدی — درس شبانہ ورد سحرگاہ — بہ شیخ

ہوں رہگذر میں الحمد للہ — سیر و سفر میں الحمد للہ
اب پہنچا در میں الحمد للہ — دلبر ہے بر میں الحمد للہ

سب کچھ ہے گھر میں الحمد للہ

کیا عشق کا شہر بے در بسا ہے — کعبہ سو اللہ کا گھر بسا ہے
جنگل بیابان باہر بسا ہے — دو جگ کا والی آکر بسا ہے

دل کے نگر میں الحمد للہ

درپن کے اندر ہے عکس اُسکا	سب نیچے اوپر ہے عکس اُسکا
باطن و ظاہر ہے عکس اُسکا	وہ گو نہین پر ہے عکس اُسکا

اِس چشم تر مین الحمدللہ

ایسا کہان ہے رُتبہ کسی کا	واقف ہے وہ کل راز ربی کا
دنیا مین ہر سو ہے نور اُسی کا	شکلِ نبی کا شکلِ نبی کا

سودا ہے سر مین الحمدللہ

سینۂ عاشق کیا پُر صفا ہے	شمس و قمر کی ظاہر ضیا ہے
چشمِ دل سے دیکھو یہ کیا ہے	نُورِ محمد جلوہ نما ہے

اپنی نظر مین الحمدللہ

شان اُن کی لولاک حق نے کہا یہہ	سارا زمانہ ہے پر جلا یہہ
چارو طرف ہے دیکھو تو کیا یہہ	ہے نورِ احمد صلِّ علےٰ یہہ

شمس و قمر مین الحمدللہ

عابد جہان کا کیا کیا تماشا	آگے نظر کے گذرا تماشا
چارون طرف ہے ہوتا تماشا	خاموش ہو کر دیکھا تماشا

حق کا بشر مین الحمدللہ

رہتے خفا تھے وہ شاہ ذیجاہ — ہم بندہ کمتر ذی رتبہ وہ شاہ
بسکہ ہمیشہ ہم سے تھے ہوا خواہ — اُنکے ہمارے پھر اب ہوئی راہ

الحمد للہ الحمد للہ

کوئی توانگر کوئی گدا ہے — کوئی کدورت کوئی صفا ہے
جز ذاتِ حق کے کس کو بقا ہے — یہ ملک یہ حکم کس کو رہا ہے

الحکم للہ والملک للہ

مین کب کسی سے رکھتا ہون الفت — جو چاہے اُلفت دیتا ہون صُحبت
مین جانتا کیا راہ خصومت — یارو غلط ہے مین اور کدورت

استغفر اللہ استغفر اللہ

ہین اِس سخن کے سب لوگ راوی — سُن پایا قول مخدوم ساوی
عرفان و وحدت پر تھے وہ حاوی — باد شمن و دوست ہونین مساوی

الحب للہ والبغض للہ

ہین کون وہ دو ابلیس وخناس — اپنے تو کوئی آتا نہین پاس
دل مین نہ لانا عابد تو وسواس — کیا ہی صَفا کو ہے پاسِ انفاس

خمسہ بر غزل — ہردم کرے ہے دولا کھہ توبہ — صفا

ایدل ہے مجھکو کب کس کی پرواہ
دنیا کی اُلفت کرتی ہے گمراہ

حلالِ مشکل اپنا ہے وہ شاہ
بس بیوفا ہے یہ شوخ ہمراہ

اللہ اللہ واللہ باللہ

لوں مین زبان سے کیا نامِ ہستی
ہوتی سحر ہے کب شامِ ہستی

ہون مبتلا سے آلامِ ہستی
تیرا بُرا ہوا سے دامِ ہستی

مجھکو پھنسایا للہ فی اللہ

دل ہی نہین ہے وحشت زدہ کچھہ
کہتے ہمیشہ ہین یہ گدا کچھہ

ہووے نہ قولِ عرفان ادا کچھہ
ہوا مرتو اسے ہیگی صدا کچھہ

کیون سائین داتا کیون مرشد اللہ

صحت سے روشن ہے قال کسکا
کوئی نظر پر آیا نہ ایسا

اس شش جہت کو عالم مین ڈھونڈا
کچھہ ہی سمجھتے تم حال اُس کا

یالیت شعری ایام القاہ

ہے رشکِ خورشید عابد کا مطلع
ہے دُرِ شہوار حرفِ مقطع

اور ماہِ نو ہے ہر ایک مصرع
کیا پُرصفا ہے طرزِ ملمع

سبحان اللہ اے بارک اللہ

ردیفِ یائے تحتانی

ہاتھ مین اپنے نہ رکھ شمشیر میرے واسطے
بس ہے مژگان کا اشارہ تیر میرے واسطے

مین ہون عاشق نرگسی آنکھین نہ مجھسے پھیرے
ہین غزالانِ ختن نخچیر میرے واسطے

کردیا روزِ ازل حق نے مقرر بہرِ خلق
اُسپہ ہون راضی جو ہے تقدیر میرے واسطے

ہو تمہارے ہاتھ کا لکھا مجھے منظور ہے
خوب ہو یا زشت ہو تحریر میرے واسطے

صفحۂ سینہ پہ ہے دلکی تسلی کے لئے
عشق نے کھینچی تری تصویر میرے واسطے

مصحفِ رُخ پر ترے زیبا خطِ زلفِ عروس
حُسن نے لکھی ہے تفسیر میرے واسطے

علمِ منطق کے مقولے یاد عابد کو نہین
زاہدا کرتا ہے کیون تقریر میرے واسطے

اگر پوچھو میرا نشان بے نشان ہے
کہ رہنے کا میرے مکان لامکان ہے

کہی آیتِ نحن اقرب جو تو نے
تو پھر تجھہ مین مجھہ مین جدائی کہان ہے

جو پردہ مین رہ کر کیا مجھکو ظاہر
پتا ذاتِ اقدس کا مجھسے عیان ہے

نہ ارض و سما ہے نہ یہ شش جہت ہین
ہماری خودی کا نرالا جہان ہے

نہین ہے بجز تیرے کچھ شئے جہان مین
جو ڈھونڈھتا ہے وہ تجھمین نہان ہے

سدا فیض عابد کو ہے دل سے حاصل
فقط ناصحون کو یہ جھوٹا گمان ہے

گُل ہے وہ کہین کہین کلی ہے | ہر حال مین رنگ مین بھلی ہے

بانکی ترے سر پہ جو کلی ہے | جب سے دیکھا ہے بیکلی ہے

نزدیک ہمارے وہ خفی ہے | کثرت مین جو دیکھو تو جلی ہے

بھاتی نہین ہم کو سیرِ گلشن | مسکن اپنا تیری گلی ہے

جانیگا نہ کوئی رمزِ باطن | سمجھے گا وہی کہ جو ولی ہے ۔

بس حلقہ بگوش ہوتے ہین دل | ہلتی جسوقت جھلملی ہے ۔

وعدۂ وفا کیا جو تو نے | اسوجہ سے دل کو بیکلی ہے

ابرو کی صفت بیان کیا ہو | تلوار ہر اک جگہ چلی ہے

وہ شیرِ اللہ وصیِ احمد | نام اُن کا غضنفرِ علی ہے

معراج مین ہمرکابِ احمد | جبریلؑ جوانِ اردلی ہے

پوچھے گا جو کوئی نام میرا
کہدونگا کہ عابدِ علی ہے

آتی ہے پسینہ سے تو بُو مشک واگر کی | اور شکل پہ از بسکہ رہے اس رشکِ قمر کی

اشکون مین جو سُرخی ہے مرے لختِ جگر کی | وہ آبرو لیتی ہے یقین لعل و گہر کی

اُمید جہان بستۂ دامانِ کرم ہے | خلقت ہے نمایان مگر صاحبِ بشر کی

مین بندہ ہون بندے کا خدا اس سے ہے واقف
سچ بات یہی ہے مرے دل اور جگر کی

حسرت سے ہر اک گل کا ہوا چاک گریبان
جس باغ مین اُسنے پئے گلگشت نظر کی

رُخ اپنا دکھایا جو نقاب اُسنے اُلٹ کر
نظرون مین مری گھٹ گئی توقیر قمر کی

کیا دیتے ہو بل زُلفِ معنبر کو تم اپنی
پیچیدہ وہ ہوان دیتی ہے بتّی ہی اگر کی

رندون کے سدا مُنہ وہ چڑھی رہتی ہے ساقی
یہ بنتِ عنب گھاٹ کی ہے اور نہ گھر کی

آزاد کو دنیا مین نہین کام کسی سے
کب آرزو ہے سروِ گلستان کو ثمر کی

جیتے رہو تم لاکھ برس ہم تمہین دیکھین
ہو حق سے عطا شاہِ دکن عمر خضر کی

تعلیم و قواعد سے وہ جھنجلا کے ہین کہتے
عابد کبھی عادت یہ نہین اپنے پدر کی

تیر پر تیر لگاؤ تمہین ڈر کس کا ہے
دل یہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

ہم رہین فرشِ زمین ہائے سر اتنا ہی غرور
تم نہین پوچھتے قدمون پہ یہ سر کس کا ہے

سیکڑون بار چلے آئے ہو گھر مین میرے
اُنکے باہر ہی سے کہتے ہو یہ در کس کا ہے

عاشق اپنی جتاتا ہون تو وہ کہتے ہین
میرا عاشق نہین یہ خاک بسر کس کا ہے

کرتے ہین آپ شرارت سے بُرائی ہر وقت
کہتے عابد سے ہین اُلٹے کہ یہ شر کس کا ہے

ہم نے اُس بُت پہ جو نظر کی
نظرون مین کوئی نہین سماتا
اللہ کو منہ دکھائین کیونکر
تم ہو تو ہے جانِ جان ہی زندہ
شاہنشہ مُلکِ حُسن تم ہو
کعبہ کے سفر مین پھر زاہد

تنویر تھی طور کے شجر کی
ہے جب سے لگن لگی ادھر کی
تسبیح تو کر رہے ہین ہر کی
واللہ قسم ہے مرے سر کی
سر پر زیبا کلاہ زر کی
ہے قدر شُتر سے بڑھ کے خر کی

عابد کے ڈرانے سے ڈرین کیون
معلوم ہے بات خیر و شر کی

تم نہ ہوتے جو محمدؐ تو نہ ہوتا کوئی
تم تو ہو احمدِ بے میم کہے کیا کوئی
شبِ معراج کا رتبہ نہین پایا کوئی
یون تو مُرسل ہوئے لاکھون ہی پیمبر لیکن
ذات پر آپ کی ہے ختم رسالت بیشک
طور پر پہونچے جو موسیٰؑ تو فلک پر عیسیٰؑ
زُلف واللیل تو عارض ہے تمہارا والشمس
جب تمہین جانتی ہے شافعِ محشر مخلوق

رُتبہ لولاک کا پایا نہین ایسا کوئی
یا رسولِ عربی تم کو نہ جانا کوئی
آپ سا جلوہ خدا کا نہین دیکھا کوئی
بخدا آپ کا ہمپایہ نہ آیا کوئی
پھر نبی دہر مین ہوتا نہین پیدا کوئی
عرش پر آپ کی مانند نہ پہونچا کوئی
پڑھ لی تفسیر تو کیا اُن کو نہ جانا کوئی
خوف پھر کاہیکو عصیان کا رکھیگا کوئی

یہی افسوس ہے عابدؔ کو شب و روز حضور
آپ کی شان کا لکھا نہ قصیدہ کوئی

وصلِ دلدار کا مرشد سے سوال اچھا ہے
ٹھیک یہ رائے ہے اور اپنا خیال اچھا ہے

وصل کیواسطے اُنسے یہ سوال اچھا ہے
ماہ اچھا ہے یہ دن اچھا ہے سال اچھا ہے

تازہ تازہ اُنھین دل لینیکا اب شوق ہوا
میرا دل لیکے بتاتے ہین یہ مال اچھا ہے

عمر بھر لی نہ خبر میری مگر وقتِ اخیر
پوچھتے ہین وہ مجھے روز وصال اچھا ہے

حور کو دیکھا پری سے ملا یوسف کو سُنا
سب حسینون نسے ترا حُسن و جمال اچھا ہے

غیر کے لُطف سے گر لاک خوشی ہو تو بری
یار سے ایک ہی پہونچے تو ملال اچھا ہے

وہ عیادت کو مری آئے تو ہنسکر بولے
یہہ تو مرنیکا نہین اسکا تو حال اچھا ہے

شُکرِ ساقی کا نشہ مین مین ادا کرتا ہون
تو بھی اچھا ہے میان تیرا کلال اچھا ہے

عشق کیا تھہری جو وصل ہو بےلطفی ہے
بعد فرقت کے اگر ہو تو وصال اچھا ہے

زُلف کو کھولکے پہیلا کے وہ مجھسے بولے
طایرِ دل کیلئے تیرے یہ جال اچھا ہے

عشقبازی سے مُعرّا ہین تمامی عابدؔ
لُطفِ معشوق سے تجھہ مین یہ کمال اچھا ہے

ہر مژہ اُس ترک کی اِک تیر ہے
دل مرا اُسکے لئے نخچیر ہے

کچھ بھلا ہو یا بُرا لکھدیجئے
آپ کی تحریر ہی تقدیر ہے

آنکھ کا پردہ کیا تو کیا کیا
میرے دل مین آپ کی تصویر ہے

ہون مریضِ عشق بوسہ دیجئے
اِن لبون کی جانفزا تاثیر ہے

بیل اُلفت کی بڑہی ہے اِسقدر
عاشقونکے پاؤن مین زنجیر ہے

آج تو کچھ ہے ارادہ قتل کا
تیز خنجر باڑھ پر شمشیر ہے

بات اچھی ہی تو ہوتی ہے بُری
کیا مری تقدیر کیا تدبیر ہے

وصل سے شاید ہون شیرین کام ہم
میٹھی میٹھی اُن کی اب تقریر ہے

جلوۂ جانان نے دل روشن کیا
دل مین عابد کے وہی تنویر ہے

کہین میرا کہین ترا دل ہے
یہی اک اختلاف مشکل ہے

یہی رسمِ وفا سے قاتل ہے
جس جگہہ دیکھو ایک بسمل ہے

تیری کاکل مین جو مرا دل ہے
ایک دیوانہ ایک عاقل ہے

قشقہ ماتھے پہ تیرے کیا تل ہے
کُفر اسلام مین بہی شامل ہے

اب ترے ہاتھ مین مرا دل ہے
دیکھ لے آئینہ مقابل ہے

یون تو لاکھون حسین ہین لیکن
حُسن مین ایک تو ہی کامل ہے

چہوٹے مجھسے حساب جور و وفا — کون باقی ہے کون فاضل ہے

مینہہ برستا ہے مے پلا ساقی — رحمتِ حق بہی ہم پہ نازل ہے

جامہ عامہ کا ہے سب دہوکا — سمجھے عالم جسے وہ جاہل ہے

لا کو اِلّا مین کیون ملایا شیخ — یہہ تو سب جہگڑا تیرا باطل ہے

کیا کرے گا وہ لیکے جنّت کو — دل و جان سے جو تیرا واصل ہے

غیر سے کام کچہہ نہین مجہکو — عشق مین تیری ذات حاصل ہے

جسنے چاہا تجہے ہوا بیکار — کوئی دیوانہ کوئی بیدل ہے

وہ حقیقی ہے یہہ مجازی ہے — کہ خدا کا خدایگان ظل ہے

عابد اِتنے سفر کئے پر بہی
عشق مین آج پہلی منزل ہے

تم سے اک مطلب کی کہنی بات ہے — سُن لو پچتاؤ گے تہوڑی رات ہے

آپ کی تحریر بہی ہے نقشِ حُب — آپ کی ہربات مین اِک بات ہے

دیکہنا اُس گیسو و رُخ کی بہار — راتین دن ہے تو دنین رات ہے

کوئی ہمدم یار سے کوئی جُدا — کوئی غمگین کوئی خوش اوقات ہے

بہیجتے ہین وہ مرے خط کا جواب — اس سے بہتر کیا کوئی سوغات ہے

خیر جو تم نے دیا ہم نے لیا
بوسہ دیگر کہتے ہو خیرات ہے

بازیٔ شطرنج ہے عارف کے ہاتھ
عاشقون کی عابدون پر بات ہے

مجھسے وہ بار بار ملتا ہے
مضطرب کو قرار ملتا ہے

اُسکے ملنے کو دوستی ہے شرط
کہین غیروں سے یار ملتا ہے

یہہ مرے گلبدن کا ہے ارشاد
طالبِ گُل کو خار ملتا ہے

تیرے ملنے سے اے مرے محبوب
مجکو پروردگار ملتا ہے

جھوٹ ہی وعدہ وصل کا کر لے
یون ہی دل کو قرار ملتا ہے

انتقالِ مکان ہے اسکا نام
چھوڑ کر گھر مزار ملتا ہے

نحنُ اقرب کے نغمہ کو عابد
رگِ گردن کا تار ملتا ہے

میرے دل مین تو جان اور ہی ہے
اور تیر الگمان اور ہی ہے

اولیا سب بزرگ ہین لیکن
اپنے مرشد کی شان اور ہی ہے

تو نے حاجی حرم مین کیا دیکھا
اُس مکین کا مکان اور ہی ہے

میرے قاصد نے راہ ٹھیک نہ لی
اُسکے گھر کا نشان اور ہی ہے

پان کہاے ہین ہمنے اکثر سے
ہاتھہ کا تیرے پان اور ہی ہے

ناصحا بس کر اب نصیحت کو
بات اک میری مان اور ہی ہے

اہلِ دہلی کے ہے زبان مین لطف
کہ وہان کی زبان اور ہی ہے

ہون زمانے مین لاکھہ اہلِ سخن
داغ کی آن بان اور ہی ہے

بہت افسانے سن سئے عابد
اپنے غم کا بیان اور ہی ہے

تم رہو گے کس مکان مین کونسا گھر چاہیئے
کعبہ یا دل یا کلیسا یا کہ مندر چاہیئے

حسن آرا ہو نہین ہے عیب دل دیکھو مرا
دیکھنی شکل آئینہ مین اپنی اکثر چاہیئے

تم کسی پردہ مین آؤ ہم اسی دم تاڑلین
وضع ہان اچھی ہے پر اس سے بہی بہتر چاہیئے

دل کی قیمت کچھہ نہین جبتک حسین دلبر نہو
دل اگر پہلو مین ہو تو کوئی دلبر چاہیئے

ہجر مین زاہد کی خاطر ہو گئی گرمی حرام
وصل مین تو عاشقِ صادق کو ساغر چاہیئے

کیا غرض عیسیٰؑ سے مجکو یا ہو موسیٰؑ کی ہو
میری بخشش کیلئے میرا پیمبر چاہیئے

اس غزل کی قدر جب ہوگی کہ اہلِ دل سنین
اور فرمائین کہ عابد اس سے بہتر چاہیئے

یہ طلب میری نہین ہے اور بہتر چاہیئے
مرضئ والا جو ہو وہ بندہ پرور چاہیئے

ال وزر دے تو گدا کو مانگتا ہے مال وزر
چشم الطاف و محبت تیری ہم پر چاہیے

وصل کا پیغام دو یا ہجر مین کچھ کام دو
شغل عاشق کیلئے کوئی مقرر چاہیے

نور سے کیا بحث ہم کو نار سے ہے کیا غرض
دل مین عاشق کے نرالا کوئی اخگر چاہیے

وعدۂ فردا پہ بھی انکار ہو تو کیا عجب
اُنسے دستاویز لکھوانی مقرر چاہیے

کیونکر اُسکے رُخ کو چھولون سانپ ہین وہ پاسبان
دفع کرنیکو مجرّب کوئی منتر چاہیے

کہتے ہین وہ عشق مین داد و ستد کا ہے مزہ
ایک بوسہ لو تو اِک بوسہ برابر چاہیے

پارسائی ہو کہ رندی ہین یہ سب فعل عبث
جس سے تو راضی ہے وہ اپنا مقدر چاہیے

اُس لب شیرین کا مجھکو ایک ہی بوسہ ملا
آرزو یہ ہے کہ پھر قند مکرر چاہیے

مشکل آسان جلد کیجے یا علیؑ مشکلکشا
مہربانی آپ کی **عابد** پہ حیدر چاہیے

سمجھ اے بیخبر جانا کہان ہے
کہان کا ہے سفر جانا کہان ہے

مرے پہلو مین کیون بیچین ہے تو
تجھے رشک قمر جانا کہان ہے

مقام عاشقی مین اے محبتو -
تمہین کہدو کہ مرجانا کہان ہے

نہین انکار ہے وعدہ سے اُنکو
وہ راضی ہین مگر جانا کہان ہے

نہ ہوتا ایک بھی مرنے سے ناخوش
خبر ہوتی اگر جانا کہان ہے

چلا عابد حرم ہند و بنارس
یہہ جاتے ہین کدہر جانا کہان ہے

گو مرے گہر مین مرا آئینہ رو آتا ہے
سخت حیرت ہے کہ ساتہ اسکے عدو آتا ہے

بیدہڑک محفلِ جانان مین چلا جاؤنگا
توبہ توبہ مجہے کب خوفِ عدو آتا ہے

یہ ہمارا دلِ شیدا تو نہ ہوا اے دلبر
کرکے تعویذ جو تو زیبِ گلو آتا ہے

جب سے نظارہ ہوا نرگسِ فتان کا تری
جام آتا ہے مجہے خوش نہ سبو آتا ہے

دم بخود ہون تری الفت مین کچہہ ایسا ظالم
ہاے آتی ہے مرے لب پہ نہ ہو آتا ہے

اتنی جلدی نہ پڑہو میرے جنازے کی نماز
ٹہرو ٹہرو وہ ابہی کرکے وضو آتا ہے

یہی رونا ہے تو پہر دل کی مرے خیر نہین
اشک کیسا تہہ اب آنکہونسے لہو آتا ہے

دلکو بہلاتا ہون یون دیکے تسلی شبِ ہجر
کوئی دم جاتا ہے وہ آئینہ رو آتا ہے

شیخ کے منہہ سے برستی ہے جو ستی ایسی
کیا مئے ناب سے یہ کرکے وضو آتا ہے

کچہہ عجب حال ہے اے عابدِ مضطر تیرا
آج کس بزم سے اٹہا ہوا تو آتا ہے

ملگئی آپ کے باعث ہمین دولت دلکی
اسمین رہتا ہے خدا بڑہ گئی وسعت دلکی

ساکن فرش ہے کرتا ہے مگر عرش کی سیر
آزمائی ہے بہت جرأت و قدرت دلکی

دل سمجھتا ہے جہان جسکو وہ ہے مضغۂ گوشت
اس سے کیا کام ہو جب ایسی ہو صورت دلکی

آنے جانیکو نفس کے یہ سمجھنا بیکار
یہہ کسی کام کو جاری ہے سفارت دلکی

دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی اپنا جانے
ایسا دل چاہئے ایسی ہو مروّت دل کی

اب یہہ بتخانہ بنا پہلے خدا کا گہر تہا
کیا کرے کوئی بدل جاے جو حالت دلکی

مین مراقب جو ہوا آئی ندا آخرِ شب
ایسے ہی وقت تو کہلتی ہے حقیقت دلکی

ناصحا خوب بکے حالتِ دل کیا معلوم
ہو جو معلوم تو کہئے میرے حضرت دلکی

کوئی حاجت نہین اسواسطے ہے استغنا
نہین معلوم تجھے اب ہی امارت دلکی

لاکھہ ہین تجھسے سوا اور حسین دنیا مین
کیا کرون اُنپہ نہین تجہپہ ہے رغبت دلکی

نہ تو زاہد سے ہے کچھہ کام نہ عابد سے غرض
وقتِ آخر مجھے کافی ہے وصیّت دل کی

عرشِ اعظم سے بھی بڑھکر ہوئی رفعت دلکی
اللہ اللہ یہہ قسمت ہے یہہ عظمت دلکی

جذبۂ شوق سے وہ آے ہین میرے گہر مین
مجھکو معلوم ہوئی ہے یہہ کرامت دلکی

کیفیتِ مے کی دکھاتی ہے اُسی کی صورت
ملتی ہے جام مین ہی خوب شباہت دلکی

اپنے عاشق پہ خفا کہیل یہ تیرا ٹھہرا
تجہپہ الزام نہین ہے یہہ شرارت دلکی

جانسے مال سے حاضر ہے ترے دم کیلئے
آزماتا ہے تو کیا میری سخاوت دلکی

کیون کرین میرے لئے حضرتِ ناصح تکلیف
گوشِ ادراک سے سنتا ہون نصیحت دلکی

یہہ تو ہم بیش بہا ہے فقط انکے نزدیک
دلربا کرتے ہین عزّت و قعت دلکی

دل مرا تیرے لئے مجھسے یہی کرتا ہے مدام
یہی تکرار ہے ہر دم یہی حجّت دلکی

کیون ڈراتا ہے خفا ہوتا ہے تقصیر ہے کیا
آمین محبوب ہو مین تجھپہ ہے چاہت دلکی

دلسے راضی ہے تو ظاہر مین ہوا مجھسے خفا
تیرے چہرے سے نمودار ہے فرحت دلکی

اعتراض اسنے کیا مول جو مانگا مین نے
جان دیکے تو مجھے لیتا ہے قیمت دلکی

عشق نے گھر سے نکالا ہے مین جنگل کو چلا
مجھکو مجنون سے ملائیگی یہہ وحشت دلکی

حق یہین ہے جو ذرا دل کی طرف غور کرو
ابھی کھلجائے تمہین خوب حقیقت دلکی

میرے آگے نہ کرو واعظو دوزخ کا بیان
ایسی تسکین کرو جاے جو وحشت دلکی

دل کا مقصد نہ بر آئیگا کسی سے ہرگز
وہ مٹائے تو نکلجائیگی حسرت دلکی

اسی انکار سے اقبال کی بو آتی ہے
کیسا پہچانتے ہین کہتے ہین صولت دلکی

لو پھر آتا ہے وہ غارتگرِ دین اے عابد
اب خبر رکھیئے بدل جائے نہ نیت دل کی

جلد بلوا جو بلانا ہو بلانے والے
بزمِ عالم مین ہزارون ہین ستانیوالے

شمع کہتی ہے کہ پروانہ سے دیکھون ہمت
اے مرے پیارے پر و بال جلانیوالے

دُرِ نایاب ٹپکتے ہین مری آنکھو نسے
ہار لے موتی کا اے آنکھ لڑانیوالے

تو مقابل ہو شفق تیرا یہ رُتبہ ہے کہان
سُرخ رو ہین وہ مرے پان چبانیوالے

آج کیا قحط ہے کیون دیر ہے آنہی ساقی
اپنے ہاتونسے مجھے روز پلانیوالے

کعبۂ دل تو ہے مضبوط بنا مدت سے
کوئی بتخانہ بہی بنائے بنانیوالے

ہجر کے خوان مین ہے وصل کی نعمت کا مزہ
آپ ہین رنج مین شادی کے دکہانیوالے

دل تو لاکھون کے چراتا ہے بہلا ہم بہی ہین
آنکھ سے آنکھ ملا آنکھ ملانیوالے

آپ ہنستا ہے مرے حال پہ تو ساری رات
شمع سان مجھکو رُلاتا ہے رُلانیوالے

ہم کو کیا پوچھتا ہے کون ہے یہہ کون ہے یہ
سُن لے ہم ہین تجھے پہلو مین سلانیوالے

اُس کی تعریف کرین رنج ہمین دین عابد
رہین سرسبز مرے دل کے جلانیوالے

تیرے انداز وہ ہین مجھکو بلانیوالے
بیخ و بنیاد کو عاشق کی مٹانیوالے

ملتفت گر ہو معشوق مجازی تو خیر
کیا نہین ہین دلِ عاشق مین منانیوالے

منتظر تیری طلب کا رہون آخر کبتک
دیر سے بیٹہا ہون مشتاق گہر آنیوالے

کیا کمی ہے تری درگاہ مین اے ربِ کریم
دینے والے مجھے اورونسے دلانیوالے

دیر ویران کئے مسجدین خالی کردین
تیرے پہلو مین ہین پہلو کے بسانیوالے

میری سنتا نہین سنتا ہے تو ہوتا ہے خفا
کیجئے گا ہمین پامال پس مرون بہی

اپنا ہی حال سنا خیر سنا نیوالے
خاک امید ہے مٹی مین ملانیوالے

وہ تو ہر جا ہے دعا دل سے تو کر اے عابد
ہاتہہ کیون خالی اٹہتا ہے اٹہا نیوالے

جہان مین مجہسا برا نہین ہے
نہین ہے اے کبریا نہین ہے

مین چاہتا ہون تجہے ستمگر
کچہہ اور منشا مرا نہین ہے

مسلکے دل کو وہ کہہ رہے ہین
یہہ تیری پوری سزا نہین ہے

فدا ہے کیون اسپہ اک خدائی
یہہ مین نے مانا خدا نہین ہے

وہ دیکہکر داغِ دل یہ بولے
چمن کچہہ ایسا ہرا نہین ہے

مین دلسے شیدا ہون تجہپہ ظالم
تو مجہپہ کیون مبتلا نہین ہے

مین دیکہتا ہون جو غور کرکے
جہان مین مجہسا برا نہین ہے

تمہین یہہ کہدو ہمار آنا
تمہارے گہر مین بجا نہین ہے

جو درہم داغ ہے جگر مین
پرکہہ تو لو کیا کہرا نہین ہے

کسی کی الفت مین دل ہمارا
قسم ہے عابد بہرا نہین ہے

وہ روٹھہ ہی گئے ہین تو جا کر سنائینگے
مشتاقِ وصل چھوڑ کے یہ ورنہ جائینگے

دکھہ درد ہنتو نسے ہم اپنا سنائینگے
مقصد ہمارے آپ ہی سے سب بر آئینگے

مر جائینگے تو جائین گے زندہ نہ جائینگے
عاشق سے کیسا پردہ چھپیگا نہ رازِ دل

اس در سے اُٹھکے اور کہان گھر بنائینگے
مین تاڑ جاؤنگا وہ جب آنکھین ملائینگے

بیمار تیرے نرگسِ بیمار کے یون ہی
دل خانۂ خدا ہے بسو چین سے یہان

مر مر کے دردِ عشق کی لذت اُٹھائینگے
ایسے مکانمین تم کو مکین ہم بنائینگے

رنجیدہ کیون پھرا ہے تو قاصد جو ہو سو کہہ
انکو غرض ہے آئینگے ورنہ نہ آئینگے

عابد ہون پر خلاف عبادت ہین فعل سب
جنکا ہون اُمتی وہی جنت دلائین گے

دکھایا صبح کو منہہ پان کہا کے
ہوئی جب شام تو مستی لگا کے

کیا دیوانہ تو نے دل مین آ کے
کہون یہہ بات اب مین کس سے جا کے

کہے جاتا ہے تو اپنی ہی ہر وقت
ذرا میری بھی سُن بندے خدا کے

زبان سچی ہے کس کی کون جھوٹا
مجھی سے کہتے ہو مطلب سُنا کے

یہان آنے مین ہے کچھہ ننگ کچھہ عار
وہ ملتا ہے تو گھر اپنے بلا کے

اشارو نسے ادا کرتا ہے مطلب
عجب غمزے ہین میرے دلربا کے

طبیعت صاف ہے غصہ نہین ہے
بُرا کہتا بہی ہے تو مسکرا کے

مرا ہی نامہ کیا مجہکو لا کے
دیا کیا جلد خط قاصد نے آ کے

ترا کیا کام تہا رندون مین ناصح
سلامت اب کہان جاتا ہے آ کے

یہہ عابد دوستی کا اُسکے ہے پہل
ملا ہے داغ ہی تو دل جلا کے

کوئی کافر کوئی مومن کے لئے
گہر بنائے تو نے کن کن کے لئے

ایک ہی ہو جائین بس مین اور تو
غیر ممکن کب ہے ممکن کے لئے

وحدت و کثرت کا جہگڑا ہے بڑا
مین ملا ہون اسین ضامن کے لئے

ہو جو غائب اُسکو حاضر دیکہہ لین
فرض ہے یہہ اہلِ باطن کے لئے

غیر کے سایہ سے یارب تو بچا
وہ پری موزون نہین جن کے لئے

خوش رہین سلطان عثمانِ علی
مانگتے ہین ہم دعا ان کے لئے

کر جوانی مین نہ عابد ترکِ مے
مقتضی ہے یہہ اِسی سن کے لئے

اُسکے بوسے ہم نے تن تن کے لئے
کچہہ تو پیدا کی ہوا اِس فن کے لئے

صاف کب ہوتا ہے دیکہا چاہئے
کیا کرین ہم ہائے بدظن کے لئے

دور ہین وصلِ بُتِ خود کام سے
مر کے بہی اُٹھون نہ اِس دہلیز سے

ہم نے بچنے کے لئے منگے لئے
دے جگہ تہوڑیسی مدفن کے لئے

وہ جہاتے ہین جو تلون اپنا عشق
جامۂ عریان ہے کافی اے جنون

کہدین قیمت کیا ہے فی منکے لئے
زیبِ عاشق ہے یہی تن کے لئے

آج عابد کوچۂ دلدار مین
ہم جگہہ دیکہین گے مدفن کے لئے

خلاف کہنے مین ہے کیا مزا کہو تو سہی
وفا شعار ہون یا بیوفا کہو تو سہی

وہ قول مجہسے جو تہا کیا ہوا کہو تو سہی
بہلا ہون یا مین بُرا تم ذرا کہو تو سہی

مسیح جانین گے تم کو اگر شفا ہو گی
ہمارے درد کی ہے کیا دوا کہو تو سہی

مین ایسے دلیون کا عاشق نہین قسم لیلو
ہے تمسا اور کوئی دوسرا کہو تو سہی

تمہین جو چاہا خطاوار ہو گیا بیشک
مرے یہ جرم کی کیا ہے سزا کہو تو سہی

پلا کے مے مہ صفائین یون وہ کہتے ہین
پہر روزہ کیون ہے قضا آپکا کہو تو سہی

جو دلمین دیتے ہو تم بد دعا نہین پروا
زبان سے میرے لئے کچھہ دعا کہو تو سہی

وہ مے کا جام دکہا کر مجہسے یہ کہتے ہین
بنے ہو کب سے یہ تم پارسا کہو تو سہی

بیانِ عیش بہی ہان نصفِ عیش ہے عابد
شبِ وصال کا کچہہ ماجرا کہو تو سہی

غیر کرتے ہین ترے پاس شکایت میری
انکو یہ ڈر ہے کہ بڑھ جاے نہ عزت میری

آرزو دل کی یہی اور ہے حسرت میری
اُسکے کوچہ مین آ ہی بنے تربت میری

یہ حقیقت ہے حقیقت مین حقیقت میری
نہ یہہ گھر میرا نہ زر میرا نہ صورت میری

خودنمائی مین ہے مشغول ہر اک فردِ بشر
کون سُنتا ہے زمانہ مین نصیحت میری

اے طبیبو نہ کرو فکرِ دوا میرے لئے
اب سنبھلتی ہے کہین بگڑی طبیعت میری

اپنے مطلب کی کہا کرتا ہے ہر کوئی وہان
ذکر میرا نہین آتا کبھی قسمت میری

بتکدہ کو مین چلا چھوڑ کے راہِ کعبہ
اب خدا جانے یہ کیون بدلی ہے نیت میری

نام لیلےٰ کا کہان ہو گیا مجنون ماضی
ذکر ہر جا یہ ہے تیرا تو حکایت میری

کفر و اسلام بد و نیک شب و روز ہین ایک
ایسی دنیا مین نہین جیسی ہے غفلت میری

تو بڑی بات سمجھتا ہے اسے اے عابد
منحصر شہ کی توجہ پہ ہے نوبت میری

مجھسے وہ پوچھتے ہین آج یہ حالت کیسی
باتون باتون مین بگڑتی ہے طبیعت کیسی

بات بھی تو نہین کرتے وہ کدورت کیسی
نام اُلفت سے وہ ڈرتے ہین محبت کیسی

وصل سے شاد عدو ہمکو ہے دیدار حرام
ہم سے نفرت ہے تو غیرون سے محبت کیسی

ہمکو کیا حق ہے وہ بخشے کہ نہ بخشے ہمکو
ہم ہین مجبور وہ مختار ہے حسرت کیسی

آج کل دہر مین ہے اوج پہ حرمت کا عروج
ترے مہجور ترے ہجر مین یہ کہتے ہین
تم تو آتے ہی یہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین
امتیاز اب نرہا تیری محبت مین مجھے
آج کچھہ نشہ کیا حضرت واعظ نے ضرور
غیر کیا کچھہ نہ کیا اُسکو بُرا کچھہ نہ کہا

جانتا ہی نہین کوئی کہ ہے حالت کیسی
یہ قیامت جو نہین اور قیامت کیسی
بیٹھہ ہی جاؤ مریجان یہ عجلت کیسی
نام عزت کا ہے کیا اور ہے ذلت کیسی
ورنہ پہر اُنکی زبان مین ہے یہ لکنت کیسی
مجھسے ہی کرتے ہو تم میری شکایت کیسی

آج میخانہ مین کیسے نکل آئے عابد
آپ اور آپکو میخوارون کی صحبت کیسی

اُن کو دل کی خبر نہ ہو جائے
یہی ہو گا سکوت کا باعث
صرف ہوتا ہے وان سہاگ کا عطر
گہورتے ہین وہ عاشقون کیطرف
نہین دیتے وہ اسلئے تصویر
نقشہ بے مثل حسن ہے یکتا
رہنے دے مشت خاک عاشق کی

کہین غصہ ادہر نہ ہو جائے
باتون باتون مین شر نہ ہو جائے
پیسے تولہ اگر نہ ہو جائے
تیر اُن کی نظر نہ ہو جائے
عشق کا کچھہ اثر نہ ہو جائے
حور وہ سیمبر نہ ہو جائے
اے صبا در بدر نہ ہو جائے

گھر یہ اللہ کا ہے اے عابد
کہین مسجد ہی گھر نہ ہو جائے

آج وہ تمین مرے جان مرے گھر آئے
یہ تو کہیے کہ کدھر راہ بھٹک کر آئے

یون تو دریا مری آنکھون سے بہا کرتے ہین
دیکھیے کب وہ کسی روز سمندر آئے

وائے قسمت جو لکھی ہین نے ثنائے ابرو
ذبح کرنے وہ مجھے کھینچکے خنجر آئے

تھے سراپا وہ پریشان ہی کرنیوالے
جو تصور دل بیتاب کے اندر آئے

آج پہلو مین خلش ہے نہ تپش ہے یارب
ہم کہان چھوڑ کے اپنا دل مضطر آئے

مجھسے جب ملتے ہین تو میری تسلی کیلئے
کہتے ہین وہ بخدا یاد تم اکثر آئے

امتحان لیکے وفادار مجھے کہتے ہین
شکر کی جا ہے کہ مدتین وہ رہ پر آئے

جذبۂ شوق مین جس شئے پہ نظر میری پڑی
بخدا آپ نظر مجھکو برابر آئے

کہتے ہین حضرت ناصح نہ کرو عشق بتان
واہ میرے لئے کیا خوب یہ رہبر آئے

عابد عارف باللہ بصد صولت و جاہ
ہو کے دریائے حقیقت کے شناور آئے

حسرت نئی نئی ہے تو ارمان نئے نئے
کرتا ہون روز وصل کے سامان نئے نئے

جھوٹی قسم کو آپکی پہچانتا ہون مین
کس کام کے ہین وعدہ و پیمان نئے نئے

باتین نئی ہین آپ کی ہوگا یہی سبب
آتے ہین انجمن مین جو انسان نئے نئے

منظور تم کو ہے ہین نہ آؤن تمہارے پاس
اسواسطے بدلتے ہو دربان نئے نئے

ظاہر ہے پردہ اور ہے چلمن سے تاک جہانک
دیکھے تمہارے غمزے مین پیکان نئے نئے

عارض کا بوسہ ایک دوا اور لب کا دوسرا
ہوجائین مجھپہ آپکے احسان نئے نئے

لیلےٰ کی راہ پوچھہ تو مجنون سے عاشقو
دیکھے ہین اُسنے پہرکے بیابان نئے نئے

وہ پوچھتے ہین وصل کی شب مجھسے کیا کہون
کیا کیا گمان تھے شب ہجران نئے نئے

یہ باتین راز کی مرے سمجھینگے اہلِ دل
کیا جانتے ہین اِنکو سخندان نئے نئے

عابد یہ عشقِ یار مین کیا ہو گیا تجھے
کرتا ہے چاک روز گریبان نئے نئے

عشق مین بدلے ہین اطوار یہ دیوانے کے
دشمن اپنے کے تو ہم دوست ہین بیگانے کے

آنے جانے سے ترے کچھ نہین قاصد مطلب
کاش سامان کرین خود وہ یہان آنیکے

دوستی مینے جتائی تو کہا غصہ سے
تو خطاوار ہے قابل ہے سزا پانیکے

اِتنا کیون بہولے ہمین یہہ ہی ہماری قسمت
اے مسبب ہون سبب ہم اُنہین یاد آنیکے

ایک بات ایسی کہی مینے وہ ہنسکر بولے
ڈہنگ اچھے ہین سمجھہ وہ اونکے سمجہانیکے

کیا یہہ جائینگی جوانی کی امنگین بیکار
نہ یہ دن ہین نہ یہ سن ہین ترے ترسانیکے

ذکر جبتک وہ مرا سُن لین اُنہین چین نہین
انکی محفل مین ہین چرچے مرے افسانیکے

عابدؔ خلد مبارک ہو تمہین چین سے تم
ہم تو ساکن ہین ہمیشہ ہی سے ویرانے کے

ایک مدت سے ہین مشتاق وہ گھر جانیکے
منتظر ہین جو ترے ذکر مین مرجانیکے

وعدہ وصل کا کس طرح یقین ہو ہم کو
تم تو عادی ہو ہمیشہ سے مکرجانیکے

دل مرا صاف حرم پاک ہے کاشی بھی قریب
صاف کہدیجے ارادے ہین کدہر جانیکے

حالت خوف بھی ہے قاتل جان عاشق
دل و جان سے مین تصدق ترے ڈر جانیکے

زندگی اپنی اسی حال مین گذری عابدؔ
زندہ جب تک تھے رہے خوف مین مرجانیکے

گھڑی ساعت ہے اب میری شفا کی
مسیحا بن کے قاتل نے دوا کی

ادا مین طرز ہے پنہان قضا کی
عجب حالت ہے یاں خوف و رجا کی

کہین بت بنگئے بت گر کہین ہو
خبر رکھتے ہین ہم ہی جا بجا کی

پڑی جب آنکھ میری تو وہ بولے
یہہ گستاخی تو دیکھو بے حیا کی

اُسی کے نور سے ہے ماہ روشن
ضیا چمکی ہے اسمین مہ لقا کی

قیامت ہین تری ترچھی نگاہین
جدہر دیکھا ادہر شورش بپا کی

نہ تو زاہد نہ تو عالم ہے عامل
معافی حق کے حق کی حق کرے گا

فقط باتین ہین سب تیری زبا کی
ہو علت دور کیونکر ارتشا کی

سنون عابد کی بہی ہین رند کی بہی
کہین سب اپنے اپنے مدعا کی

بجے مجہے امید تہی جس سے وفا کی
مرے دل مین ہے قدرت کبریا کی

اُسی ظالم نے پہر مجہسے دغا کی
مرے دلمین ہے صورت مصطفےٰ کی

کوئی باعث ہی ہے مجہسے روٹہنے کا
غضب مین جان آئی دل لگا کر

خطا کچہہ تو کہو مجہہ بے خطا کی
گہڑی کب آئیگی یارب قضا کی

مری اُن کی ہیں باتین دل ہی دل مین
ہزارون مبتلا ہین شیفتہ ہین

خبر ہے آشنا کو آشنا کی
عجب بانکی ادا ہے دلربا کی

تری فرقت مین ہے بیچین عابد
قسم کہا کر وہ کہتا ہے خدا کی

جو بات ہے فضول ہے اس خود فروش کی
آتا ہے کسکی بزم سے ظالم اٹہا ہوا
اے محتسب خطا نہین ہمین ذرا مری

واعظ سے کچہہ نہ پوچہئے جوش و خروش کی
طرز روش ہے آج تری بادہ نوش کی
اُسنے پلائی ہات سے تو مین نے نوش کی

یہ ہوشیو نسے کام ہے مستی سے ہے غرض | کیفیتین ہین بادۂ وحدت کے جوش کی
مجکو نزولِ رحمتِ باری کی ہے اُمید | حاجت ہے میری قبر پہ کیا قبر پوش کی
لے نقدِ ہوش ہوش ربا دے مجھے شراب | منت مین کر رہا ہون یہی مےفروش کی

عابد ہون یا کہ رند ہون اُسی رضا پہ ہون
ناصح کو کیا خبر ہے مرے عیب پوش کی

خود مینے بوسے خنجر جلاد کے لئے | اب منہ نہین رہا مرا فریاد کے لئے
قاصد سے ہمکو کام نہ خط و پیام سے | یہہ دم کا آنا جانا ہے بس یاد کے لئے
دل میرا خود بخود ہے گرفتارِ دامِ حسن | حاجت نہین ہے دام کی صیاد کیلئے
کچھہ ہست و نیست وصل کے وعدہ پہ کیجیے | مین منتظر ہون آپکے ارشاد کے لئے
زیور لباس زینت و آرایش اے صنم | ہے کیا ضرور حسن خداداد کے لئے
پوچھو نہ مجھسے کوئی مری بیخودی کا حال | دیتا ہون جان اک ستم ایجاد کے لئے
کی ہے دعا جو مینے اُسکا ہے سب اثر | تجویز شاہ کی جو ہوئی شاد کے لئے

عابد سے مین نے سیکھے ہین اُلفت کے سب طریق
شاگرد بھی رشید ہوا اوستاد کے لئے

عاشقون کو عشق مین کیا چاہیئے | لوٹنا رونا تڑپنا چاہیئے

یار روٹھا ہے منایا چاہیئے
خانۂ دل مین بٹھانا چاہیئے

دل نہ دنیا سے لگانا چاہیئے
دہرِ فانی سے کنارا چاہیئے

غیر سے ملنا تم اپنا چھوڑ دو
جو کہون مین یاد رکھنا چاہیئے

اُنکے دل کو بھی کہین وہ ہو کا نہ ہو
حضرتِ دل یون نہ رونا چاہیئے

ظاہر و باطن ہمارا ایک ہے
عشق مین دہوکا نہ دینا چاہیئے

لوحِ خاطر پر تسلّی کے لئے
عکس اک اُس بت کا لینا چاہیئے

چاہیئے جنّت نہ فردوسِ برین
اُسکے کوچہ مین ٹھکانا چاہیئے

ہُو کا بندہ ہون خدا درکار ہے
قطرہ پانی کا ہون دریا چاہیئے

محفلِ رندان مین عابد چپ رہو
تم کو کچھہ منہہ سے نہ کہنا چاہیئے

لگا بیٹھا ہون لو اپنے صنم سے
مجھے کیا کام ہے دنیا کے غم سے

کسی دن بھی نہ پوچھا حال تو نے
محبّت سے مروت سے کرم سے

ترا وصف کمر کرتا ہون دن رات
مجھے فرصت نہین ذکرِ عدم سے

خدا سے ڈر خدا کو مان اے شیخ
تجھے کیا فائدہ جھوٹی قسم سے

یہی تعظیم ہے عاشق کی افسوس
جو ٹھکراتے ہو سر میرا قدم سے

مین لکھنی چاہتا ہون بات کچھ اور
اداہوتی ہے کچھ میرے قلم سے

جو خوگر ہین ترے ظلم و ستم کے
نہ دیکھیگا کسی کو بڑہکے ہم سے

بہرصورت رہے مجھپر ترا لطف
نہین مطلب مجھے کچھ بیش و کم سے

تہ و بالا زمانہ ہوگیا ہے
اُٹھا تو ہات اب ظلم و ستم سے

مین فدوی ہون شہِ آصف کا بیشک
مجھے کیا کام ہے دارا و جم سے

جمالِ یار کی توصیف عابد
کرین ہم کیا نہ پوچھین آپ ہم سے

مرے دلمین ہے مین پوچھون اُنہین سے
ملوگے کب کہو تم اِس حزین سے

غرض ہے کس کو فردوسِ برین سے
اُمیدین خواہشین سب ہین تمہین سے

پسا جاتا ہے درپردہ مرا دل
لڑی ہے آنکھ اِک پردہ نشین سے

کھڑے ہین بام پر وہ بے تکلّف
مین اُنکو دیکھتا ہون دوربین سے

یہ کہنا اُس سے جو تجکو نہ جانے
یہ باتین ناصحِ نادان ہین سے

ترے انکار مین ہے طرزِ اقرار
نہین ہے مجکو اندیشہ نہین سے

خیالِ یار مین کیون بدگمان ہو
ملین جا کر کہین اہلِ یقین سے

محلّے مین اسی کے گھر بنائین
یہی بہتر ہے سب روے زمین سے

بنایا خوبصورت زشت خو کو
حرم خالی ہے بالکل دَیر ویران

گلا مجکو ہے صورت آفرین سے
لگا لو ڈہونڈ کر اُس کو کہین سے

بنا عابد سے عاشق اللہ اللہ
رہا اب کام کیا دنیا و دین سے

کہون کیا حال مین اُس بدگمانسے
ادا ہوتا نہین میری زبان سے

بگڑ کر کیون چلے میرے مکانسے
قصور ایسا ہوا کیا میزبان سے

بیان کر دون اگر دل کی زبانسے
الٰہی واقف ہون سب رازنہان سے

بڑے بیرحم ہو سفاک ہو تم
ہوا معلوم مجکو امتحان سے

تری ہی ذات ہے دونون جہانمین
ہوا ثابت ہے مجھے تیرے بیان سے

لیکا یک غیر کا آنا ترے ساتھہ
یہ کیا کچھہ کم ہے مرگِ ناگہان سے

یہان آؤ تو مانونگا مین احسان
وہان کیون جا کے الجھون پاسبان سے

مجھے ہے تیری یکتائی کا دعویٰ
ترا ثانی کرون پیدا کہان سے

دعا دیجے ولی نعمت کو اُستادؔ
ملی ہے آپکو جاگیر یان سے

قرار اسکو ثبات اس کو نہین ہے
نہ دل عابد لگانا اِس جہان سے

تری رحمت کا جسدم ابر برسے
تو پہر کیونکر کوئی پانی کو ترسے

دُرِ نایاب تہا اک ایک آنسو
گرے جب اشک میری چشم تر سے

وہ تو مژدہ سُنا قاصد مجہے آج
کہ ہو دل کو تسلی جس خبر سے

آلہی خیر وہ کیون دیکہتے ہین
غضب سے قہر سے ٹیڑہی نظر سے

ہے اصل و نقل کا ثالث مثنیٰ
عبارت دوسری لاؤن کدہر سے

عجب کچہہ شوق ہے کوئے صنم کا
کہ مین رہتا ہون آگے راہبر سے

ملے ہین داغِ دل داغِ جگر دو
ثمر مجکو محبت کے شجر سے

ہوئے یانتک ہم اُسکے عشق مین گم
ہوئے ہین بیخبر اپنی خبر سے

مقدّر جب بگڑتا ہے تو منعم
نہ نکلے کام کچہہ بہی سیم و زر سے

شبِ فرقت لگی رہتی ہین آنکہین
کبہی چہت سے کبہی دیوار و در سے

لیا جب نقد دل جب وصل ٹہرا
تجہے ہے شوق ظالم سیم و زر سے

ذرا دیکہو تو حالت عاشقون کی
ذرا نکلو تو باہر اپنے گہر سے

وہ خود آتے ہین میرے گہر مین ہر روز
نہین مطلب مجہے اب نامہ بر سے

نہ واعظ اب ڈرا مجکو مرا دل
مبرّا ہو چکا خوف و خطر سے

اگر آجائے میخانہ مین واعظ
اُتارین رند عمامہ کو سر سے

اثر عابد اب اُسکے دل پہ ہو گا
لکھا ہے حالِ دل خونِ جگر سے

آنے لگے وہ گھر مین ہمارے کئی دنسے
کچھ اوج پہ ہین اپنے ستارے کئی دنسے

کس رو سے ٹھہرتی ہے ملاقات کی دیکھین
سوتے تو ہین اب اُنسے اشارے کئی دنسے

اسلام سے منہہ پھیر کے ہم عشقِ بتان مین
کعبہ سے ہین کاشی کو سدہارے کئی دنسے

حالت یہ مری فرقتِ جانان مین ہوئی ہے
راتون کو گنا کرتا ہون تارے کئی دنسے

اب دشتِ جنون کا ہین بنا وحشی کامل
مانوس جو ہین مجھسے چکارے کئی دنسے

پریان تو کدہر حور تو ہو جائے مقابل
رہتے ہین وہ اپنے کو سنوارے کئی دنسے

عشاق کے سر کاٹ کے میدان مین شب و روز
وہ کھیلتے ہین گیند ہزارے کئی دنسے

وان غیر کے سر مین وہ کیا کرتے ہین کنگھی
یان چلتے ہین سر پر مرے آرے کئی دنسے

اے دیدۂ گریان تو ہین سیر دکھادے
جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دنسے

عابد کو نہ اب حور کی خواہش نہ پری کی
دیکھے ہین جو انداز تمہارے کئی دنسے

لگایا جس سے دل ہمنے ہوا وہ بیوفا ہمسے
گھلے جاتے ہین ہم آٹھون پہر یارب اسی غمسے

سکندر آئینہ گر تھا مرا دل خود ہے آئینہ
یہی آئینہ صورت آشنا ہے سارے عالمسے

یہہ بہت اچھی نہین ظالم نہ جا محفل سے تو اٹھکر
منور ہے یہہ سب کچھہ بزم عشرت اک ترے دم سے

اشارونسے ترے طوفِ حرم حاصل ہو کیونکر
خم ابرو ترا ہم رتبہ ہے محراب کے خم سے

یہہ زخمی ہے کسی تیغِ ادا کا تو نہین واقف
یہہ زخم دل نہ اچھا ہوگا اے جرّاح مرہم سے

غضب انگیز آنکھونسے نہ دیکھو تم مری جانب
نگاہِ خشم آلود ہرگز کم نہین سم سے

کسی کی یاد مین رونا ہے عابد راتدن مجھکو
دکھائی کچھہ نہین دیتا ہے اب تو چشم پرنم سے

کیا مدہوش مجھکو تونے ساقی ایک ساغر سے
کرونگا کل مین کوثر پر تری تعریف داور سے

زمانہ سے نہ شکوہ ہے نہ گردون سے شکایت ہے
اگر کچھہ ہے تو ہے مجکو گلہ اپنے مقدر سے

رہونگا آپ مین مسکن بناکر کوے جانان مین
نہ قاصد کی خوشامد ہے نہ مطلب ہے کبوتر سے

یہان ہم دیکھتے ہین اپنے دلمین جلوۂ جانان
وہان بس باز آئے وعدۂ دیدار محشر سے

یہہ گھر بیٹھے ہی جھگڑا عبد و رب کا کر رہا ہے کیون
نکلکر دیکھہ تو عابد کہین باہر ذرا گھر سے

مار ڈالو ابروے خمدار سے
کیون ڈراتے ہو ہمین تلوار سے

یاد ہے یہ کس مژہ کی راتدن
چبھہ رہے ہین میرے دلمین خار سے

جان نثارون کی نہین ہے قدر کچھہ
ہے محبت آپکو اغیار سے

چال تیری حشر سے کچھہ کم نہین
فتنے اُٹھتے ہین تری رفتار سے

اِک بُتِ کافر پہ ہین جب سے فدا
عشق ہم کو ہو گیا زنّار سے

عابد اب ایسا نہین محسن کوئی
مجکو ملوا دے جو میرے یار سے

دلِ نادان پھر اُس پہ آیا ہے
بار ہا جسکو آزمایا ہے

پھر غضب ہے وہ مجکو دیکھتے ہین
وقت پھر امتحان کا آیا ہے

خون تُھکواؤ گے ہزاروں سے
آج کیا تم نے پان کھایا ہے

کہے دیتی ہے نامہ بر کی خوشی
کچھہ وہان سے جواب لایا ہے

پاؤن پر اُنکے رکھدیا ہے سر
وصل مین اس طرح منایا ہے

کیون بگڑتے ہو بات بات پہ تم
غیر نے تم کو کیا سکھایا ہے

اپنے دشمن سے مین یہ کہتا ہون
تو یہہ قسمت کہان سے لایا ہے

تم کو دیکھا کرونگا آکے رہو
مرے دل کا یہی کرایا ہے

ہم مرین اُنپہ اور وہ غیرون پر
یہہ نیا ماجرا خدایا ہے

مجکو پروا نہین ہے کچھہ عابد
مرے سر پر خدا کا سایا ہے

حالِ دل اپنا کہون کیا مفتری کے سامنے
افترا کرتا ہے مجھپر ہر کسی کے سامنے

لے تو بیٹھا ہون سرِ بازار پر یہ فکر ہے
دل کی قیمت کیا کہون مین مشتری کے سامنے

باغ مین اُس غنچہ لب کی جب مجھے آئی ہے یاد
ہو گیا ہون دل گرفتہ ہر کلی کے سامنے

ہین حسینانِ جہان جو دلربا و دلستان
گرد ہو جاتے ہین تیری دلبری کے سامنے

دھیان بدنامی کا رہتا ہے نہ رسوائی کا کچھہ
سوجھتی ہی کچھہ نہین ہے دل لگی کے سامنے

کیون مرا جاتا ہے عابد جا کے کر تو عرضِ حال
شاہِ آصف جاہ **عثمانِ علی** کے سامنے

فدا تم پہ ہین میری جان کیسے کیسے
حسین ماہرو دلستان کیسے کیسے

بھلا کیون نہ چاہین گے وہ دل سے ہم کو
دئے ہمنے ہین امتحان کیسے کیسے

وہی آج ویران مقتل پڑا ہے
تڑپتے تھے کل نیمجان کیسے کیسے

ترے زلف و گیسو کے دیوانہ بنکر
پڑے پھرتے ہین نوجوان کیسے کیسے

کبھی جان دینگے کبھی دل تجھے ہم
کہ تحفہ ہین یہ ارمغان کیسے کیسے

گذر کس طرح ہو مرا اے وان تک
ترے در پہ ہین پاسبان کیسے کیسے

کہون کس سے جوشِ جوانی مین عابد
ملین ہین سبھے مجھے دلستان کیسے کیسے

رسول اللہ کو ہم مظہر ذات خدا سمجھے — بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے
نہ سمجھے جھوٹ اسکو حق ہین کہتا ہون قسم کہا کر — وہی سمجھے خدا کو جو کہ راز مصطفےٰ سمجھے
ابھی تو ابتدا ہی ابتدا ہے اپنی الفت کی — بہت خوش تھے کہ ہم سر خفی کو انتہا سمجھے
نہ کیونکر اسکے سایہ مین بہلا ہم پرورش پائین — کہ جب ہم شاہ آصف جاہ کو ظل خدا سمجھے

بجز حق کے نہ کر دنیا و دین کی جستجو ہرگز
وہی اچھے رہے عابد جو ان دونون کو لا سمجھے

کوئی مبتلائے ادا ہو رہا ہے — کوئی اسپہ دل سے فدا ہو رہا ہے
چھپایا تھا جو مدتون راز الفت — وہی ذکر اب برملا ہو رہا ہے
خطا کیا ہے میری بتاؤ تو صاحب — یہہ بوجھہ کیون افترا ہو رہا ہے
کچھہ ایسا ہے کوچہ شہ حسن تیرا — یہان بادشاہ گدا ہو رہا ہے
وہ ہون آج قسمت پہ مین اپنی نازان — وہ نا آشنا آشنا ہو رہا ہے
ہوا اسقدر ریزش فیض معین اب — کدر دل اپنا صفا ہو رہا ہے

جلا دل کو عابد کے صولت نے دی ہے
کہ صیقل جو یہہ آئینہ ہو رہا ہے

کوئی آپ پر مبتلا ہو رہا ہے — ذرا دیکھیے تو یہہ کیا ہو رہا ہے

یہہ مینا و سہرو جہاں کا ہے مظہر
خدا خود یہاں مصطفےٰ ہو رہا ہے

برہمن سے تو بہہ بت لڑنہ زاہد
یہ سب کچھہ ظہورِ خدا ہو رہا ہے

قیامت میں بہی وہ اُٹہاتے ہین فتنے
یہ محشر مین محشر بپا ہو رہا ہے

مرے دلمین ہے جو تصوّر بتون کا
یہ کعبہ ہی اب بتکدا ہو رہا ہے

وہ ہنستے ہین غیرونسے میرے ہی آگے
ستم آنکہون دیکھے بپا ہو رہا ہے

نہ ناصح کا طالب نہ عابد کی خواہش
سخن پر ترے اکتفا ہو رہا ہے

یونہین کبتک تری فرقت مین پریشان رہے
تن مین جبتک کہ مریجان مریجان رہے

تجکو ہر وقت تری دید کا ارمان رہے
اپنے عاشق پہ کچھہ الطاف مریجان رہے

کیا رہے دہر مین گر صورتِ انسان رہے
پر حقیقت مین یہہ حیوان کے حیوان رہے

یون یکایک جو فدا ہے دلِ نادان اُسپر
کچھہ مراد ہیان بہی تجہکو دلِ نادان رہے

یہہ نجانا کہ کوئی دلسے فدا ہے ہم پر
اپنے عاشق سے مریجان تم انجان رہے

اُسی انسان کی وقعت ہے جہانمین اکثر
جسکو عزّت رہے اور آن رہے شان رہے

ہم کو اور آنکہہ اُٹہا کر کوئی دُشمن دیکھے
اُسکی محفل مین ہم عزّت سے بصد شان رہے

مصحفِ روے نگارین کے تصوّر مین سحر
ہم بہی برسون ہی مگر حافظ قرآن رہے

نہی اور امر کو عابد نے نہ جانا صولت
ہم ازل سے بند آتا ہیچ تو دان رہے

اِک بوسہ ہمین دیجئے رخسار کا اپنے
اِک پھول عطا کیجئے گلزار کا اپنے

مونس ہے مرا کوئی نہ غمخوار ہے کوئی
مین کس سے کہون حال دلِ زار کا اپنے

راحت اِسے گلشن مین صحرا مین ہی چین
ہے ڈہنگ نرالا دلِ بیمار کا اپنے

یان روز گذرتی ہے قیامت ستمگر دلپر
کیون وعدہ کیا حشر پہ دیدار کا اپنے

جس شئے پہ پڑی اپنی نظر دیکہہ رہے ہین
جلوہ ہے ہر اِک رنگ مین دلدار کا اپنے

جو شخص وہی عکس نمودار یہان ہے
ثانی تو نہین پائینگے ہم یار کا اپنے

عابد یہہ کسی شوخ ستمگر پہ فدا ہے
کیا حال کہون مین دلِ بیمار کا اپنے

غنچۂ دل کہلا دیا کس نے
مجہکو خندان بنا دیا کس نے

جلوہ اپنا دکہا دیا کس نے
مجہکو شیدا بنا دیا کس نے

منہہ دکہا کر چہپا لیا کس نے
مجہکو بیخود بنا دیا کس نے

انکی محفل سے یک بیک مجہکو
فکر یہہ ہے اُٹہا دیا کس نے

ظالم و بیوفا ستمگر شوخ
تجہکو ایسا بنا دیا کس نے

ہے تمہاری تو یاد شام و سحر — تم کو دل سے بھلا دیا کس نے
ٹھوکرین مار کر سرِ مرقد — مجھکو عیسےٰ جلا دیا کس نے
یون جو مخمور و مست ہین دن رات — مجھکو ایسا پلا دیا کس نے
موہنہ پہ آنے کو شرم کرتے تھے — موہنہ سے موہنہ اب ملا دیا کس نے
مر گئے لاکھون قتلِ عام ہوا — اپنا ابرو ہلا دیا کس نے
مجھکو دیوانہ کر دیا ہے ہے — ایسا جلوا دکھا دیا کس نے
مجھہ جفاکش کو اُس ستمگر سے — یہہ تعلق لگا دیا کس نے
گر نہین ہے وہ آئینہ رخسار — میرے دل کو جلا دیا کس نے

یون تو عاشق بہت ہین عابد خام
تجھکو پختہ بنا دیا کس نے

رہے شب مین صاحب کہان آتے آتے — مرے گھر مین تم مہمان آتے آتے
نہ آہین نکلتی ہین دل سے نہ نالے — کہان ہو گئے یہ نہان آتے آتے
گئے جانب غیر کترا کے رستہ — یہ کیا انکو سوجھی یہان آتے آتے
بھلا تھا وہ چھپکر ہی آنا تمہارا — کیا تم نے رسوا عیان آتے آتے
خبر تھی مرے گھر مین آنیکی اُنکے — گئے پھر کہان میہمان آتے آتے

کہون کیا مین عابد کہ ہنگامِ وعدہ
رکی اُن کے ہونٹو پہ ہان آتے آتے

پر ہین شیشے شراب خانیکے / دن ہین یہ توبہ آزمانیکے
دَور مین میرے ذکرِ مجنون کیا / جہوٹے قصے ہین اُس زمانیکے
طوفِ کعبہ کیا کرین زاہد / ہم ہین قربان اُس آستانیکے
مانگ کر بوسہ مین ہوا مجرم / آدمی آگئے ہین ٹہانیکے
تیر دل پر لگا کے اُسنے کہا / تم نہ تہے قائل اِس نشانیکے
چین ملنا ہے ہمکو اب دشوار / تم جو عادی ہوے ستانیکے

اُن کو ہم مانتے ہین اے عابد
آدمی جتنے ہین ٹہکانے کے

کیا اپنا سخن قطعۂ الماس نہین ہے / اے جوہری آنکہہ اُسکی ترے پاس نہین ہے
یہ جان چکے ہین کہ شفا اُس کو نہ ہوگی / ہم کو مرضِ دلکی دوا راس نہین ہے
گل سونگہے بہت ہم نے گلستانِ جہان کے / اُس غیرتِ گلزار کی بُو باس نہین ہے
ہمنے جو کیا منتخب اُس بُت کو جہان مین / ایمانکی یہ بات ہے وسواس نہین ہے
اے منعمِ زردار نگر چشمِ حقارت / دل میرا غنی ہے اِسے افلاس نہین ہے

دل نے میرے قندیل سے ہے روشنی دیکھی
جلتا ہے یہان خون جگر گیہ اس نہین ہے

سنتا ہون کہ وہ آئینگے کل بہر عیادت
دم بہر ہی تو جینے کی مجہے آس نہین ہے

مرنیکی خوشی ہے مجہے اے رشک مسیحا
پہولا ہے خوشی سے یہ دل آماس نہین ہے

یون لب جو مرے خشک ہین ہے عشق کی گرمی
پیاسا ہون ترا اور مجہے پیاس نہین ہے

عابد کو ہے امید ترے فضل و کرم کی
یہہ آس ہے بس اور کوئی آس نہین ہے

ہوے آشنا گنج اسرار کے
بنے یار ہر یار و اغیار کے

مزے ہین ہمین دشت و گلزار کے
کہین دوست گل کے کہین خار کے

مسلمان رخ زلف ہندو ہوئی
شب و روز ہین جلوے یہ یار کے

نہین خواہش خلد کچہہ واعظو
کہ ساکن ہین ہم کوچۂ یار کے

کیا کرتے تہے جنسے ہم تاک جہانک
وہ روزن ہوئے بند دیوار کے

کیا کس قدر تمنے افشاء راز
سزاوار عابد ہو تم دار کے

ہمین دیدار حاصل ہر گہڑی ہے
تری تصویر آنکہون مین کہڑی ہے

لڑی موتی کی نیلم مین جڑی ہے
تہ دندان جو یہ لب پر دہڑی ہے

اگر وام شکارِ دل نہین ہے
یہ چوٹی کس لیئے پیچھے پڑی ہے

دکہاتے ہین وہ برہم ہوکے آنکہین
اجل گویا مرے سر پہ کہڑی ہے

مرے رونے پہ وہ کہتے ہین ہنسکر
برستی ایک ساون کی جہڑی ہے

مین بیزار اس جہانسے اسلیئے ہون
یہ دنیا کا تماشا اک گہڑی ہے

مسخر کرلیا ہے جسکو دیکہا
ترا تعویذ جوگی کی جڑی ہے

دُرِ دندان کے عابد ہین جو اوصاف
ترا ہر شعر موتی کی لڑی ہے

مصروفِ غمزہ جو نگہِ فتنہ گر ہوئی
آمادہ کس کے قتل پہ تیری نظر ہوئی

جب شب کو بام پردہ پری جلوہ گر ہوئی
شرم و حیا سے دور ضیاء قمر ہوئی

جبسے جدا ہوا ہون مین تجہسے ہر ایک شب
تیری ہی یاد مین مری اکثر سحر ہوئی

عاشق جگر برشتہ ہی خستہ دل ہی
کیون اُسکی نقل گہر مین ترے رات بہر ہوئی

اب فخر ہم کو ہوگا زمانے مین دیکہنا
اہلِ وفا کی قدر انہین بیشتر ہوئی

اچہی جگہ نکالی ہے پردے کی تاک کر
دل مین مرے وہ رشکِ پری جلوہ گر ہوئی

اب انکو کون ہوتے ہین مقتول دیکہیے
تلوار میرے یار کی زیبِ کمر ہوئی

کسطرح سے تڑپتے ہین کیسے ہین داغ داغ
کچہہ عاشقون کے دلکی ہی تجہکو خبر ہوئی

رہتا ہون تیرے ہجر مین اسے شوخ مین مدام
میرے لیے بہی تیری کبہی چشم تر ہوئی

تو کیا لیے ہے پار اور کلیجا بہی چہید گیا
برچہی ہمارے حق مین تمہاری نظر ہوئی

ٹہوکر بہی تیری اسکے نہین سرنوشت مین
میری جبین اگرچہ ترا سنگ در ہوئی

مارا ہے سیکڑون کو تو بسمل کیئے ہزار
تیری نگاہ تیر ستمگر جدہر ہوئی

کسطرح وعدہ پر ہو ترے ہم کو اعتبار
اک بات بہی کبہی نہ تری معتبر ہوئی

افسوس وان اثر نہ ہوا انکے دلمین کچہہ
یان رات میری آہ وفغان مین بسر ہوئی

عابد کو کہتے سنتے زمانہ گذر گیا
تسکین قاصدون سے نہ اسکو مگر ہوئی

ہر لب پہ ہے گفتگو تمہاری
ہر دل مین ہے آرزو تمہاری

دندان ہین گہر کشیدہ ابرو
دونون سے ہے آبرو تمہاری

گلزار جہان کے گل ہین جتنے
ہر اک مین بسی ہے بو تمہاری

جو ڈہونڈہے تمہین وہ آپ گم ہو
کیا خوب ہے جستجو تمہاری

یہہ ہو گئی ہر کسی کو مرغوب
عابد جو ہے نیکخو تمہاری

سنا کرتے ہین ہم کہانی تمہاری
یہی یاد رہتی ہے جانی تمہاری

بڑی جوش پر ہے جوانی تمہاری — جو ہو وصل ہو مہربانی تمہاری

اگر داد ملجائے مجکو وفا کی — مری آبرو قدردانی تمہاری

ہزارون حسینون کو دیکھا ہے ہمنے — الگ سب سے ہے طرز جانی تمہاری

مجھے اپنا عاشق بنا تو سے چکے ہو — یکس سے ہے پہر لنترانی تمہاری

نہ شیرین کا قصہ نہ لیلے کا ہے ذکر — یہان ہوتی ہے قصہ خوانی تمہاری

پتا ہی نہین ہے دہان و کمر کا — شبیہ آکے کیا کہنچے مانی تمہاری

کبھی آؤ گھر مین ہمارے بہی صاحب — کرین ہم بہی تو میہمانی تمہاری

تمہارا ہی دم بہر رہا ہون ہمیشہ — مری زیست ہے زندگانی تمہاری

یہی رتبہ اُن کا ہے آگے تمہارے — کہ حورین کرین پاسبانی تمہاری

ہزار امتحان ہو چکے ہین ہمارے — یہہ جاتی نہین بدگمانی تمہاری

امیری فقیری مین گو ضد ہے عابد
یہی طرز ہے خاندانی تمہاری

وہ کافر مسلمان ہوا چاہتا ہے — جدا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے

ترے پرتو رخ سے ہر ایک ذرہ — مگر مہر تابان ہوا چاہتا ہے

جو زیر و زبر پڑھ کے ناظر بنا ہے — رخ اپنا ہی قرآن ہوا چاہتا ہے

ہر اک جا رہا ہے جو خلدِ بریں کو
جہان سب یہ ویران ہوا چاہتا ہے

انا الحق کا دعوے جو بندے کو ہے اب
خدائی کا سامان ہوا چاہتا ہے

حقائق کے اشعار لکھتا ہے عابد
تصوّف کا دیوان ہوا چاہتا ہے

ذکر و تسبیح پر یہہ نخوت ہے
شیخ صاحب کی کیا عبادت ہے

نور اُسکا ہے تیری رگ رگ مین
دلکی بستی مین کیون یہ کثرت ہے

جسنے تجھکو بنایا اے زاھد
رند بھی تو اُسی کی صنعت ہے

بیخودِ شوق کو نہین معلوم
کون ذلّت ہے کون عزّت ہے

ذبح کر پوچھتا ہے کیا قاتل
کونسی تیرے دلمین حسرت ہے

اپنی تعریف غیر کی توہین
اچھے لوگون کی کب خصلت ہے

کیون پھراتا ہے مغز اے ناصح
یہ نہین بک بک کی تجھکو عادت ہے

کلمہ گو ہو کے اور عشقِ صنم
تجھسے عابد یہ سخت حیرت ہے

وہی یار کا یار جو باہرو ہے
کھلی چاندنی اُسکی یہ کو بکو ہے

یہ نطق و سخن تیری ہی گفتگو ہے
نہین میری ہستی فقط تو ہی تو ہے

ہوئے ہین جو وحدت سے کثرت مین داخل
ہماری یہان اسلئے آبرو ہے

نہ رکھہ باز تو اسکی نعمت سے ناصح
کہ فرمایا اُسنے کلوا و اشربوا ہے

اشارے سے ابرو کے مارا ہے تونے
عجب خاصیت تیری اے جنگجو ہے

نہ طاعت سے خوش ہے نہ عصیان سے ناخوش
غنی ہے وہان بے نیازی کی خو ہے

یہ ناصر یہ صولت یہ عابد یہ حافظ
یہ سب تیرے بندے ہین اللہ تو ہے

جو شہرگ کے نزدیک اسرار ہو ہے
ملانحن اقرب سے میرا گلو ہے

جو نکلا ہین وحدت سے پہچانا تجھکو
تو کثرت سے اپنی مرے روبرو ہے

تو ہے شخص تو مین ترا عکس ہون خود
جو قامت ہے وہ سایہ کی ہو بہو ہے

تری ذات مین ہے جو میری صفت گم
مجھے اب کہان پھر تری جستجو ہے

یہی گوش زد ہوش کرتا ہے مجکو
کہ دیوانہ جسنے بنایا وہ تو ہے

غزل سن کے عابد سے کہتے ہین زاہد
یہہ ساری حقایق کی خوش گفتگو ہے

غصہ مین تم جو میان سے تلوار لیجیے
ہم بھی جھکا کے سر کو وہین وار لیجیے

خواہش ہوئی کہ وصل بھی ہو جائے اک ذرا
جب خوب اُنکے بوسہ رخسار لیجیے

اب کیا ہے میرے پاس جو اللہ کے نام دون
اک جان تہی کہ وہ بہی ستمگار لیچکے

اب ہی نہین بہروسہ ہمین تیرے قول کا
گو لاکہہ تجہسے وصل کے اقرار لیچکے

عابد اب اور کرتے ہین کیا رند دیکھئے
عزّت تو میری راہ مین میخوار لیچکے

دنیا سے ہم یہہ ایک دلِ زار لیچلے
اور دوسرا فقط غمِ دلدار لیچلے

ہے جلوہ گر جو بام پہ وہ غیرتِ مسیح
ہم ہی برائے نذر دلِ زار لیچلے

اپنی غرض جتاتے انہین سنتے غیر ہی
ہم دلکی بات دل ہی مین دلدار لیچلے

رنگت زمانیکی ہے جدا ہے درخت ایک
گل لیچلے کوئی تو کوئی خار لیچلے

منصور کا مقولہ تہا حق مفتیٔ زمان
تقصیر کیا ہوئی جو سوئے دار لیچلے

عابد بنا کوئی کوئی آزاد بن گیا
دنیا و دین کا لطف یہی یار لیچلے

پہچانو تم خدا کو تو تم کو خدا ملے
اسپر عمل ہو یار تو دیکہو مزا ملے

میرا سخن جو جہوٹ ہو مجکو سزا ملے
سچی اگر کہون تو پہر انعام کیا ملے

بوسہ ہو سیبِ رُخ کا کہ عناب لب کا ہو
بیمارِ عشق ہون مجہے کچہہ تو دوا ملے

دل لیکے اُسنے بوسۂ رخ تو دیا مگر
دیکہون تو مجکو اسکے سوا اور کیا ملے

عابد مین کیا کہون مری قسمت کی بات ہے
جو آشنا ملے سے مجھے وہ بیوفا ملے

وہ سرِ راہ ہین ابرو کو ہلاتے جاتے
آپ حسد سے مرے مرنے لمین ہین آتے جاتے
دیدۂ تر کا یہ رونا مجھے رہتا ہے مدام
دل دُکھانیکی یہہ عادت نہین اچھی ناصح
اسطرح دو نو طرف آگ لگاتے ہین رقیب

اِس اشارہ سے ہین عاشق کو بلاتے جاتے
رفتہ رفتہ ہین محبت کو بڑہاتے جاتے
عمر گذری ہے یونہین اشک بہاتے جاتے
دیکھہ پچتائیگا تو ہم ہین سُناتے جاتے
اُسکو بہڑکاتے ہین اور ہمکو جلاتے جاتے

عابد اب ہم تو ہین مصروفِ عبادت ہر وقت
حشر کا حال ہین کیون آپ سُناتے جاتے

اِک شکل مجسّم نورانی
تم عشقِ حقیقی کے بانی
اب کوئی نہین تیرا ثانی
ہو جاتے ہین عفو قصور تمام
مین ایک خدا کا بندہ ہون
دیکھا جو تمہین مجنون وہ ہوا

آ بیٹھے ہو دل مین وہ جانی
پہر کون نظر مین ہو ثانی
تو غیرتِ یوسف ہے جانی
اب ہو گیا فضلِ رحمانی
سب میری نظر مین اِک آنی
کیا بات تمہاری ہے جانی

وہ کہان لطف و کرم ہین آپکے	کیجیے ارشاد کیون کیسی کہی
تم بہت دنسے اِدہر آتے نہین	کرتے ہین ہم یاد کیون کیسی کہی
قدردانی آپ پر ہی ختم ہے	سچ کہا استاد کیون کیسی کہی
آرزوے سیرِ گلگشتِ ارم	لیگیا شداد کیون کیسی کہی
نرگسِ شہلا ہے پیشِ چشمِ یار	کور مادر زاد کیون کیسی کہی
کم نہین قامت قیامت سے ترا	غیرتِ شمشاد کیون کیسی کہی
داغ آئے بنگیا یہ شہر بہی	اب جہان آباد کیون کیسی کہی
غیر سے خوش ہم سے ناخوش صبح و شام	سُن تو یہ فریاد کیون کیسی کہی
شکل کوئی اور ہی ہے یار سی	سچ تو کہہ بہزاد کیون کیسی کہی
اِک نگہ کر بہرِ قتلِ عاشقان	اے ستم ایجاد کیون کیسی کہی
جانِ شیرین عشقِ شیرین مین نہ کہو	سُن تو اے فرہاد کیون کیسی کہی

حضرتِ آصف سے عابد آپ کو
روز ہو امداد کیون کیسی کہی

حیران ہون یارب آج سبھے یہ صبح سے کیسی وحشت ہے
بیچینی سی بیچینی ہے کچہہ اور ہی دل کی حالت ہے

یہہ نحن اقرب کا تو بیان قرآن ہے سارا دیکھو عیان
بندے ہوئے تو بہی دور نہین اللہ سے حاصل قربت ہے

معشوقِ مجازی ہو کے کہین عشاق ہین عاشق جنکے بسے
دیکہا ہے جدہر پایا ہے اُدہر ہر جا یہ تمہاری علامت ہے

تو اصل تُہین ہون نقل اُسکی تو مغز تُو اُسکا پوست ہوئین
جز اُسکے کہان ہے مجہکو نظر ہان یہہ بہی تیری کرامت ہے

مین ڈہونڈ رہا تہا تیرا پتا اپنی بہی خبر دل رکہتا تہا
پایا ہون جواب تجہکو بخدا تو آپ ہون گم یہ حیرت ہے

الفاظ تو ظاہر جانتے ہو معنی کی نہین کچہہ تم کو خبر
تم کیسے عارف ہو عابد یہ کیسی تمہاری عبادت ہے

نہ حورون کی تمنا ہے نہ شوقِ قصرِ جنت ہے
مدینہ بس ہے ارضوان مدینہ ہی مین راحت ہے

شہنشاہِ رسل مین اور آدم مین ہے یہ نسبت
وہان تہی ابتدا اُسکی یہان ختم نبوت ہے

مدینہ جاکے آئے دوست میرے مین دکہین ان کو
عجب برگشتگی بخت ہے خوبی قسمت ہے

نہ ہوتے ہین نہ ہوئے ہین نہ ہوینگے قیامت مین
لب معجز نما پر ہر گہڑی اُمت ہی اُمت ہے

ترے بیمار پر قربان ہوتی ہے اجل آکر
فرشتے کہتے ہین باہم یہ کیسی اچہی صورت ہے

شریکِ اُمّتِ مرحومہ عاصی بھی بہت ہیں
رسول اللہ کی شفقت خدا کی عنایت ہے

مدینہ ہو مرا مسکن مدینہ میں رہوں عابد
یہی اک آرزو دل میں یہی اک دل میں حسرت ہے

الٰہی خالص ہے خدا سے آشنائی آپ کی
یا رسول اللہ ہے ساری خدائی آپکی

آئینگے جس وقت میری قبر میں منکر نکیر
نام لونگا آپکا دونگا دہائی آپ کی

آئینہ خانے میں اپنے حاجتِ تصویر کیا
لوحِ دل پر ہے بنے اب صورت جمائی آپکی

کیوں نہ چھوڑیں سلطنت کو بادشاہانِ جہان
بادشاہی سے ہے بڑھ چڑھ کر گدائی آپکی

کفر کی ظلمت ہوئی کافور دنیا سے تمام
راہ پر کس کسکو لائی رہنمائی آپکی

ہو گیا حاصل فلک کو فخرِ نعلینِ شریف
عرش پر جس دم ہوئی حضرت رسائی آپکی

ذاتِ اقدس آپکی ہے رحمۃ للعالمین
بخششِ عصیانِ اُمّت ہے کمائی آپکی

ہو گیا کوئی مسلمان کوئی مومن ہو گیا
صدق دل سے جس نے کی ہے آشنائی آپکی

عاصیوں کو بخش دے کر آپ سے پوچھے خدا
آرزو اے شافعِ محشر بر آئی آپکی

حاکمِ دارین اور مالکِ کونین ہین
میری کیا طاقت کہ میں لکھوں بھلائی آپکی

جلوہ فرما آنکھہ میں عابد کی رہکر دل لیا
واہ اچھا رنگ لائی رونمائی آپ کی

دین کے سردار عثمانِ غنیؓ
سب کے ہین سالار عثمانِ غنیؓ

جامع القرآن کہتے ہین تمہین
سب عدو اور یار عثمانِ غنیؓ

ایک مین بہی اُن کا ہون ادنیٰ غلام
ہین مرے سرکار عثمانِ غنیؓ

آپ ہی مشہور ذی النورین ہین
آپ ہی سرکار عثمانِ غنیؓ

ہے یہ عابد کا وظیفہ رات دن
لب پہ ہے ہر بار عثمانِ غنیؓ

کرم جب آپکا مجہپر حضور ہوتا ہے
مجہے تمام جہان کا شعور ہوتا ہے

تمہارے جلوہ سے دل کوہِ طور ہوتا ہے
نظر مین نورِ خدا کا ظہور ہوتا ہے

تم اپنے حسن کی کیا پوچہتے ہو مجہسے جناب
جہان مین تمسا کوئی رشکِ حور ہوتا ہے

ہوا ہے فیض سے فیّاض یہ جہان سارا
خیالِ فیض کہین دل سے دور ہوتا ہے

یہ چار دن کی فقط چاندنی ہے اے مرے حسن
عبث شباب پہ تم کو غرور ہوتا ہے

ہمارا شیشۂ دل تیرے سنگِ ظلم سے ہائے
شکستہ تہا مگر اب چور چور ہوتا ہے

مرے جو مرنیکے آگے تو منکشف ہو حال
اُنہین کے واسطے کشفِ قبور ہوتا ہے

وصال مین ہے کہ رہتا ہے جان و تن کو سکوت
فراق مین ترے جہگڑا ضرور ہوتا ہے

کھلا یہ احمدِ بے میم کی تجلّی سے
خدا کا نور محمدؐ کا نور ہوتا ہے

ابھی تو دور ہی کوئی نہین چلا عابد
ابھی سے آپکو کیونکر سرور ہوتا ہے

مجھپہ درپردہ جو ہوتی ہے عنایت تیری
سب ہے پوشیدہ مین کہتا ہون محبت تیری

دلمین پوشیدہ جو رہتی ہے محبت تیری
اپنی صورت مین نظر آتی ہے صورت تیری

تیرا تابع جو ہوا ہو گیا مطبوعِ جہان
رام کرتی ہے زمانے کو اطاعت تیری

کونسا سر ہے کہ جسمین نہین سودا تیرا
کونسا دل ہے کہ جسمین نہین الفت تیری

عشقمین صبر کہان تاب کہان ضبط کہان
کیا ہی بیچین بنا دیتی ہے اُلفت تیری

جب یہ کہتا ہون کہ مدت سے ہون محرومِ وصال
ہنسکے فرماتے ہین مین کیا کرون قسمت تیری

اسقدر اے دلِ بیتاب پریشان نہ ہو
ہم بنائینگے کسی کوچہ مین تربت تیری

جمع ہوتے ہین ترے عرس مین شاعر ہر سال
کسکے دل مین نہین اے فیض عقیدت تیری

کوچۂ یار مین دن رات پڑا پھرتا ہے
دلِ شیدا کہین آئی نہ ہو شامت تیری

ہچکیان کہتی ہین کرتا ہے کوئی یاد مجھے
نالہ کہتا ہے کہ ایسی نہین قسمت تیری

دیکھکر تجھکو وہ سب حال بیان کرتے ہین
اُنسے کہتی نہ ہو عابد کہین صورت تیری

ایک مدت ہوگئی صورت نہ دیکھی یار کی
راہ اے قاصد بتا دے کوچۂ دلدار کی

پیروی کرنی ہے مجھکو اب کسی سرشار کی
گفتگو تو نے جو سب کی ناصحا بیکار کی

مین مریضِ عشق ہون سن لے تو مجھسے چارہ گر
فکر کچھ میرے لئے کر شربتِ دیدار کی

جان سے جاتا ہے کوئی اے مسیحا جلد آ
نبض اب چلتی نہین ہے عاشقِ بیمار کی

کیون بھٹکتے ہو نہ ہٹکو۔ دوستو میری سنو
دائرے سے ہو نہ باہر چال ہے پرکار کی

باغبان سے ہے محبّت باغ کی پروا نہین
اپنے گھر مین سیر حاصل ہے مجھے گلزار کی

دیکھنا کس دن برآمد ہوتے ہین کوٹھے پہ وہ
مٹ گئی ہے آجکل تو رسم و رہ دربار کی

ٹھہرو ٹھہرو اے فرشتو اسقدر جلدی ہے کیا
دیکھلون صورت ذرا مین بھی مرے غفّار کی

ہے اسی کا نام الفت؟ کیا محبّت ہے یہی
قدر تم کرتے نہین ہو کچھ بھی میرے پیار کی

مالک و مملوک مین ہے فرق تو اتنا ہی ہے
ہر گھڑی میری خطا۔ ہر دم عطا سرکار کی

دیکھ عابد اس عبادت مین کراہت ہے ضرور
رشتہ داری ہے تری تسبیح سے زنّار کی

دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے
اب ہمارا کام پھر کیونکر چلے

کسطرح طے ہوگی خضر اب راہِ عشق
راہرو کے پیچھے جب رہبر چلے

ہم نہین کہتے تلوّن تم کہو
کیا کہا تہا اور پھر کیا کر چلے

ہم تمہین دین جامِ مے تم ہم کو دو
لطف تو جب ہے کہ یون ساغر چلے

بیٹھے ہو چُپ چاپ عابد کس لئے
موت کے پہلے ہی تم تو مر چلے

نہ لو نام صفات اب سے نہ لو جی
فقط اِک ذات کو دیکھا کرو جی

مرین پہلے ہی مرنے سے تو اچھا
نہ ہرگز بعد مرنیکے مرو جی

جہان ہے آلۂ عشقِ حقیقی
کرو جسطرح ویسا ہی بھرو جی

مین عاشق ہون تمہارا تم ہو معشوق
کبھی خاطر مری کچھہ تو کرو جی

جو تم آتے نہین مجھکو بلاؤ
ذرا جی بھر کے میرا تم ملو جی

سبھی مرتے ہین بعدِ مرگ لیکن
تم اپنا سا کسی کو کر چلو جی

دلِ ناوان مرا وحشی ہوا ہے
تم اپنا ہاتھ سینہ پر دھرو جی

حسن کو حُسن ہی مین ہی لے ڈالا
نزاکت یہ تمہاری ہے سنو جی

زبان گونگی ہو میری کان بھرے
کوئی تجویز ایسی تو کرو جی

زبانین ہین تمہاری لاتعیّن
مرا مضمون مجھسے ہی کہو جی

فَذَکِّرۡ اِنَّمَآ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ
کلام اللہ کہتا ہون سنو جی

خدا کہتے ہین جسکو وہ ملا ہے
اُسی مین اُس سے تم عابد ملو جی

دوئی کی پردہ داری عشق مین بیکار ہوتی ہے
کہ ٹلہ ہیٹر اس سے ہم سے ہر جگہ ہر بار ہوتی ہے

اگر برگشتہ بختی بر سر پیکار ہوتی ہے
تو بندہ کیلئے تدبیر بہی دشوار ہوتی ہے

ہوئے توبہ شکن ہم دلشکن تم بس چلو واعظ
دکہا دینگے وہان کسپر خدا کی مار ہوتی ہے

اگر غارتگر ایمان نہین حسن بتان پہر کیون
زبانپر توبہ توبہ دل مین استغفار ہوتی ہے

بدلکر بہیس شبکو سیکدے مین آتے ہین واعظ
یہ جہبہ ساتھ ہوتا ہے نہ یہ دستار ہوتی ہے

نہین آنیکے ہم اے اہل دنیا تیرے پہندے مین
تجہے ہم جانتے ہین کسکی تو مکار ہوتی ہے

میری صورت سے وہ مطلب ہمیشہ تاڑ لیتے ہین
زبان حال بہی گویا دم اظہار ہوتی ہے

جلا کر طور موسیٰ کو بچانے سے ہوا ظاہر
کہ ایسا نور ہوتا ہے تو ایسی نار ہوتی ہے

نہین کیا نام کو بہی دل جگر مین خون باقی
کمی کیون آجکل اے چشم دریا بار ہوتی ہے

وہ کیون پردے مین چہپتے کمال اپنا چہپاتے ہین
کہ قدر حسن بہی اے دل سر بازار ہوتی ہے

نہ چہینگے تری صورت سے ہم اے بلبل نالان
رگ گل سے بہی نازک خاطر دلدار ہوتی ہے

گنہگارون مین آکر تم بہی مل جاؤ سنو عابد
کہ پلے پر انہین کے رحمت غفار ہوتی ہے

محرم ترا محروم ہو دیدار کو تر سے
برسا ... ہے موتی کی مرے دیدۂ تر سے

گہر انکا ہے رہنے دو انہین چین تو لیلین
آئے ہین م... گہر مین وہ اب تہک کے سفر سے

وعدہ جو کیا تہا تو اک احسان تہا مجہپر
وعدے پہ نہ آئے تو گلا پوچہ یہ سر سے

پوچہا تو رہِ عشق سے آگاہ نہین تہے
کل راہ مین مڈبہیڑ ہوئی اپنی خضرؑ سے

صورت کو دکہا کر وہ چہپا لیتے ہین جس وقت
بے ساختہ اک آہ نکلتی ہے جگر سے

عشاق تری بزم مین پروانہ صفت ہین
حاشا نہین کچہہ کام انہین نفع و ضرر سے

لولاک کی آیت سے تری شان ہے ظاہر
ممکن ہی نہین وصف و ثنا نطقِ بشر سے

بیمارِ محبت ہون یہ ہے اُسکی صداقت
کب داغِ جگر دور ہوا میرے جگر سے

بیخود جو کیا مجکو یہ احسان ہے اُسکا
اب کام نہین مجہکو رہا خوف و خطر سے

معبود کو کیا دیکہوگے عابد کو تو دیکہو
آتی ہے صدا کان مین میرے یہ کدہر سے

آغاز تیری شرم کا گویا ابہی سے ہے
ایمان و دین کا کام ہی پورا ابہی سے ہے

سنِ طفولیت ہی سے رنگ شباب ہے
کچہہ کچہہ علامت اُسکی ہویدا ابہی سے ہے

اِس کمسنی مین ناز ہے انداز ہے ادا
ہمکو قضا کا سامنا پیدا ابہی سے ہے

حسرت تو دل کی ایک بہی نکلی نہین ہنوز
قاتل اُٹہا تا قتل کا بیڑا ابہی سے ہے

فرقت کے صدمے سہ نہین سکتا دلِ حزین
تنگ آ گیا ہے موت کا جویا ابہی سے ہے

پہنچا ئیگا مراد کو انجامِ جذبِ عشق
کیون بیقرار اے دلِ شیدا ابہی سے ہے

آغازِ عشق ہی مین گئے عقل و ہوش سب
چرچا مرے جنونکا ہر اک جا ابھی سے ہے

ٹھوکر سے زندہ مردونکو کرنے لگے ہو تم
محشر تمہاری چال سے برپا ابھی سے ہے

قاصد سے پوچھکر ترے حسن و جمال کو
نادیدہ دل ہے میرا کہ شیدا ابھی سے ہے

وہ مجھسے دور ہین تو مین اُنسے قریب ہون
قسمت سے آگئے اپنی یہ بستر ابھی سے ہے

تو ہے جو میرے پاس تو حاصل ہے مجھکو وصل
لیکن خیالِ ہجر سے دھڑکا ابھی سے ہے

عابد ہین فکر شعر مین شاعر تمام غرق
عرسِ جنابِ فیض کا چرچا ابھی سے ہے

آنکھونمین اُسکی شکل ہے دلمین خیال ہے
ہمکو فراق مین بھی تو حاصل وصال ہے

اب خضرِ راہِ عشق سے ہمکو ڈرائین کیا
چلتے ہین اُنسے پہلے ہمارا یہ حال ہے

ہوگا جو چاند عید کا دیکھونگا اُسکو مین
ابروے یار ہی مرے حق مین ہلال ہے

لڑتے ہین بیچ والونسے جھگڑے لئے دل اُدھر
ہم تم جو روبرو ہون تو پھر انفصال ہے

دل آپکے پسند نہین ہے تو پھیر دین
ہم بیچ لینگے اور کہین اپنا مال ہے

مین وہ نہین کہ منہ سے کہا اور کیا نہو
میرا وہی ہے حال جو کچھ میرا قال ہے

زاہد کو منتونسے تو ملتی ہے مجھکو مفت
اُسکو ہے مے حرام تو مجھکو حلال ہے

اپنی خودی مٹائین تو بیشک خدا نہین
ہوجائے اتنی بات تو عابد کمال ہے

ہم سے ہی بخشین ہین ہمین سے ملال ہے
ہم تم پہ مر رہے ہین تمہارا یہ حال ہے

مین دوست آپکا نہین اچھا یونہی سہی
گھل مل کے دشمنونسے تو رہنا کمال ہے

ہم کیا کہین بتون کی محبت نے کیا کیا
اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے

پیکر ذرا سی آج پلاؤ تو ہم کہین
زاہد تمہین خیالِ حرام و حلال ہے

شاہ و گدا کے دلمین سر مو نہین ہے فرق
کنبل کا اسکو شوق پسند اسکو شال ہے

خالی نہین ہے در کی طرف اٹھا دیکھنا
معلوم ہو گیا ہمین جو کچھ خیال ہے

تیرے کرم کی مجھکو ہے امید یا غفور
میرے ستم سے تو مرا بچنا محال ہے

پھر کیون نہ تیرے حکم سے آسان ہون مشکلین
جب سہل ہے وہ کام جو بالکل محال ہے

کیا خاک اسکو لطف ملے باغِ خلد مین
عابد کو تیرے کوچہ کا ہر دم خیال ہے

شکرِ خالق ہر جگہ شورِ مبارکباد ہے
آصفِ سادس کی صحت سے زمانہ شاد ہے

روح تنمین آگئی سارے نمکخوارونکی پھر
دل ہر اک فردِ بشر کا آج بالکل شاد ہے

دم قدم سے تیرے ہے سب رونقِ ملکِ دکن
تجھسے ہی اے شاہ ہر اک شخص کی امداد ہے

کالعدم تیرے زمانہ مین ہوا ظلم و ستم
کوئی کیا جانیگا کیا شئے جور و بیداد ہے

ہے ترے دستِ کرم سے ایک عالم فیضیاب
تیری ہی بخشش سے اب آباد دکن آباد ہے

ہر ہلالِ چرخ دولت خواہ کو ہے ماہِ عید
تیرے بدخواہونکے حق مین خنجرِ فولاد ہے

یاد رہتی ہی نہین تجہکو کسی کی کچہہ خطا
کرکے احسان بہولجانا تجہکو اچہا یاد ہے

بروز افزون ہو مرے آقا کا اقبال او عمر
پنجوقتہ یہ بہی میرے داخلِ اوراد ہے

اے شہِ والا ذرا عابد پہ ہو لطف و کرم
وہ بہی ہے تیرا دعاگو وہ بہی خانہ زاد ہے

عدم آباد مین مخلوق کیون جاجاکے بستی ہے
کوئی دلچسپ بستی ہے کوئی آباد بستی ہے

گذاری میکدہ مین رات دنکو آرہے مسجد مین
وہ وقتِ مے پرستی تہا یہ وقتِ حق پرستی ہے

کوئی حسرت مرے دلسے نکلکر جا نہین سکتی
خدا رکہے خدا رکہے عجب آباد بستی ہے

تمہارے عشق سے دلکو ملی دلسے مجہے عزت
نہ اُنکی کچہہ حقیقت تہی نہ میری کوئی ہستی ہے

ہوا خواہونکی جہرمٹ سے تمہین کیون عار آتی ہے
اکیلے ہی کہین نکلو تو اک ہمراہ بستی ہے

کسی رشکِ پری کے وصل کا سامان کرتا ہون
مرے گہر خلد سے آکر پلنگ اک حور کستی ہے

مری تنہائی پر روتے ہین کیون احباب میت پر
یہانسے دو قدم چلکر تو اک آباد بستی ہے

مری میت دکہاکر کوئی اُنسے کاش کہدیتے
یہ کس کی قبر ہے دیکہو تو کیا حسرت برستی ہے

گہرا ہے ابر میخانہ پہ دوڑو میکشو دوڑو
درودیوار سے دیکہو تو کیا رحمت برستی ہے

تمہارا پاس ہے شرکت جو ہم ٹالدیتے ہین
ہمارے سامنے تو یہ عدو کی کوئی ہستی ہے

اگر ہر شخص کو دعویٰ ہو استادی کا اے عابد
تو پھر کیا ہے زمانے بھر مین استادونکی بستی ہے

تری صورت جو اے ساقی مری آنکھون مین بستی ہے
عجب ہے اسکی کیفیت نرالی اسکی مستی ہے

نہ کر تو منع مجھکو میکشی سے محتسب ہرگز
ترا کہنا اگر مانون تو یہ ہمت کی پستی ہے

یہ رنگ عاشقانہ ہے ادب سے بیٹھکر دیکھو
مزار فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

تری مخمور آنکھون نے کیا بدمست عالم کو
کوئی ہشیار رہتا ہی نہین کیسی مستی ہے

کسی نے مجھکو اگر پوچھا تو میری کیا خطا آمین
کلام فیض سے ثابت ہے یہی حق پرستی ہے

غنی کا کوئی رتبہ ہے نہ کچھ تحقیر مفلس کی
برابر اپنی نظرونمین بلندی اور پستی ہے

نظر جب خود پہ ڈالی ہمنے دل یہ چیخ اٹھا عابد
کہ تو عابد نہ زاہد ہے جو کچھ ہے اسکی ہستی ہے

کوچۂ یار تک رسائی ہے
میرے حصے یہ دولت آئی ہے

مفت مین لیکے دل چلے ہو مگر
یاد رکھنا یہ شئے پرائی ہے

سب سمجھتے ہین باوفا ہون مین
تری مشہور بیوفائی ہے

بے طلب اُنکے پاس جاتا ہون
تو وہ کہتے ہین موت آئی ہے

دل مین تیرا خیال لیکے چلے
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

وہ اٹھا ابر وہ گھٹا چھائی
میکشو نیک ساعت آئی ہے

کب لکھی دل کی سچی کیفیت
کچھہ گھٹائی ہے کچھہ بڑھائی ہے

مر مٹے نام حور سن سن کر
زاہدون کی یہ پارسائی ہے

یہ بہی دنیا کا کھیل ہے ناصح
عشقبازی مین کیا برائی ہے

ترے دربار مین جو پہنچا ہون
ہر جگہ اب مری رسائی ہے

اُسکے در کا فقیر ہون عابد
بادشاہی مری گدائی ہے

بات قسمت سے یہ بن آئی ہے
تری محفل مین مجھے لائی ہے

ہر جگہ ہے ترا جلوہ لیکن
کوئی کہتا نہین ہرجائی ہے

زیست کو جان غنیمت نادان
عمر کس شخص کی پھر آئی ہے

بیچ والون نے کہی کچھہ مجھسے
اُن کو کچھہ اور ہی سمجھائی ہے

بام پر اسکے نہ جاتی کیون آہ
عرش تک ہی تو یہ ہو آئی ہے

بندے اللہ کے بنے ہین پھر کیون
بُت کی چوکھٹ پہ جبین سائی ہے

ساتھہ غیرون کا ہے تیرے گھر مین
اُٹھکے چلدین بہی تو رسوائی ہے

ہمنے کس وقت مین کی ہے توبہ
فصل گُل آئی گھٹا چھائی ہے

باوفا ہون یہ وفا ہے میری
تیرے کوچہ مین جو لاش آئی ہے

تیری محفل مین پہنچکر خوش تہا
یہ نہ جانا تہا قضا لائی ہے

دور اے یار نہ کر عابد کو
تیری صورت کا تماشائی ہے

سُنا کرتے تہے اک مدت سے ہم جن کی خوش اخلاقی
ہوئی افسوس دو ہی دن مین اُنسے ہم سے ناچاقی

لیا دل بن کے دلبر جاںبلی جان ستان ہو کر
وہ کیون آتے مری تربت پہ اب کیا رہگیا باقی

دیارِ حُسن سے دل کو بچا کر کوئی کیا نکلے
لٹیرون کی یہ بستی ہے یہان ہوتی ہے قزاقی

انہین کا وہیان رہتا ہے انہین کی دُہن مین رہتے ہین
جتا دینا ذرا قاصد ہمارے دل کی مُشتاقی

ہماری خاک اُس نے شیشۂ ساعت مین رکہی ہے
رقیبون کی نمایش کو بنائی ہے گہڑی طاقی

مقرر جتنی روزی ہے وہ گہر بیٹہے پہنچتی ہے
وَمَا مِن دَابَّۃٍ سے ہے عیان یہ شانِ رزاقی

نشہ می کا جو اُترا تیری الفت ہوگئی دونی
نہین معلوم تو نے کیا پلا دی مجھکو اے ساقی

بجھادی آگ پانی نے ہوا مین اُڑ گئی مٹی
بھلا اب کیا بتا ئین ہم کہ ہم مین کیا رہا باقی

ملا کرتے ہین عابد دوستون کی طرح دشمن سے
مروت اسکو کہتے ہین یہ ہوتی ہے خوش اخلاقی

کیون نہ ظاہر وہ مرا یوسفِ ثانی ہوجاے
جب فنا دل سے مرے کثرتِ فانی ہوجاے

درپسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
اسکا نکتہ جو کہون مرثیہ خوانی ہوجاے

تیری تصویر یہی تیرا مرقع ہے یہی
کھینچے تصویر جو تیری وہی مانی ہوجاے

قیس و فرہاد کو جاگیر مین دیدونگا اگر
عشق کا ملک مرے پاس امانی ہوجاے

بات پردے کی ہے کہنا نہین لازم اسکا
طبعِ نازک پہ تمہارے نہ گرانی ہوجاے

جان نثارانِ محمد سے ہون تیرا عاشق
ایجذا دل پہ مرے کوئی نشانی ہوجاے

محوِ دیدار رہون الفت کا ہے نشہ باقی
مے ترے ہاتھ سے پیاؤن تو جو پانی ہوجاے

تیرا بندہ ہون تجھے لاج ہے اسکی رزاق
بے توسط مری اب رزق رسانی ہوجاے

تقوی عابد کا رہے طاقِ حرم مین او بت
ابتدا جبکہ ترا عہدِ جوانی ہوجاے

وصل کا ذکر اگر مری زبانی ہوجاے
فاش وہ آپکا سب رازِ نہانی ہوجاے

پاس بدخواہ رہین اور ہی خواہ ہون دور
اِسکی تفصیل جو ہو رام کہانی ہوجائے

اسمِ اعظم کا اثر ہو گا مری باتون مین
نام تیرا جو مرا وردِ زبانی ہوجائے

کشتۂ ناز ترا کشتۂ انداز ترا
کوئی دنیا مین جو ہو تو مرا ثانی ہوجائے

تپِ فرقت وہ بلا ہے کہ الٰہی توبہ
کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو پانی ہوجائے

صورتِ یار کو کس حُسن سے دیجے نسبت
اِسکا سایہ جو گرے یوسفِ ثانی ہوجائے

وصفِ دلدار مین لکھے ہین مضامین تازہ
جدّتِ طبع طبیعت کی روانی ہوجائے

دلستان ہین ترے بچپن کی ادائین ساری
جانستان کیون نہ پہر نازِ جوانی ہوجائے

جب مجازی سے ملے راہِ حقیقی عابد
عازمِ ملکِ بقا عاشقِ فانی ہوجائے

وہ کیون سُنتے انہین فرصت کہان ہے
ہمارے عشق کی اک داستان ہے

تمہاری یاد مین ہین رات دن ہم
تمہارا نام ہی وردِ زبان ہے

چمن مین محوِ سیرِ گُل ہے بلُبل
نسیمِ صبح گاہی باغبان ہے

تمہاری قدردانی گر یہی ہے
متاعِ دل بہی جنسِ رایگان ہے

اٹہا سکتے نہین کیون بوجھ عاشق
محبّت کیا کوئی بارِ گران ہے

شبِ دیجور تم کہتے ہو جسکو
جگر سوز آہ کا میری دہوان ہے

گذاری میکدہ مین رات ساری
عبادت آپ کی عابد کہان ہے

اعلحضرت حضور میرے
مقصد دینگے ضرور میرے

جب ہو گی نظر کرم کی مجھپر
چمکین گے ستارۂ ور میرے

مرجائینگے حاسدانِ بلدہ
کیا دیکھینگے وہ غرور میرے

تیری قدرت سے کب ہے باہر
یہ دن بہی دکہا غفور میرے

عابد کی زبان پہ ہے یہ ہر دم
پیر و مرشد حضور میرے

مدح سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نائبِ خیر الورا ہین میر عثمانِ علی
سایۂ لطفِ خدا ہین میر عثمانِ علی

آصفِ سابع نظام الملک سلطانِ دکن
معدنِ لطف و سخا ہین میر عثمانِ علی

ناصرِ ملت یہی ہین افضل و محبوبِ خلق
اپنے جو فرمانروا ہین میر عثمانِ علی

بندہ پرور عدل گستر انسے بڑہکر کون ہے
خلق کے حاجت روا ہین میر عثمانِ علی

کیون نہ سمجہین ہم انہین روحِ سلاطینِ دکن
سب سے اچہے ہین سوا ہین میر عثمانِ علی

پیر ہین تدبیر مین اور بخت و دولت مین جوان
بحرِ علم ابرِ سخا ہین میر عثمانِ علی

شرک و بدعت سٹگئے عابدؔ انہین کے دور مین
گمرہون کے رہنما ہین میر عثمانِ علی

جانان برخست نقاب تا کے
از عاشقِ خود حجاب تا کے

رحمے بنما و لطف فرما
بر بندۂ خود عتاب تا کے

از شربِ شراب شوق مستم
این بنتِ عنب خراب تا کے

پیر یست کنون و شد جوانی
لہو و لعبِ شباب تا کے

از وسوسہا برون شوا ے دل
این دغدغۂ عذاب تا کے

بو یاست مشام جان ببویش
عطرِ اگر و گلاب تا کے

بحرِ کرم است در طلاطم
عصیانِ مرا حساب تا کے

بریان جگرے بدست دارم
شوقِ گزک و کباب تا کے

از علمِ یقین شدہ کشودم
بحر است بپا حباب تا کے

دریاے محیط ہست ہر جا
این جہل تو اے سراب تا کے

عابدؔ تو با و سپار خود را
جنگی و ملکی خطاب تا کے

رباعی

طاعت کو خدا کی جب وظیفہ سمجھے
اسکو تقلید بو حنیفہؒ سمجھے
جب ہمنے پڑھا اِنَّا جَعَلْنَا عابد
اللہ کا آدمؑ کو خلیفہ سمجھے

رباعی

اب جان لیا ہے خوب تجھکو جانی
ہر شئے میں نئے رنگ سے آیا پانی
دنیا کے ہین جہوٹے سارے جہگڑے عابد
اللہ باقی ہے اور تو ہے فانی

رباعی

دنیائے دنی کو جبکہ جیفہ سمجھے
اسرارِ خدائی کا لطیفہ سمجھے
عابد یہ تمام علم ناقص ٹہرے
قرآن کا جبکہ ہم صحیفہ سمجھے

رباعی

اُلفت سے جو کوئی روئے جانان دیکھے
مڑکر نہ تجھے زلف پریشان دیکھے
عاشق بنکر بلا سے ڈرنا کیسا
کچھہ فائدہ دیکھے نہ وہ نقصان دیکھے

قطعہ

مین ناخوش کسی سے نہ خوش ہون کسی سے
کہ ہے ناخوشی اور خوشی اپنے جی سے
کیا بیخبر مجھکو اپنی خبر نے
عجب بیخودی آگئی آگہی سے

قطعہ

کیا ہے اب اور کیا سے کیا ہو جائیگی | نگہ جو تیری آنکھہ وا ہو جائیگی
غور سے آئینۂ دل دیکھہ لے | کوئی صورت رونما ہو جائیگی

قطعہ

ہو ایک اگر بتاؤن عابد | برداشتہ دل ہوئین سبھی سے
ہم بیخبرون کی مت خبر پوچھہ | آگاہ نہین ہین آگہی سے

قطعہ

خندۂ گل کیطرح ہے عیش یہان یا در ہے | دم غنیمت ہے سمجھہ جو دم کہ دم باقی رہے
یار تو جاتا رہا داغ جدائی دلپہ ہے | جسطرح اٹھّے قدم نقشِ قدم باقی رہے

قطعہ

ہم کو عابد جو اتنی راحت ہے | اپنے محبوب کی بدولت ہے
مطلبِ عاشقان سمجھنے کو | ایک معشوق کی ضرورت ہے

قطعہ

کیا عرض کرون ہو شاہ دکن! میری زبان سے | ہوتا نہین کچھہ شکر عنایات کا تیری
خوش ہوتے ہین احباب تو جلجاتے ہین دشمن | آتا ہے جو مذکور رعایات کا تیری

قطعہ برائے جناب مولوی ابو سعید صاحب خلف مولوی اکبر صاحب مغفور متولی نبی خانہ

سچ سچ بتائیں تو برا مان نہ جانا
عادت کے سوا ہمنے کیا ہے کرینگے

جس ماہ مین ہوتا ہے وہان عرسِ مبارک
ہم نذر بنی خانہ نبی خانہ مین دینگے

قطعہ

ہم یہ کہتے ہین ہمنشینون سے
آج کل سے نہین مہینون سے

لٹ ہی جاؤگے دیکھنا عابد
سابقہ کم رکھو حسینون سے

قطعہ

ہنر کو بے ہنر کیا خاک جانے
نشان کو بے نشان کی قدر کیا ہے

کلامِ صوفیان اور زاہدِ خشک
کسی کو زعفران کی قدر کیا ہے

مستزاد

نام تاریخی

تیری چاہت ہے مجھے چاہتا ہون دل سے تجھے
تو بھی اب چاہ مجھے

نظر آتا نہین جز تیرے کوئی چاہون کسے
جو کہ آجی مین بسے

ہے تماشا یہ نیا ہو کہ نہین بندے کا
یہان آکر جو مٹا

لا مین ہو کر جو فنا فی اللہ مین باقی ہم سے
جلد خود آکے ملے

ہم سے کہنے لگے وہ چھٹتے ہو کیا ہم سے صلہ
مین تو ہون تجھسے ملا

جو کہ تو مانگتا ھے وقت وہی تجھکو ملے
تیرا دشمن یہی جلے

مے وحدت پئین اب ساقی ہوش سے جو ہم
ہم کو خواہش ہی نہین بنتِ عنب گر نہ ملے
عابد اب شعر ترے بہرِ خدا ہم کو دے
ایک سے ایک ہے بڑھکر سبھی سانچے مین ڈھلے

بیٹھین عنقا سے ہی گم
دل کو حسرت نہ رہے
کہتے شوق ہین تجھے
جو پسند آئین ترے

خمسہ غزل حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نام یا حی داغ جگر سوز ۱۳۰۱ھ

ترتم در کوچہ دلدار بودے کاشکے
الحق از منصور وش حقدار بودے کاشکے

بلبلم ہم جائے گلزار بودے کاشکے
اینکہ سر بر تن بود بردار بودے کاشکے

وین بدن خاشاکِ راہِ یار بودے کاشکے

چونکہ لطفش یافتہ دانستہ ام خوی حبیب
شوقِ دل گویم ہمہ چون بنگرم روی حبیب

راہِ جنت ترک کردہ میروم سوی حبیب
تا صبا خاکم نبردی از سر کوی حبیب

خاکِ من خشتے ازآن دیوار بودے کاشکے

در جحیم غم بداری نفسِ کافر کیش را
دور از خود کے گذاری عاشقِ دلریش را

ہر زمان بینی و میدانی کمی و بیش را
چون تو آگاہے سکینی بر شش ایفِ خویش را

دایما چون دل تنم بیمار بودے کاشکے

سوی کعبہ میروند از بسکہ خوشخو مید خلق
روی خود از آبِ زمزم در حرم شویند خلق

حق تعالیٰ را نہ دانستہ چہ میجوئید خلق
بسکہ بیدادِ تو افزون میشود گوئید خلق

جورِ امثالِ تو ہمچون یار بودے کاشکے

سر کشد آہ و فغانم از زمین تا آسمان
دارم امید وفای از تو اے جانِ جہان
میکند معشوق گر ہر جا ستم بر عاشقان
با وجود از جورِ بسیارِ تو گویم ہر زمان

اینکہ باشد اندکے بسیار بودے کاشکے

مینماید نالہ در فصلِ خزان بلبل ہزار
در شبِ ہجران چرا عاید نباشد زار زار
جانِ و دل پیوستہ مثلِ برق باشد بیقرار
چون تو نتوانی کہ ہمچون گل جدا کردی چو خار

سے انکارِ توآن خار بودے کاشکے

خمسہ غزل حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز

ہمسرِ عشق درین کون و مکان نیست کسے
غیر او بین کہ درین دہر عیان نیست کسے
چشم بکشا کہ بجز جلوۂ آن نیست کسے
بخدا غیرِ خدا در دو جہان نیست کسے

صد دلیل ست و لے واقف ازان نیست کسے

دیدہ راکن طلب اے یار ز دیدار نخست
چون ترا دیدہ نباشد لطلب بازئی ست
دلِ خود دار تو در الفتِ محبوب درست
نکتہ سرِ محبت چو نہان از من و تست

لاجرم در صددِ شرح و بیان نیست کسے

دلِ معشوق درین دہر ز الفت خالیست — بلکہ لبریز کدورت ز محبت خالیست
سینۂ بوالہوس از رازِ حقیقت خالیست — مسندِ عزت و نیکو نگہِ وحدت خالیست

از ازل تا بہ ابد درخورِ آن نیست کسے

نغمۂ سرِ انا الحق چو ز دل می جوشید — صفوتِ ظاہرِ او معنیِ باطن گردید
صورتِ خویش چو در آئینۂ دل می دید — لاجرم عاشق و معشوق ز خود ساخت پدید

تا کہ بروے بجز از وے نگران نیست کسے

اے دلِ زار شدی از مددِ عشق قوی — ہمرہِ بادِ صبا در چمنے گر بروی
نغمہ زن گشتہ چو بلبل بنوا خوش شوی — اینہمہ زمزمہ کز سینۂ خود مے شنوی

تو چہ گوئی کہ درین خانہ نہان نیست کسے

رازِ مخفی چو بگردید عیان روزِ ازل — عشق شد در دلِ عشاق نہان روزِ ازل
تا ابد ماند بشد ہر چہ نشان روزِ ازل — زندہ دل را چہ غم از رفتنِ جان روزِ ازل

زانکہ دل زندہ باین روحِ روان نیست کسے

قصۂ کوہکن و قیس اگر مے داند — یا بجز جلوۂ معشوقِ حقیقی خواہد
بے جنون گم شدۂ عشق بمنزل نرسد — دعویٔ عشق درین معرکہ ہرگز نہ کند

اگر از جان و دلِ خویش بجان نیست کسے

یادِ اجمیر عابد مع یاران بہ کشد
چون مجنون کہ جنون سوی بیابان بہ کشد

از پی فاتحہ تربت ذیشان بکشد
بارِ عشقِ تو معینی بدل و جان بکشد

خمسہ بر غزل

کہ ہوادارِ تو تنہا بزبان نیست کسی

[illegible]

الستُ بربکم کو ہم سدا تیری صدا سمجھے
کسی خورشید رو کی گر ضیا دیکھی تو کیا سمجھے

[illegible]

جواب اسکا نہین دیگر بجز قالوا بلا سمجھے
رخِ روشن کو ہم اسکے تجلی خدا سمجھے

بجا سمجھے حقیقت مین جو رازِ انبیا سمجھے

محمد کو خدا بیشک بقولِ رہنما سمجھے
تبھی ہم ہین پرستار آپکے تم ہم کو کیا سمجھے

جو نعتِ احمدِ مرسل کو حمدِ کبریا سمجھے
تمہارے آئنہ رخ کو وہ ہم عکس نما سمجھے

جمالِ نورِ احمد کو رخ نورِ خدا سمجھے

ہمیشہ عشق کی آتش مین اپنے دلکو تپنا ہے
تماشا دیکھہ اس دنیا کا ظاہر کیونکہ سپنا ہے

زبان سے نام اپنے بت کا ہر آن جپنا ہے
سمجھہ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے

کوئی اس بت کو کچھہ سمجھے ہم اس بتکو خدا سمجھے

وصالِ مہوشان سے یہ دلِ پر درد خورسند
بحمد اللہ سدا عشقِ حقیقی کے رہے پابند

بقولِ ناصحِ نادان نصایح سنتے ہین اور پند
خدا ہمسے جدا کب ہے حباب و بحر کے مانند

یہ ہے اک موجزن دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے

جناب عشق نے صبح و مسا لبین کیا گہر ہے
صفائی سے کیا آئینہ دلکو جون سکندر ہے
وہی ارشاد اپنے پیشوا کا گوہرِ تر ہے
حصولِ معرفت ذاتی خدا کی عاشقون پر ہے
فنا کو جو بقا سمجھے بقا کو جو فنا سمجھے

چھپانا اُسنے کیا صورت کہ جو محرم ہین صورت کے
تصدق شکلِ مجنون ہر گھڑی ہر دم ہین صورت کے
جو کرنیوالے اب معلوم سب عالم ہین صورت کے
بہر صورت وہ ہے ظاہر مقید ہم ہین صورت کے
خطا اپنی سمجھ کی ہے جو ہم سمجھے خطا سمجھے

دلِ پُر درد کی عابد عیان تابش ہو جاتا ہے
بجز خورسندیٔ دل کب بیان بخشش ہو جاتا ہے
ستم ظلم و جفا کا سہنا یک کاہش ہو جاتا ہے
رضامندی سے جان دینا نہ کچھ خواہش ہو جاتا ہے
شہادت کا مزا ضامن شہیدِ کربلا سمجھے

خمسہ بر غزل

ترے عشق نے یون پھرایا مجھے
نظر آیا تیرا نہ سایا مجھے
بتایا عجب اک تماشا مجھے
سنہ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے
وہین پھر جو ڈھونڈا نہ پایا مجھے

ترا چہرہ مانندِ شمس و قمر
سمایا ہے نظر و نین شام و سحر
جو مین دیکھتا ہون ادہر اور اُدہر
بسا میری آنکھون مین تو اس قدر
کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے

ہے بالاتر افلاک سے شانِ عشق ‏— ہمیشہ ہے عاشق ثناخوانِ عشق
نظر آئی سیرِ گلستانِ عشق ‏— کہاں تک کہوں لطفِ احسانِ عشق
کہ جون جون گھٹا مین بڑہایا مجھے

بڑہی عشق کے ہاتہون اِسطرح سوج ‏— ہوئی محو یک آن مین اپنی بوج
فلک کے ہوئے پست بار ابروج ‏— یہان تک دیا مجھکو حُسنِ عروج
کہ بندے سے مولا بنایا مجھے

کہان تیری اُلفتمین دل کو قرار ‏— سپیئے وصل ہے چشم دل زار زار
کبھی مجھہ فدائی سے ہو جا دوچار ‏— مین قربان ہون تیری نظرونکے یار
ملاتے ہی آنکھین گمایا مجھے

رہے یادگر بیخودی کا مقام ‏— ہے وہ سر بسر بیخودی کا مقام
کیا یادگر بیخودی کا مقام ‏— کہان مین کدہر بیخودی کا مقام
وہانسے یہان توہی لایا مجھے

مددگار عابد کا ہے روز و شب ‏— بلا عین جو اصل مین ہے عرب
کرین التجا ہر گھڑی باادب ‏— نیاز اب یہی ہے دعا و طلب
رکھہ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

تمت غزل ‏— [illegible]

فدوی ہیں دل و جان تو ہیں سردار تمہارے
جام الفت سے ہیں سرشار تمہارے
عاشق ہی ہوئے ہیں تو ہیں دلدار تمہارے
ہم گرچہ نہیں لائق دربار تمہارے
مشہور تو ہیں بندۂ سرکار تمہارے

تیری ہی حکومت ہے فقط دیکھوں جدھر کو
بن تیرے نہیں جانتے ہیں کوئی بشر کو
روکش ہوں اگر تجھسے کدھر پھیریں نظر کو
اچھے رہیں نزدیک برے جائیں کدھر کو
گل ہیں تو تمہارے ہیں و گر خار تمہارے

فرہاد ہوا عشق کا شیریں پہ چشندہ
اور شمع پہ قربان ہوا پروانہ پرندہ
کیوں تم پہ فدا ہوگا نہ آئندہ روندہ
زندہ کو تو مردہ کریں اور مردہ کو زندہ
ہیں دونوں صفت آنکھوں سے اظہار تمہارے

ہر وقت میری آنکھوں میں ہے آپکی تصویر
مقدور کہاں اتنا جو ہو آپسے تقریر
کشتہ ہے ازل ہی سے مقرر میری تقدیر
مقتل میں جو آؤ تو نہ لو ہاتھ میں شمشیر
بس کرتے ہیں دو ابروے خمدار تمہارے

مسجد میں رہوں یا کہ چلا جاؤں کلیسا
پہچان لیا آپکا ہے رمز و سلیقا
کس پیچ میں ڈالیگی ہمیں زلف چلیپا
یوسف کی تو عاشق تھی فقط ایک زلیخا
یوسف سے ہزاروں ہیں خریدار تمہارے

مین مانون گا ہرگز نہ کبھی زاہد وہمی | ہمعنی ہین الفاظ ترے عقلی و فہمی
مجروح ہین یان جتنے کہ ہین قابلِ رحمی | ہم ایک نہین تیرِ نگہ کے ترے زخمی

بہتیرے ہین ان چشمون کے بیمار تمہارے

عابد کی عبادت پہ تمہاری جو نہین غنج | کیون کرتے ہوا ے ناصحو ہر دم ستم و جور
ہر رنگ ہین ملجائیگا ہو جائیگا ہم دور | خاموش نہین قابلِ محفل ہے کسی طور

مخمس بر غزل — رہنے دو اسے بس پسِ دیوار تمہارے — حافظ جی

دل کا طواف کرکے جو حاجی کہائینگے | جو ہین مکین کعبہ اُسے یان ہی پائینگے
ناصح نہ دیجو پند کہین سنہ کی کہائینگے | ایسے صنم کو چھوڑ کے کیا کعبہ جائینگے

وان بہی وہی صنم ہے تو کیا منہ دکھائین گے

شیرین ہم تمہارے سخن کی جو پائینگے | ٹک جو ے شیر آنکھون سے اپنی بہائینگے
پھر ضربِ تیشہ صورتِ فرہاد کہائینگے | جوشِ جنون ہین اپنے کبھی ہم جو آئینگے

مجنون بنینگے ہم تمہین لیلےٰ بنائینگے

رتبہ طرف حجاز کے آنے سے کچھ نہین | روے حرم حطیم کے پانے سے کچھ نہین
عرفات کا پہاڑ دکھانے سے کچھ نہین | عاشق کو سوِ کعبہ کے جانے سے کچھ نہین

ہم اپنے کوے یار کو کعبہ بنائین گے

آمد تمہاری اپنی طرف جو سُنینگے ہم
فرقت کی شب فلک کے ستارے گنینگے ہم
آنکھوں کو اپنی فرش زمین کا کرینگے ہم
معشوق تم بنینگے تو عاشق بنینگے ہم

تم بھی ہماری طرحسے صدمے اٹھائین گے

ہین جو کہ پھرنیوالے عراق و حجاز کے
بیشک نہ چھپنے والے ہین انداز و ناز کے
شایق مدام رہتے ہین ارباب راز کے
ہم کشتۂ نیاز ہین اُس بے نیاز کے

ہرگز نہ بارِ منت و احسان اٹھائین گے

موسیٰ سے کہدیا ارنی کیا قصور ہے
جو مرگ و زندگی کا جہان مین ظہور ہے
بانارِ لن ترانی جلا کوہِ طور ہے
فکرِ کفن ہمارے لئے کیا ضرور ہے

عُریان جہانسے آئے ہین عریان ہی جائینگے

عابد خبر ہے تجھکو مگر و لگی لاگ ہے
ڈر بکریون کو رہتا ہے صحرا مین باگ ہے
رہتی ہے محویت بخدا تجھکو راگ ہے
حافظ کو خوف کیا ہے کہ دوزخ کی آگ ہے

پہلے پہ ہو کے شافعِ محشر بچائین گے

تمسہ بر غزل — بیت

گیسو رخسار پہ جسوقت پریشان ہونگے
جمع اطراف جو دیدار کے خواہان ہونگے
دلِ عشّاق بصد سلسلہ جنبان ہونگے
ناوک انداز جدہر دیدۂ جانان ہونگے

نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

[illegible]

اُسکے رخسار کو کیا مہر درخشان کہون — اِسکی تنویر تو ہے اُسکی ضیا سے افزون
دیکہنے کی نہین طاقت یہ روئے بیرون — تابِ نظّارہ نہین آئینہ کیا دیکہنے دون
اور بنجائین گے تصویر جو حیران ہونگے

راتدن زیر زمین رہتے ہین پرستارِ صنم — شاہدِ عیش کے بس وصل سے شاد و خرّم
عشقبازی سے جو تو منع ہے کرتا اسدم — ناصحا دلمین تو اتنا ہی سمجہ لیہنے کہ ہم
لاکہ نادان ہوئے کیا تجہسے بہی نادان ہونگے

چشمِ سفاک کی بیماری جو پائین گے کبہی — مثلِ نرگس نہ وہ بیماری دکہائینگے کبہی
تنگ سے یار جو اِس جینے سے آئینگے کبہی — منتِ حضرتِ عیسیٰؑ نہ اُٹہائینگے کبہی
زندگی کے لئے شرمندۂ احسان ہونگے

حاجی بن رہتے خدا کے ہین مکانمین مومن — صرف عابد سے ہین اسرار نہانمین مومن
کافرِ عشق ہین کہلاتے جہانمین مومن — عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن

تضمین غزل — آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے — مومن رحمہ

گذرے آدم سے با بندم کئی دنیا مین نبی — آپ سا دوسرا کوئی نہین محبوبِ ربی
یک اشارہ سے ہے دو ٹکڑے ہوا ماہِ شبی — مرحبا سیدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تم ہی بیشک ہو خدا کے بخدا محرمِ راز — طے کئے آپنے افلاک کی ہو راہ دراز
شبِ معراج مین بس حق سے رہے اُو نیاز — تو ہمانی کہ ترا عرش شدہ پا انداز

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

اُمتِ خاص کو عصیان کا ہے کیا خوف و خطر — نزدِ حق آپ ہین واللہ شفیعِ محشر
رحمتِ عالمیان آپ ہین یا پیغمبرؐ — چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

حاملِ وحی تو جبریلؑ ہے عالی درجات — آپ حق بھیجتا ہے تم پہ درود و صلوات
فیض سے آپکے یا شاہ ہماری ہے نجات — ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

کیا لکھون آپ کی توصیف مین یا شاہِ امم — ہو گیا گُند زبان ہاتھ مین اپنا ہے قلم
بخدا عفو کا خواہان ہون خدا کی ہے قسم — نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بے ادبی

آپ کی یاد تو میرے ہے دل و جان مین مدام — آلِ اطہار پہ پیوستہ درود اور سلام
نعتِ والا سے تو رہتا ہون سدا شیرین کام — نخلِ بُستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق زشیرین رطبی

کمترین بندہ گنہ گار ہے یہہ حامد علی — آرزو رکھتا زیارت کی ہے یاختم نبی

اب یہی اُسکے کہینچو ہے مراد اسکی ولی — سیدی انت حبیبی وطبیبِ قلبی

ضمیر غزل

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

مقبول حق و مصطفیٰ مخدوم صابر کل یری — راز دارِ مصطفیٰ مخدومِ صابر کل یری

پیشوا و رہنما مخدومِ صابر کل یری — مظہرِ نورِ خدا مخدومِ صابر کل یری

معدنِ فیض وعطا مخدوم صابر کل یری

رب ارنی بولے موسیٰ پہنچے جب دم کوہ طور — لن ترانی سن لیا غش آگیا دیکھا جو نور

آپکا ہی فیض پہنچا دہر مین نزدیک و دور — قبۂ انور مین تیرے ذات حق کا ہے ظہور

جلوہ گاہِ کبریا مخدومِ صابر کل یری

کامل و اکمل ہو بیشک واقفِ رازِ خدا — تمسا دنیا مین نظر آیا نہ کوئی دوسرا

کاشفِ سرِ لدنی افتخارِ اولیا — کجکلاہی زیب دیتی ہے تمہین کو سیدا

تاجدارِ چشتیا مخدومِ صابر کل یری

معتقد عالیجناب پاک کے ہین انس و جن — وصف جو جو آپکے ہین کیا کوئی وہ گیو گن

مین نہین کہتا کسی کا آسرا ہون آپ بن — ہے تمنا مجھکو اے شاہِ دو عالم رات دن

ہو میسر خاکِ پا مخدوم صابر کل یری

رازِ صابر فیض سے ناصر کے عاید کولا
ہو یقین حاجت روائے خلق اور مشکلکشا

صابریہ خانوادیکا ہے دلسے مبتلا
در تمہارا چھوڑکر اصغر کہان جاوے بہلا

مخمس بر غزل — دل مراتم پر فدا مخدوم صابر کل یری — مدح

ہین ہیشی ہین تمہاری عبد رب یار دو بیٹھے
جواپنی خلوتِ دل ہی مین دیکہا یار کو بیٹھے

دوئی سے گذرے گزار تخیالی آپ جو بیٹھے
ہوا جو کچھ کہ ہونا تہا کہین کیا جی کو رو بیٹھے

بس اب یک ساتہہ ہم دونو جہا سے ہاتہہ دہو بیٹھے

گذارے ہمنے کیا کیا وصل کے دن ہجر کی راتین
ہوا مجنون ہے خود لیلے یہ دیکہو عشق کی گہاتین

عجائب وصل کی خوش لذتین فرقت کی آفاتین
نہ پوچہو کچہہ ہماری ہجر کی اور وصل کی باتین

چلے تہے ڈہونڈہنے جسکو سو وہ ہی آپ ہو بیٹھے

کئی اشیا ہین یار و ڈہونڈہنیسے سر کہین ملتے
کہان مانند اپنے کوئی بر روے زمین ملتے

عرب سے تا عجم اور ہند سے تا ملک چین ملتے
بساط اپنی ہین ہم تہے آپ سو اتو نہین ملتے

نہ تہا کچھہ اور اپنے پاس جسکو کہئے کہو بیٹھے

بشہر حسن ہے شاہی جو تجہپر ہو گئی قایم
جفا و جور ہی عشاق پر کرتے رہے دایم

کہ تیرے حسن کے آگے مہ خورشید بیٹھے دم
وفا کی چہینٹ بہی تجہپر پڑی ہرگز نہ ظالم

لگا تہا خون دامن سے سو وہ بہی آپ دہو بیٹھے

بفیضِ شاہ اے عابد نہین تجھکو ضرر ہرگز
ترے منصب کو تو بیشک نہین ہے کچھہ خطر ہرگز
نہین منظور ہے گر آپکو کچھہ زور و زر ہرگز
نہ اٹھو در سے دارا پنے بستر پہ سے طمع کر ہرگز

خمسہ غزل

جو کچھہ یون غیب سے آوے سو تم البتہ لو بیٹھے

وہی ہرجا ہے ہو تو پھر کسی کو یاد کیون کیجے
یہ اپنا نقدِ دل بیجا کہین امداد کیون کیجے
دل اپنا ہے خیالِ غیر کی بنیاد کیون کیجے
بہار چند روزہ سے دل اپنا شاد کیون کیجے

ہوائے حسن پر دلکو عبث برباد کیون کیجے

نہ دے سنگین دلون کے ہاتھہ اپنے دلکا تو شیشہ
حقیقت کے چمن مین رہ نہ لا کچھہ دل مین اندیشہ
یہان ٹھہرا ہوا ہے اب عبودیت کا یک پیشہ
لگا کر دیدہ و دانستہ اپنے پاؤن پر تیشہ

بکوہِ عشق اپنا قتل جون فرہاد کیون کیجے

نگہ سے بیوفاؤن کی بچا رکھہ ہر زمان دلکو
بدامِ کاکلِ خوبان پھنسا مت ناگہان دلکو
مثالِ طائرِ عنقا ہمیشہ کر نہان دلکو
نہ دیجے خال و خط کے دام و دانے پر میان دلکو

اگر دیجے تو پیچھے نالہ و فریاد کیون کیجے

بجان اُسکا سدا محکوم ہونین اور وہ حاکم
سمجھتا ہون اُسے مخدوم اور اپنے کو بلکہ خادم
جگر اور دل یہ دو تو نذر اب گذرانکر سالم
جو ناگون ہونین آزادی کہے ہے ہنسکے وہ ظالم

جسے لیجے غلامی مین اُسے آزاد کیون کیجے

نہ کر آباد خون عابد کبھی ویرانۂ غم کو | چراغ داغ سے روشن نہ کرنا خانۂ غم کو
خوشی کی پی سکے مے اب پہوڑ دے پیمانۂ غم کو | بنا ذاب چپ رہو کوتہ کرو افسانۂ غم کو

مخمس غزل — جہان سے اٹھ گئی ہے داد بس فریاد کیون کیجے — ایضاً

بہ بزم میکدہ ساقی ہے مے ہے جام و مینا ہے | خمار ایک ایک ساغر سے ہوا آنکھون مین پیدا ہے
کہے کیا وقت فرقت محو خود مانند عنقا ہے | مقام وصل مین سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
فقط یک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے

بہار آئی ہے گلشن قابل گلگشت نیا ہے | بہر سو ہم صفیران چمن کا شور و غوغا ہے
جناب عشق کا اب راز تو سینہ مین پیدا ہے | بیان تم سے کرون کیا مین کہ میرے دل مین کیا کیا ہے
نئی باتین نئی گہاتین نیا ہر دم تماشا ہے

سمجھتا فرق کچھ ہرگز نہین ہون بیش و کم مین | عدم سے آگیا ہستی کی جانب پڑ گیا غم مین
جو ہمدم اپنے دم سے صبحدم رہتا ہون ہر دم مین | غنیمت دم کی الفت کو نہ کیون سمجھون دو عالم مین
کہ ہر عالم مین مجھکو یک نیا عالم دکھاتا ہے

قدم سے وادی وحشت مین ہین خار جنون آگے | ہوے مجذوب بس دیوانہ پن سے بچپن جا آگے
بھلا زاہد وکیون اسقدر تم پہرتے ہو بہاگے | مرے دل مین ہے پوچہون رکھکے قرآن شیخ آگے
زبان مطلق نہین حقکو تو پہر یہ کون گویا ہے

سرود وین کا ہے ہوگیا مست ہر پردہ
سنا جب حضرت خسرو کے موہنہ سے راگ سرپردہ
دلا کیون اتنا تو پوشیدہ ہے ہرگز نہ کر پردہ
کسی پردہ نشین سے ہمکلامی ہے یہ درپردہ
سخن باریک ہے اسجا سے مجھکو مجھسے پردا ہے

نہ دلکو تازگی امرت سے نے کچھہ خوف ہے سم سے
نہ خوش ہے شادمانی سے نہ کچھہ آزردہ ہو غم سے
رہے نامحرمون سے دوری اور قربت ہو محرم سے
جہان چاہے وہان مل لے خلیل جان عالم سے
دل صافی مکان دیدہ ترا دیوانخانہ ہے

امیر اس دہر مین عابد ہے جنگ و ملک و لہو
مگر مت بھولیو ہرگز سخن شاعر کا ہے اولے
زمانہ ڈھونڈہ کر دیکھا تو ہر شخص تہا بھولا
وطن مردون کی محفل مین نہین یک طالب مولے
کسی کو حب دنیا ہے کسی کو فکر عقبے ہے

ذی رتبہ سے ہمسری نہین ہے
وہ عاشقی عاشقی نہین ہے
فرہاد کی کیا سنی نہین ہے
عاشق ہونا ہنسی نہین ہے
کچھہ دل لگی دل لگی نہین ہے

واعظ کا سخن جو دل مین بھرتا
باز ہد و ورع گنہ سے ڈرتا
گلگشت جنان کو یاد کرتا
حورون کے نام پر ہے مرتا
انسان کچھہ آدمی نہین ہے

آتے ہی شبِ فراق جانی — بیخوابی ست دل پہ ہوگرانی
ہوتی رہے لاکھہ قصہ خوانی — جس سے نیند آئے وہ کہانی
بیٹھے تو کبھی سنی نہین ہے

یہہ عشقِ بتان زمین مین گڑجاے — اور شکل فراق کی بگڑجاے
ہے خوف نہ اُسکا شعلہ بڑھجاے — آہِ سوزان پہ خاک پڑجاے
یہہ آگ کبھی دبی نہین ہے

رخ تیرا ہے مہر سا درخشان — ہے جبہتی جس سے چشم انسان
مانی ہے شبیہ لکھکے حیران — خالق نے کمر تجھے مری جان
ایسی دی ہے کہ دی نہین ہے

دیکھے کئی خوش نکات مین نے — اور دیسے ہی کی صفات مین نے
سوتے نہ گذاری رات مین نے — اُڑتی سی سُنی ہے بات مین نے
تم سے اچھی پری نہین ہے

عابد نے سنی جو صوت اے وحید — لی عمر جہان سے چوت اے وحید
خوش ہوتے ہین روزِ فوت اے وحید — ہے سب کو عزیز موت اے وحید
کس نے جان اسپہ دی نہین ہے

جو عشق کے ہین براہ گذر گذر مین رہے
سدا بحالِ پریشان نگر نگر مین رہے
وطن مین اپنے ہمیشہ سفر سفر مین رہے
کر کہو وہ شیوہ نہ مدِّ نظر نظر مین رہے
کہ جس سے رازِ محبت بشر بشر مین رہے

فدائی صورتِ شیرین کا کوہکن تہا جون
مین اُسکے حسن پہ شیدا ہون کچھہ نہ پوچھو یون
کبہی بشہرِ بتان ہم پہنچگئے جون تون
ہم اُنکی بزم مین بیٹھے رہے ولیکن یون
کہ جیسے رہروِ راہِ خطر خطر مین رہے

نہین ہے کہیل سمجھہ عشقبازی ہے مشکل
نہ ہوں قیس سا لیلے کا ناقہ و محمل
رکہے جو دل کو کسی کی طرف کوئی مائل
کہینچے جو سینہ سے نالہ تو چاہیے ایدل
مثالِ معنی لفظ اثر اثر مین رہے

چمن ہو ابر بہاری گلون کا موسم ہو
سمایا راگ کا در پردہ ایک عالم ہو
شراب و ساقی مینوش اپنا باہم ہو
شبِ وصال کی یارب نہ روشنی کم ہو
وہ نورِ عارضِ رشکِ قمر قمر مین رہے

فراقِ یار کا درد و الم تہا صبح و مسا
لکہون مین کیا کہ نہین یکقلم لکھا جاتا
بکنجِ رنج تہا عابد بہی مبتلا حاشا
تمیز غم کو دیا تہا فلک نے عیش اپنا
کہ جیسا جلوۂ رنگِ شرر شرر مین رہے

مخمس بر غزل

تمت

بہوا جستجو مین سیرے نسیم دربدری رہی | کہ ہے داغ سینہ مین مثلِ گل کبھی خوشی بہی رہی

رہا محوِ بیخودی اسطرح نہین عقل سر مین پری رہی | خبرِ تحیرِ عشق سُن نہ جنون رہا نہ پری رہی

نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

ہون رہینِ عالمِ محویت نہین کچھ بہی سر اُن ہنگی | بخدا ہے جوشِ جنون سے بس یہ مدام پا برہنگی

بنے مجھسا کوی جنون مین کیون کہ سدا اساسِ برہنگی | شہِ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباسِ برہنگی

نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

چمنِ وصال مین صبحدم کوی پہول لا او کوی پہلگیا | تو خزانِ ہجر سے کیا عجب کہ تمام رنگ نکلگیا

گئی بہاگ بُلبلِ نغمہ خوان دلِ زار جس سے دہلگیا | چلی سمتِ غیب سے اِک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا۔

مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہین سو ہری رہی

دمِ صبح دیدۂ زار سے جو مرے سرشک روان ہوا | کہ جو داغ مثلِ چراغ تہا سو وہ لگا دلین نہان ہوا

ہوا اندو دیدۂ ظاہری ترا جب جمال عیان ہوا | ترا جوشِ حیرتِ حُسن کا اثر اسقدر سے یہان ہوا

نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

تپِ عشق بسکہ ہے پُر خطر بہلا کیسے ڈہونڈے علاج کو | کہ طبیب کوی نہ پا سکے ترے عاشقونکے مزاج کو

دیا عاقل اپنا ہے نقدِ دل سبہی ملکِ دل کے خراج کو | کیا خاک آتشِ عشق نے دلِ بینوا سراج کو

خمسہ بر غزل — نہ خطر رہا نہ حضر رہا جو رہی سو بیخطری رہی — ہاتفی

عامل نہین ہین وہ تو خدا کے کلام کے
محکوم واعظون کے نئے تابع امام کے
پیرو نہ ہون جو سنّتِ خیر الانام کے
کلمہ پڑہا تو کیا جو مسلمان ہین نام کے
ہندو ہین خوب اُنسے کہ تابع ہین رام کے

گلزارِ عشق کی جو کرے سیر ہے سدا
مین سے شرابِ شوق کو ہے پے بہ پے پیا
جانے ہمارے دلکو نہ ہرگز پُر از ریا
میخانہ بنگیا ہے یہہ دل اپنا ساقیا
محتاج ہم نہین ہین ترے یک دو جام کے

دل محفلِ وصال سے خورسند ہے وہی
دلدار کو سمجہتا ہے دلبند ہے وہی
ہر داغ عشق شمع کے مانند ہے وہی
بندہ جو بنگیا ہے خداوند ہے وہی
صاحب چہپا ہے چہرہ مین دیکہو غلام کے

جو جو کہ علمِ عشق کے عالم ہین منتہی
مجنون کی جو زبان ہے انا لیلےٰ کہہ رہی
اقلیم عشق کی وہ سبہی پاتے ہین شہی
عاشق جو ہے جہان مین معشوق ہے وہی
سامان کب یہان ہین سلام و پیام کے

عابد کو کب ہے غیرِ ثنا خوانی اکرام
ہند الولی عطائے نبیؐ ہین وہ ذی مقام
ہے خواجگانِ چشت کا مدّاح صبح و شام
خواجہ معین الدین کے جو عاشق ہین خاص و عام
کیونکر نہ ہون فریفتہ اپنے کلام کے

ہم اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے
منہ دیر و حرم کی طرف اپنا نہین کرتے
اپنے کو جو ہم پاتے ہین کیا کیا نہین کرتے
ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہین کرتے
کچھہ اپنے بغیر اور کو پایا نہین کرتے

وہ شوخ ستمگر ہو تو دلدار ہو کسکا
وہ مہر ستمگار جفا کار ہو کسکا
کہیے بخدا آپ کہ وہ یار ہو کسکا
ہم آپ ہون جب ایک تو دیدار ہو کسکا
کیون اپنے کو پھر آپ ہی دیکھا نہین کرتے

ہان تیری طبیعت مین بہت کچھہ ہے بھرا شر
یون روبرو لوگون کے مذمت نکیا کر
منہ کہولو اسطرح خدا سے تو ذرا ڈر
تکفیر مین زاہد نہ ہماری ہو تو کافر
آپ اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے

بیمار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
سرشار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
میخوار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
بدکار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
جو کچھہ کہ ہم اب کرتے ہین بیجا نہین کرتے

صولت جو وہان آتے ہین اے خواجہ چشتی
دل عشق مین بہلاتے ہین اے خواجہ چشتی
عابد بہتیرے پہنچاتے ہین اے خواجہ چشتی
عاشق ترے کہلاتے ہین اے خواجہ چشتی
جو کچھہ ہے تو ہے اور کی پروا نہین کرتے

تمت برغزل

[illegible]

جو شراب معرفت پیکر چکھے
اب ہوا معلوم جب چلکر تھکے
خوب ہی عرفان کی لذت چکھے
صد ھزاران آئینہ شاہد یکے

نیست کس را اندرین معنی شکے

قطرہ و بحر و حباب و موج ما
کھولکر چشم بصیرت کو ذرا
دیدۂ ظاہر مین ہے ہر اک جدا
گر یکے دانی یکے بینی ہمہ

زانکہ اندر یک نباشد جز یکے

معرفت کی گفتگو ہے بے شمار
دل تو میرا ہے اسی پر استوار
جسکو سنکر ہووے ہر اک بیقرار
وحدت اندر کثرت آمد آشکار

بر کشا از راہ بینش چشمکے

آئینہ سا ہو کوئی گر با صفا
دوست اپنا کون ہے اپنے سوا
اُسکے ہی آئینہ مین اُسکو دکھا
گر ہمی خواہی کہ بینی دوست را

بر جمال خود نظر کن اندکے

پی لیا ہے جو مئے اُلفت کا جام
اپنا ایسا ہے تصوّر صبح و شام
پا گیا عابد عبادت سے ہے نام
گشت تمّت الفقرا حمد را تمام

فخر دارد از پلاس و چرمکے

[illegible] [illegible]

بحث کی ہو نہیں تحریر اپنے ہاتھ سے
ہے رضا پرستی نہیں توقیر اپنے ہاتھ سے

اور پیش آنکی یہی تسطیر اپنے ہاتھ سے
تو نکر اپنے لیے تدبیر اپنے ہاتھ سے

کام کرتی ہے تری تقدیر اپنے ہاتھ سے

ہین حروفِ حرص خالی دیکھا ہے مرد ذکی
ہان گدازِ عشق مین ہو کر کثافت سے تہی

صرف طمع کیمیا مین کہو نہ اپنی زندگی
قلب اپنا صاف کر لے سونا روپا ہے یہی

پہینکدے پارس بہی اور اکسیر اپنے ہاتھ سے

ہے محمد کی حقیقت سے ظہور خاص و عام
کر کے حاصل صلح کل ہر ایک سے توصیح و شام

برزخِ کبرےٰ مین ہین دیندار او ہندو تمام
گبر سے کر رام رام اور شیخ صاحب کو سلام

حق نے کہنچی ہے یہی تصویر اپنے ہاتھ سے

یار کے ملنے کا حاصل ہے جواب علم الیقین
راز معشوقین کا ہر اک پہ وا ہوتا نہین

جانتے ہین بہید اپنا پاکباز اور اہل دین
عاشقون کے رمز کر جاہین کراما کاتبین

کیا ہے طاقت جو کرے تحریر اپنے ہاتھ سے

خیر و شر منسوب جس سے ہے وہ خود اپنا گناہ
عبدیت مین چاہیے حفظ مراتب کی نباہ

جابر و مجبور جو ہے اسپہ ہے اپنی نگاہ
ہے ادب منظور تجھکو تو سمجھہ اپنا گناہ

گو نہین کرتا ہے تو تقصیر اپنے ہاتھ سے

عاشقان حرم دخطا سے اپنے خود رہتے ہین — واسطے بخشش کے ہین بیٹھے شہنشاہ عرب

عابد کمتر بھی ہمراہی مین باعجز وادب — دامن آلودہ اگر خاموش ہو تو کیا عجب

مخمس برغزل — پاک کر دین حضرت شبیر اپنے ہاتھ سے

تم مری جان ہو ایمان بھی ہو اور نبی — نہ ہوا ہے کوئی تمسا نہین ہوگا کوئی

ذات اقدس کو تو مین جانتا ہون عین ربی — مظہر ذات الٰہی ہین رسول عربی

مرکز دائرہ علم ہین اُمی لقبی

حشر مین اُمت عاصی کے سوا اور بھی — آپ سے ہونگے شفاعت کے طلبگار نبی

مرے مولا مرے آقا شہ عالی نسبی — سیدی آپ پہ قربان ہون اُمی وابی

بھول جانا نہ مجھے وقت شفاعت طلبی

شوق صحرائے مدینہ مین بسر عمر ہوئی — پر اثر کچھ دل مضطر نے دکھایا نہ ابھی

بحر رحمت سے نہین دور جو ہو یاد مری — ہچکیان آتی ہین بے ساختہ ہے تشنہ لبی

کیا قلندر کی حضوری مین ہوئی ہے طلبی

علم سینہ بھی پڑھا پڑھ لیا قرآن بھی سب — اب تجھی سے ہے غرض اور تجھی سے مطلب

بخشش امت عاصی کا ہے جب تو ہی سبب — عفو تقصیر مری کر دے تو اے شاہ عرب

وجد مین مجھ سے نہ نکلے سخن بے ادبی

حق کی جانب سے عطا مجھکو ہوئی عیدی ہی | اسلیئے رہ یہ نظر آتی ہے بالکل سیدہی

تجھکو اللہ نے شہا دولتِ لولاک ہی دی | شب معراج تو بے پردہ جمالش دیدی

آن جمالیکہ تو دیدی نہ کسے دید نبی

مبدعِ کل ہے تو اور مظہرِ کامل تو ہے | افضلِ خلق ہے تو اصلِ فضائل تو ہے

آپ اپنی ہے نظیر اپنا مقابل تو ہے | نور آنکھونکا تو ہے روشنی دل تو ہے

ہے توئی جانِ دو عالم بخدا بو العجبی

دور ہے صبحِ وطن شام ہے غربت کی دراز | مجھکو تقوے کا بھروسہ ہے نہ پنجستی نماز

اب دکہا دے مرے آقا مجھے اپنا اعجاز | بخشدے اپنے گنہگار کو اے بندہ نواز

حاضرم بر درِ رحمت پئے غفران طلبی

آپ ہین باعثِ تکوینِ دو عالم سرور | آپکے وصف مین عاجز ہین ملک جن و بشر

شان مین آپکی لولاک لما ہے اظہر | نخلبندِ چمن خلد نسیم کوثر

مہر مکی مدنی ہاشمی و مطلبی

ہو گیا ماہ فلک پر ترے اعجاز سے شق | طے کیئے آن مین افلاک کے جتنے تہے طبق

مبدع جملہ علوم اور نہ پڑہا ایک ورق | لین فصیحانِ عجم تیری بلاغت سے سبق

ادب آموز فصاحت بلغائے عربی

کوہ کا کام تو ہوتا نہین شاہا حسن سے
پہر ہوا اُمید ہی کیا خبر کی اِسی کس سے

دلِ مُضطر تو ہوا جاتا ہے باہر بس سے
جان جبتک ہے نہ پلٹونگا درِ اقدس سے

کس کی دہلیز پہ جاؤن سببِ درمان طلبی

ایک مدت سے غلامی کا ہے سر مین سودا
دل تڑپتا ہے کہ ہون روضہ انور پہ فدا

مرضِ عشق ہے کیونکر ہو مداوا اسکا
زور رہا تو نکین نہ پاؤن نہین ہے طاقت اصلا

کس طرح روضہ پہ آؤن سببِ درمان طلبی

یہ غزل سنتے ہی عابد نے کہا صلِ علے
نعتِ احمد مین قلندر نے بہت خوب لکہا

اُسکا مقصود بر آئے بطفیلِ مولا
سُن کے یہ نظم لب گور سے قدسی کہا

ہے قلندر یہ ترا رنگِ سخن بوالعجبی

مثلث

دیوانہ کیا اپنی محبت مین نبی نے
دل چہین لیا ایک جوانِ عربی نے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

بیمار ہی کر ڈالا تہا فکرِ ذہبی نے
کہو یا ہی تہا مجہکو مری دنیا طلبی نے

کیا خوب سنبہالا ہے رسولِ عربی نے

ہان ختمِ رسل کی وہ ہدایت بہی نہوتی
اُس مہرِ نبوت کی زیارت بہی نہ ہوتی

کیا کام نکالا ہے مری بے ادبی نے

ارشاد خدا کا ہے جو تیرا ہے تکلم
طٰہٰ کے کرشمے ہین تو یٰسین کا تبسم

قرآن کو سجایا ہے تری خوش لقبی نے

عابد نہ کرے سجدہ آ معبود ملائک
آدم کو کیا عرش پہ مسجود ملائک

کیا کام بنایا تری عالی نسبی نے

ٹھمری

اللہ کو پکارون آپ ملین یہہ بات تمہاری ہے نیاری
ہو شکل مین بندے کے سوا یہہ گھات تمہاری ہے پیاری

ڈھونڈو مین جہان دیکھو مین جدہر ہر جاے تمہین ہو پیش نظر
قیدی نہین جو ایک جا پہ رہین یہ سات تمہاری ہے ساری

شطرنج ہے عرفان کی تازی تم کھیل رہے ہو جو بازی
گر جیت لیے باطن بازی یہ مات تمہاری ہے بہاری

دیوانہ ہے یہ دل صبح و مسا معشوق کے جاز لو نین پہنا
اور ہو کے مخاطب کہنے لگا یہہ رات تمہاری ہے تاری

عابد بہی عبادت کرتا ہے راہب بہی ممتہی پہ مرتا ہے

کیا خوب صفت ہے یہ تم مین یہ بات تمہاری ہے جاری

ٹھمری

اے میرے جانی اے میرے جانی تجھسے کہون کیا اپنی کہانی

تجھہ پاس اپنی ہے قدردانی کاہیکو برپا پہر قصہ خوانی

سب کی سُنونگا اپنی کرونگا یہ ہی طریقہ اپنا رکہون گا

اسمین نہ ہرگز کچھہ فرقِ معنی ہاتون مین تیرے ہے میری ہانی

مین توہوا ہون وحشی وحیران چاہت کا تیری اب ہو نہین خ اہان

ایسا ہو توپہر کون جانی مجھہ پہ کریگا آ مہربانی

تجھکو مین دیکہا تو اُسکو دیکہا گر تجھکو پایا تو اسکو پایا

کہتے اِسی کو ہین خوش بیانی مضمونِ ایمان ہے آمن آنی

اللہ باقی من کلِّ فانٍ قرآن مین دیکھو خوب اِسکو سمجھو

عابد ہو معبود باقی ہے فانی کچھہ نا رہیگا وہ یا جانی

ٹھمری

میرے والی خواجۂ چشتی اُنپہ قربان حورِ بہشتی

میرا بیڑا پار اُتار دو کہین ڈوب نہ جائے کشتی

ٹھمری

گھنی گھنی بوندن برسے پانی　　ایسے سمے مین آمل جانی

دادُر مور پپیہا بولے　　ساون دی مہمانی

ٹھمری

یک تیر نجار امار ارے　　پپیا سگر چتر ہمار ارے

جب سے نکلے باگ تماشے کو　　جیا عابد پروے وارے

ٹھمری

بے دردان تال پیت ناکرنا رے　　بگین مین کپ دہرنا رے

عشقو ندا اگ سلگت من مین　　نینو ندا اُبلی جھرنا رے

ٹھمری

تو نے عاشق جو مجھکو بنایا رے　　بنکے معشوق کیا ہی ستایا رے

قانی دنیا کو دل سے بہلایا رے　　رہنے والے سے من کو ملایا رے

روٹھے دل کو جو ہم نے منایا رے　　گویا کعبہ نیا یہ بسایا رے

نقش ایمان یہ دل مین جمایا رے　　تجھکو دیکھا خدا کو ہے پایا رے

مے نصرت کا رنگ دکھایا رے　　ہو کے عابد جو معبود آیا رے

رقعۂ دعوت

ساقیا! جلد دے شراب مجھے
دیر کی اب نہین ہے تاب مجھے

بادۂ عیش و بادۂ الفت
جس سے حاصل ہو دلکو اک فرحت

فکر سب دل سے دور ہو جاوے
مجھکو حاصل سرور ہو جاوے

ابر اٹھا بہار آئی ہے
رحمتِ کردگار آئی ہے

فرطِ شادی سے خندہ زن ہین گل
نغمہ سنجی مین محو ہے بلبل

دل کے مطلوب ہمنے پائے ہین
یہ دن اللہ نے دکھائے ہین

جی مین ہے۔ دوست آئین جلسہ ہو
اور سامان سب مہیا ہو

اے مرے دوستو۔ مرے احباب
اِک مری عرض ہے سنو تو شتاب

آکے اک دن غریب خانہ پر
کیجئے مجھہ پہ اک کرم کی نظر

ہے نبیرہ مرا جو ناصر علی
اِسکے حامی رہین علیؓ و نبیؐ

اُسکی شادی ہے شادیٔ ختنہ
یہ مبارک مہینہ ہے اچھا

پندرہ تاریخ روزِ یکشنبہ
کیجیے اس ماہ مین قدم رنجہ

وقتِ مغرب ضرور آئیگا
رسمِ شب گشت مین بہی جائیگا

ہم طعامی سے کیجئے ممنون
مین ہون منت کا آپ کی مرہون

ہر جگہ ہے مرا نیا اک رنگ
کہیں عابد کہیں ہوں صولت جنگ

تمت

تواریخ طبع کلیات

اختر - عالیجناب منشی لطیف احمد صاحب ڈہوم سکریٹری گار خلف حضرت امیر مینائی مرحوم

عابد کا سخن جانِ سخنداں نکلا
درد دلِ عشاق کا درماں نکلا
اختر نے لکھی طبع کی تاریخ لطیف
واللہ یہ نیا دفترِ عرفان نکلا

ترکی - عالیجناب مولانا ترک علیشاہ صاحب قلندر شاعر پایہ تخت دکن المخاطب امیر الشعرا

نقش معنی حضرتِ عابد چو بست
بیت بیتش در دل و جانم نشست
گفت ترکی جستش چون سالِ طبع
مجلس آرا کلیاتِ عابد است

جلیل - عالیجناب حافظ جلیل حسن صاحب لکھنوی شاعر خاص سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

یہ سخن اسکا ہے جو ہے شاعر شیرین مقال
بلبلِ گلزارِ معنی یوسفِ مصرِ کمال
نقدِ جان قیمت اگر ٹھہرے تو سمجھو مفت ہے
یہ سخن اسکا ہے جسکے قال میں ہے رنگِ حال
مطلعِ روشن پہ قربان آفتاب و ماہتاب
مصرعِ رنگین پہ صدقے شاہدانِ خوشجمال

بندشِ اشعار کہتی ہے کہ میں ہوں لاجواب / شوخیٔ گفتار گویا ہے کہ میں ہوں بے مثال

سال چھپنے کا کوئی پوچھے تو یہ کہدو جلیل / کلیاتِ عابدِ جادو بیان نازک خیال

غبار - جناب حکیم محمد عابد علی صاحب تلمیذ حضرت ناظم مدظلہ العالی

طبع گردید کلیات عجیب / از نوابم بعظمت و تمکین

سال تاریخش آن نوشت غبار / چشمۂ نور گلشن رنگین

قادر - جناب سید قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ مبارک

ہیں مرے نواب صولت جنگ ذیشان و کرم / صورت و سیرت میں یکتا ایک جگ کا حاقال

طبع دیوان کی سنِ ہجری میں ہے تاریخ غرض / کلیات عابد جادو بیان نازک خیال

کیفی - عالیجناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب حیدرآبادی

واہ وا نواب صولت جنگ عابد واہ وا / آپ کا کیا پوچھنا کیا پوچھنا دیوان کا

مجھ سے پوچھا حضرت کیفی نے اسکا سالِ طبع / کلیات عابد روشن گہر ہے،، کہدیا

عالیجناب مولوی محمد مظہر علی صاحب الماس رقم استاد خوشنویسی مصنف مدظلہ العالی

چون جملہ تصانیف وینعمتم اکنون / یکجا شدہ مطبوع پسندیدہ دل و جان

القابدلم گشت کہ برجستہ نوشتم / گلدستۂ توحید بشد طبع سن آن

مجید - جناب محمد جہانگیر صاحب آغائی شاگرد رشید حضرت ناظم مدظلہ العالی

کم نہیں لطفِ کلامِ عابدِ عالی دماغ
ہم نے مانا ہوتے ہیں اہلِ زبان نازک خیال

طبع کی تاریخ بھی کیا خوب ہاتھ آئی مجید
کلیاتِ عابدِ جادو بیان نازک خیال

ناظم - عالیجناب نواب میر محمد علیخان بہادر ہمشیر زادہ مصنف دام اقبالہ

گشت چون کلیاتِ عابد طبع
زد بہر صفحہ بوے اش ارژنگ

سالِ طبعش ولم بناظم گفت
رگِ جان کلیاتِ صولت جنگ

ولا - عالیجناب خان بہادر شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر دام اقباله

شاع الکتاب بفضله
مابین ذی حضر و باد

فیه القصیدة و الغزل
فیه المخمس مستزاد

قد زیّنت صفحاته
من کل فنّ مستجاد

لِمَ لا و ناظم عقده
ربّ الفصاحة و الجواد

قال الولاء مورخا
لبروزه بین العباد

طبع الکلام لعابد ۱۳۲۴ھ
بشری لارباب المراد

ولہ

شہ قلم و نظم فصیح - صولت جنگ
کہ صوتِ لتش لسبحن فاتحِ خراسان است

بہ رزم - تیغِ لسانش - زبانِ فردوسی
بہ بزم - شمعِ زبانش فروغ سلمان است

سخنورے کہ بفکرِ بلند او عالی	کمینہ زلّہ ربائے ز نعمتِ خوان است
عدیلِ انوری و فرخی و بہرامی	مثیلِ باقرِ کاشی سلیم ہمدان است
قصیدہ اش سخن آموزِ عرفی و اسدی	تغزلش سبقِ طوطیٔ صفاہان است
بمجلسِ فصحا ہم زبانِ امرءِ قیس	بہ محفلِ بلغا جانشینِ سحبان است
معاصرینِ زمن را بذاتِ او نازے	وجودِ مغتنمش مفخرِ نیاکان است
مدارجش ہمہ بالاتر از بلندیٔ نطق	مراتبش ہمہ بیرون ز حدِ امکان است
بہر چہ وصف توان گفت بہتر است ازو	ازانچہ مدحتِ او رفت برتر از آن است
ببین بہر ورق کلیاتِ منظومش	قصائدش چو رباعی ردیفِ دیوان است
خوشا کلامِ سخن پرورِ شگرف خیال	کہ واصف است علی طالبش ثنا خوان است
زہے نتیجۂ فکرِ بلند عابدِ نیک	پسندِ خاطر و مطبوعِ اہلِ عرفان است
خہے خجستہ رقم طبعزادِ والایش	کہ قالبِ سخنے را مطالبش جان است
برند دست بدستش سخنورانِ جہان	متاعِ خوش گرانمایگیش ارزان است
ولاست کاشفِ اسرارِ حسنِ تاریخش	کلامِ عابدِ روشندلِ زباندان است

ولہ

مژدہ اے نواب صولت جنگِ عالی اقتدار	در سخندانان کلامِ محترم مطبوع شد

مصرعِ تاریخ طبع او فلک گوید ولاؔ | کلیاتِ عابد گردون ہم مطبوع شد
۱۳ ۳ ہ

ولہ

فضل حق مطبوع خاص و عام شد | نظمِ صولت جنگِ عابد در دکن
مصرعِ تاریخ او گفتم ولاؔ | کلیاتِ عابدِ نیکو سخن
۱۳ ۳ ہ

ولہ

کلام اچھا چھپا نواب صولت جنگ عابد کا | انھیں اوراق میں سب کا ثبات نظمِ عابد ہے
مطالب کی لطافت چستیٔ بندش کا کیا کہنا | عبادت کی ہدایت حسن ذاتِ نظمِ عابد ہے
مفیدِ مختصر تعریف ہے شیرازۂ کل کی | مطالب کا اثر وجہ صفاتِ نظمِ عابد ہے
فصاحت نقش ہے آئینہ الفاظِ روشن پر | بلاغت سر بسر محوِ نکاتِ نظمِ عابد ہے
رہیگا فیض جاری تا ابد اس خضر سیرت کا | ہر اک مضمون تر آبِ حیاتِ نظمِ عابد ہے
مصنف کی رہیگی نیک نامی روزِ محشر تک | یہ نسخہ باقیات الصالحاتِ نظمِ عابد ہے

ولاؔ نے خوب لکھی عیسوی تاریخ نورانی
کلام انوری ہے کلیاتِ نظمِ عابد ہے
۱۹۱۶ء

قاصد جناب ابوطیب محمد یحییٰ صاحب حیدرآبادی (منشی فاضل و مولوی فاضل) منتظم اصطبل و بگھیخانہ سرکار مبارک

کلیاتِ نظمِ صولت جنگِ ما — پرز شوقِ رند و ذوقِ زاهدست

باطن و ظاهر حقیقت هم مجاز — معنی و لفظش به بهر و شاهداست

قدرتش ناصر به آئین حسن — احمد و محمود را او حامداست

کرد قاصد سال تاریخش رقم — کلیاتِ دلفریبِ عابداست

ف ا ۳ ۲ ۵

وله

محبوب ترین پاک ذاتِ عابد — مرغوب ترین خوش صفاتِ عابد

سالِ طبعِ کلام او قاصد گفت — مطبوع ترین کلیاتِ عابد

ف ا ۳ ۲ ۵

وله

کلیاتِ نظمِ صولت جنگ عابد چاپ شد — کلک رنگینش طراز افگنده در هر جاؤ

گفت قاصد سالِ تاریخ نوید طبعِ آن — پر تصوف کلیاتِ عابدِ آزادهٔ

م ا ۳ ۳ ۴

وله

زهے نواب صولت جنگ عالی فکر روشن طبع — بسلکِ نظمِ رنگینش چه دُرهائے معانی سُفت

برائے سالِ تاریخش به قاصد هاتفِ غیبی — پسندِ طبعِ کلیاتِ صولت جنگ عابد گفت

۴ ۳ ۳ ا

وله

یہ کلیات معرفت کا ہے اک جام
طریقت اور حقیقت کے ہیں اسمین ہر رنگ

ہے سال طبع یہی صوفیون کو قاصد نے
کہا مبارک ہو کلیات صولت جنگ

ولہ

کلیات نظم عابد یہ ہے یا ہے نغمہ سنج
بلبلِ شیرین زبان یا طوطیٔ شکر مقال

سال تاریخ اسکا علیمی سے یہ قاصد نے کہا
کلیات عابدِ عالی حسب روشن خیال

حامد۔ نواب میر حامد علی خان بہادر خلف حضرت مصنف مدظلہ العالی

کلیاتِ قبلہ گاہی چھپ چکا ہے از ان
تم پہ بہی تاریخ لکھنی اسکی حامد فرض ہے

ہو اگر مطلوب طبع دوستان تاریخ طبع
نظم گو ہے سنج پہر سال ہجری عرض ہے

خواجہ۔ جناب محب خواجہ فرید خان صاحب برادر نسبتی حضرت مصنف تلمیذ حضرت ناظم

اندنون پیشِ نظر اک نسخہ نایاب ہے
یعنی کلیات صولت جنگِ عابد بے بہا

سال فصلی کیلئے خواجہ سروشِ غیب نے
یہ کلام شاعرِ شیرین بیان ہے کہدیا

میر نیاز علیخان منشی محکمۂ نجومی عالم

داماد حضرت مصنف مدظلہ

اب زمانہ آگیا ہے آزماؤ طبع کو
چھپ گیا ہے اسقدر دیوان عابد بے مثال

وہ فصاحت ہے زبان فارسی جسکے رہین
وہ بلاغت ہے کہ جس میں ہیں بیان اہل کمال

وہ تشبیہیں ہیں نظیری کی بھی ہوں قربان جن
وہ مثالیں ہیں زمانہ میں نہیں جن کی مثال

چونچلے جاتی ہیں آنکھیں نرگس بیمار کی
آب نے تحریر کی وہ خوبی حسن و جمال

جس جگہ لکھا گیا زلف پریشاں کا بیان
دیکھنے سے اسکے خاطر جمع ہوں آشفتہ حال

وہ بتائی چشم کی مستی کہ سب بیہوش ہیں
ہوگیا ہے جوش سا میں آنا زمانے کا ملال

آگیا مذکور تیغ ابروئے خم دار جب
ہوگئی عالم میں شورش ہوگئی جنگ و جدال

کس قدر اندازے وصف خرام ناز ہے
سننے والوں کے ہوں بیہوش مثل دل پامال

ہو جو توصیف لب ارغوانی کا بیان
ٹوٹ ہی جاتا ہے پیمانہ اسپر انفعال

شرح کو اک شعر کی لکھنے اگر بیٹھے کوئی
شرح کرتے کرتے ہو جاتا ہے اسکو کئی سال

طبع کی تاریخ اسکی عرض کر دو اے نیاز
چھپ گیا اب کلیات عابد با اقبال

ولہ

ہے زینت نظم نظم عابد
کیا طرز بیان ہے کیا زبان ہے

ہاتف نے کہا کہ اس کی تاریخ
(قرطاس بیان گلرخان) ہے

ولہ

ہے دکن میں شہرہ جا بجا ہے جہاں سو مصنف علام کا
قلم میں قدرت کہاں ہے اتنی لکھے جو مدح کلام کا

نیاز تاریخ طبع فصلی جو کوئی پوچھے تو فکر کیا ہے
بیان کر دو چھپا یہ زیبا کلام معجز نظام عابد